

हिन्दुस्तानी एकेडेमी, पुस्तकालय
इलाहाबाद

वर्ग संख्या.....

पुस्तक संख्या.....

क्रम संख्या.....

1147

9986

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَقْرِیر

وہو

المکمل الفرقان

جلد ششم

سورۃ النور

ترتیب جناب فیضیات آقہ سی صدقات سیدہ السادات الکرام خرم بسم اللہ والاسلام
جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول آئمہ مجتہدین مان و برآئم حکامین پشینیاں پیشینیاں

آزیز بیگ اکبر سید احمد خان علیہ الرحمۃ والعتقان

حسب فرمائش

نفسی فضل الدین کلے فی تاج کتب می انکسار اشاعت بزرگ شیری لاہور

طبع و نشر فی دارالکتاب و المطبعہ

قیمت علی

سُورَةُ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
سُبْحَانَ الَّذِي
خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان
پاک ہے وہ جو

(سبحان الذی) معراج کے متعلق حدیثوں اور روایتوں میں جس قدر اختلاف ہے غالباً اور کسی امر میں اس قدر اختلاف نہ ہوگا اُن اختلافات کا بیان کرنا اور اُن کی تصحیح کرنا سب سے مقدم امر ہے اور اس لئے ہم ہر ایک امر کو معاً اُن کے اختلافات کے جدا جدا بیان کرتے ہیں *

زمانہ معراج

بخاری میں شریک کی روایت سے ایک حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں ”قبل ان یوحی الیہ“ یعنی اسلام آنحضرت کو وحی آنے یعنی نبی ہونے سے پہلے ہوئی تھی مگر خود محدثین نے بیان کیا ہے کہ وہ الفاظ اسلام سے متعلق نہیں ہیں چنانچہ اُس حدیث کی اس بحث کو بھی بیان کریں گے اس وقت اُن اختلافات کو بیان کرتے ہیں جو اسرا یا معراج سے متعلق ہیں *

اس باب میں کہ معراج کب ہوئی مندرجہ ذیل مختلف اقوال ہیں *

- ۱- ہجرت سے ایک برس پہلے ربیع الاول کے مہینہ میں *
- ۲- ہجرت سے ایک برس پانچ مہینے پہلے شوال کے مہینہ میں۔ بعضوں نے کہا کہ رجب کے مہینہ میں *

۳- ہجرت سے اٹھارہ مہینے پیشتر *

۴- ہجرت سے ایک برس تین مہینے پہلے ذی الحجہ میں *

۵- ہجرت سے تین برس پہلے *

۶- نبوت سے پانچ برس بعد *

۷- نبوت سے بارہ برس بعد بعضوں کے نزدیک قبل موت ابی طالب اور بعضوں کی نزدیک

بعد موت ابی طالب *

۸- نبوت سے تیرہویں برس ربیع الاول یا رجب میں *

۹- ہجرت سے سولہ مہینے قبل ذیقعدہ کے مہینہ میں اور بعضوں کے نزدیک ربیع الاول میں *

۱۰- ستائیسویں تاریخ رجب کے مہینہ میں *

لے گیا

اُسری

۱۱۔ جب کے پہلے جمعہ کی رات کو ۛ

۱۲۔ سائیسویں تاریخ رمضان کے مہینے میں ہفتہ کی رات کو ۛ

یہ تمام اختلافات جو ہم نے بیان کئے عینی شرح بخاری میں مندرج ہیں اور اُس کی عبارت بلفظ ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں ۛ

یعنی میں لکھا ہے کہ معراج کے وقت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں نبوت سے پہلی ہوئی

و اختلف فی وقت المعراج فقيل انه كان قبل المبعث وهو شاذ الا اذا حمل على انه وقع في المنام فلو جبه وقيل كان قبل الهجرة بسنة وفي ربيع الاول وهو قول الاكثرين حتى بالتم ابن حزم فنقل الاجام على ذلك وقال السدي قبل الهجرة بسنة وخمسة اشهر واخرجه من طريقه الطبري والبيهقي فعلى هذا كان في شوازل وحكي بان عبد البر انه كان في حجب و جزم به النووي وقيل ثمانية عشر شهرا كما قال ابن البر وقيل كان قبل الهجرة بسنة وثلاثة اشهر فعلى هذا يكون في ذي الحجة وبه جزم ابن فارس قيل كان قبل الهجرة بثلاث سنين كما قال ابن الاثير وحكي عياض عن الزهري انه كان بعد المبعث خمس سنين ثم روى ابن ابي شيبة من حديث جابر وابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال ولد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يومه الاثنين وفيه بعث وفيه عرج به الى السماء وفيه مات ۛ

اس قول کو طبری اور بیہقی نے بیان کیا ہے۔ اس قول کی بنا پر معراج ماہ شوال میں ہوئی۔ اور ابن عبد البر نے ماہ جب میں بیان کیا ہے۔ نووی بھی اسی کو مانتا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ ہجرت سے اٹھارہ مہینے پہلے ہوئی ابن البر نے اس قول کو بھی بیان کیا ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہجرت سے ایک برس تین مہینے پہلے ہوئی۔ اس کی بنا پر ذی الحجہ

مہینہ تھا ابن فارس اسی قول کو مانتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہجرت سے تین برس پہلے ہوئی۔ اس کو ابن اثیر نے بیان کیا ہے اور قاضی عیاض نے زہری سے حکایت کی ہے کہ معراج نبوت سے پانچ برس بعد ہوئی اور ابن ابی شیبہ نے عباس اور جابر سے روایت کی ہے کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ پیغمبر خدا پیر کے دن پیدا ہوئے۔ اور اسی دن نبوت ملی اور اسی دن معراج اور اسی دن وفات ہوئی ۛ

یعنی میں دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ معراج نبوت کے بارہویں سال ہوئی۔ بیہقی نے موسیٰ

وكان يوم الاثنين في السنة الثامنة عشر من النبوة بن عقيبته سے اور اُس نے زہری سے روایت کی ہے کہ معراج مدینہ جانے سے ایک برس پہلے ہوئی

بَعْدُ	اپنے بندے کو
<p>انه اسبحه قبله وجه الى المدینة لبنة عزالدي قبل مهاجرة لبنة عشرين افعلى قوله يكون الا اسراء في شريح يقعد على قول الزهرى يكون في ربيع الاول وقيل كان الا اسراء ليلة السابيع والعشرين من جدي قد اختاره الحافظ عبد الغنى بن سفيان المقدسى في سيرته ومنهم من ينعلم انه كان في اول ليلة جمعة من شهر رجب شذيل كان قبل موت ابي طالب ذكر ابن الجوزي انه كان بعد موته في سنة اثنى عشرة للنبوة فتقبل كان في ليلة السبت لسبع عشرة ليلة خلت من رمضان في السنة الثالثة عشر للنبوة في كان في ربيع الاول وقيل كان في رجب (صخره جلد ثانی میں شرح بخاری) *</p>	<p>اور سحر کا قول ہو کہ ہجرت کو دو ماہ پہلے پس اسکی قول کے موقوف ماہ ذیقعدہ میں اور زہری کے قول کے موافق ربیع الاول میں بعض کہتے ہیں تائیسویں جبکہ ہوئی عافظ عبد الغنی بن سفيان مقدسی نے اپنی سیرت میں اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بعض کا گمان ہے ماہ رجب کو جمعہ کی اول شب میں ہوئی۔ پھر بعض کا قول ہے کہ ابو طالب کے مرنے سے پہلے ہوئی اور ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ان کے مرنے کے بعد نبوت کے بارہویں سال ہوئی۔ پھر کوئی کہتا ہے کہ نبوت کے تیرہویں سال رمضان کی سترہ</p>
<p>تاریخ کو ہفتہ کی رات کو ہوئی۔ اور کوئی کہتا ہے کہ ربیع الاول میں کوئی کہتا ہے رجب میں *</p> <p>یہ روایتیں اس قدر مختلف ہیں کہ کوئی علانیہ قرینہ یا دلیل بتیں ان میں سے کسی روایت کو ترجیح کرنے کی نہیں ہے۔ قرآن مجید سے اس بات پر یقین ہو سکتا ہے کہ اسراء جس کا دوسرا نام معراج ہے رات کو واقع ہوئی اور احادیث مختلفہ سے جو امر مشترک اور نیز قرآن مجید سے بطور دلائل بعض پایا جاتا ہے وہ اس قدر ہے کہ زمانہ نبوت میں معراج ہوئی اور یہ بات کہ کب ہوئی بسبب اختلاف روایات و احادیث محقق ثابت نہیں ہو سکتا پس ان تمام اختلافات کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض علما تعدد معراج اور اسراء کے قائل ہوئے اور معراج اور اسراء کو دو جدا گانہ واقعے قرار دئے چنانچہ یعنی شرح بخاری میں لکھا ہے *</p>	<p>کہ معراج اور اسراء میں اختلاف ہے کہ دونوں ایک رات میں ہوئے یا دو راتوں میں اور دونوں جاگتے میں ہوئیں یا خواب میں یا ایک خواب میں۔ اور ایک بیداری میں۔ بعض کا قول ہے اسراء دونوں مرتبہ ہوئی۔ ایک فوج خواب میں روح کے ساتھ۔ اور ایک فوج روح اور بدن کے ساتھ بیداری میں بعض کے نزدیک بیداری میں کئی دفعہ اسراء ہوئی۔ یہاں تک کہ بعض چار دفعہ اسراء کے قائل ہوئے ہیں۔ اور بعض نے گمان کیا ہے کہ ان میں سے بعض مدینہ میں ہوئیں۔ ابوشامہ نے حدیث</p>
<p>واختلفوا في المعراج والا اسراء هل كان في ليلة واحدة او في ليلتين هل كان جميعا في البقعة او في التمام او احدى هاتين البقعتين والاخر في التمام فتقبل ان الا اسراء كان مرتين مرة بروحه مناما ومرة بروحه وید نہ بقعة ومنهم من يدعى تعدد الا اسراء في البقعة ايضا حتى قال انه اربع اسراء وترجم بعضهم زبعضها كان بالمدينة ووفق ابوشامة في روايات حديث الا اسراء بالجمع بالتعدد فعمل ثلاث اسراء مرة من مكة الى بيت المقدس فقطع على البراق ومرة مكة الى السموات على البراق ايضا ومرة من مكة الى بيت المقدس</p>	<p>میں سے کسی روایت کو ترجیح کرنے کی نہیں ہے۔ قرآن مجید سے اس بات پر یقین ہو سکتا ہے کہ اسراء جس کا دوسرا نام معراج ہے رات کو واقع ہوئی اور احادیث مختلفہ سے جو امر مشترک اور نیز قرآن مجید سے بطور دلائل بعض پایا جاتا ہے وہ اس قدر ہے کہ زمانہ نبوت میں معراج ہوئی اور یہ بات کہ کب ہوئی بسبب اختلاف روایات و احادیث محقق ثابت نہیں ہو سکتا پس ان تمام اختلافات کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض علما تعدد معراج اور اسراء کے قائل ہوئے اور معراج اور اسراء کو دو جدا گانہ واقعے قرار دئے چنانچہ یعنی شرح بخاری میں لکھا ہے *</p>

لَيْلًا

ایک رات

شعلی السموات وجمع السلف والمخلف علی ان اسراء کی مختلف روایتوں میں تین مرتبہ اسراء
الاسراء بیان نہ درجہ واما من مکة الی مان کر توفیق کی ہے۔ ایک دفعہ مکہ سے بیت المقدس
بیت المقدس فیصل القرآن +
(عینی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۹۶) تک براق پر۔ دوسری دفعہ مکہ سے آسمانوں تک
براق پر۔ تیسری دفعہ مکہ سے بیت المقدس تک پھر آسمانوں تک۔ متقدمین اور متأخرین متفق
ہیں کہ اسراء بدن اور روح کے ساتھ واقع ہوئی۔ اور مکہ سے بیت المقدس تک جانا تو نقص قرآنی
سے ثابت ہے +

ان تمام روایتوں پر لحاظ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس اختلاف کے جو
زمانہ معراج میں ہے نسبت نفس معراج یا اسراء کے حسب تفصیل ذیل علما میں اختلاف ہو گیا
ہے +

- ۱۔ بعضوں کا قول ہے کہ اسراء اور معراج دو جدا گانہ واقعات ہیں +
- ۲۔ بعضوں کا قول ہے کہ ایک دفعہ صرف اسراء ہوئی اور ایک دفعہ اسراء مع معراج +
- ۳۔ بعضوں کا قول ہے کہ معراج دو دفعہ ہوئی ایک دفعہ بغیر اسراء کے اور ایک دفعہ مع اسراء
کے +

- ۴۔ بعض کا قول ہے کہ اسراء مع معراج کے دو دفعہ ہوئی +
 - ۵۔ اکثر علما کا یہ قول ہے جو قول مقبول بھی ہے کہ اسراء و معراج ایک دفعہ ایک ساتھ
ایک ہی رات میں ہوئی +
- یہی قول صحیح اور متفق علیہ ہے اور احادیث سے جو امر مشترک پایا جاتا ہے اور جو قرآن مجید
کی دلالت النص سے ثابت ہوتا ہے وہ بھی یہی ہے مگر ہم اس مقام پر ان تمام اقوال کو جن سے
یہ اختلاف ظاہر ہوتے ہیں ذیل میں لکھتے ہیں +

اقوال ان علما کے جو اسراء اور معراج کو دو جدا گانہ واقعے کہتے ہیں

- جو لوگ کہ اسراء اور معراج کو علیحدہ علیحدہ دو واقعے قرار دیتے ہیں ان کا بیان یہ ہے +
- ابن وحید کا یہ قول کہ خود بخاری کا میلان اس پر ہے کہ لیلۃ الاسراء الگ واقعہ ہے۔
جفہ البخاری الحی لیلۃ الاسراء کانت غیر لیلۃ اور لیلۃ المعراج الگ واقعہ۔ اور وہ دلیل یہ لاتا ہے
المعراج لانه افرک کل منہما توجۃ۔ کہ بخاری نے ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے
(فقہ البخاری جلد ہفتم صفحہ ۷۰) +
- جدا جدا ترجمہ الباب قرار دیا ہے (اور واضح کہ بخاری

مسجد حرام سے

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

کا ترجمہ الباب بطور استنباط مسائل کے سمجھا جاتا ہے *

بخاری نے ایک علیحدہ باب میں لکھا ہے کہ یہ باب ہے حدیث اسراء کا اور خدا کو اُس قول کا جہاں اُس نے فرمایا ہے ”یا کعبہ وہ جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد

ترجمة ابواب البخاری
باب حدیث الاسراء وقول الله تعالى سبحان الذي اسرى ببجده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى -
(بخاری صفحہ ۵۴۸) *

حرام سے مسجد اقصیٰ تک” *

اور دوسرے علیحدہ باب میں لکھا ہے کہ یہ باب ہے اس بیان میں کہ اسراء میں نماز کیونکر

كتاب الصلوة باب كيف فرضت الصلوة في الاسراء
(بخاری صفحہ ۵۰)

فرض ہوئی *

مگر اس دلیل کو خود علامہ حجر عسقلانی نے رد کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس سے دونوں

کا جدا جدا ہونا بخاری کے نزدیک نہیں نکلتا بلکہ کتاب الصلوة کے عنوان سے دونوں کا ایک ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ اُس نے لکھا ہے۔ کہ لیلتہ الاسراء میں نماز کیونکر فرض ہوئی اور تاریقیئاً معراج میں فرض ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بخاری کے نزدیک دونوں واقعے ایک

ولا دلالة في ذلك على التقاء عند بل كلامه في اول الصلوة ظاهر في اتحادهما وذلك انه ترجم باب كيف فرضت الصلوة ليلا من الاسراء والصلوة انما فرضت في المعراج فدل على اتحادهما عندنا وانما افردها من باب الترجمة لان كلا منهما يشتمل على قصة مفردة وان كانا واقعا معا -
(فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۱۵۰) *

ہیں جدا جدا ترجمہ الباب اس لئے قرار دیا ہے کہ ان میں الگ الگ قصے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی ساتھ واقع ہوئے ہیں *

اور بعض علمائے متاخرین بھی قصہ اسراء اور معراج کو دو واقعے سمجھتے ہیں علامہ حجر عسقلانی نے

لکھا ہے۔ بعض متاخرین نے کہا ہے کہ اسراء ایک رات میں ہوئی اور معراج ایک رات میں اُن کی حجت یہ ہے کہ انس کی حدیث میں جو شریک سے مروی ہے اسراء کا ذکر نہیں اور ایسا ہی مالک

وقال بعض المتأخرين كانت قصة الاسراء في ليلة والمعراج في ليلة متمكنا بما ورد في حديث النعمان بن ابي شريك من ترك الاسراء وكذا في ظاهر حديث مالك بن صعصعة -
(فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۱۵۱) *

بن صعصعہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے *

مگر خود علامہ حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ متاخرین نے ان روایتوں کی بنا پر اسراء کا ایک رات میں اور معراج کا دوسری رات میں ہونا خیال کیا ہے مگر اُن روایتوں سے اسراء اور معراج

إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا

مسجد اقصیٰ کو

ولا ینزلنہم منہم من بعدہم علی بعض کا علیہ علیہ واقع ہوا لازم نہیں آتا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:
الروایۃ ذکر ما لحدیث کواخرہ۔ (فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱) کہ اس سے تعدد واقع لازم نہیں آتا۔ بلکہ خیال کیا جاتا ہے
بعض ادیبوں نے جربیان کیا ہے اس کو دوسرے راویوں نے ترک کر دیا ہے *

جن کے گمان میں آسرا الگ واقع ہے۔ ان کی دلیل شداد ابن اوس کی حدیث ہے
واحتمل من عمال اسراء وقع مفرد اما اخرجه
الیزام الطبرانی وصحۃ البیہقی فی الدلائل من حدیث
شداد بن اسوق قلنا یا رسول اللہ کیف استریک قال
صلیت صلاۃ العتمۃ بمکۃ فأتانی جبریل بایۃ فذکر
الحدیث فی حجیثہ بیت المقدس ما وقع لہ فیہ قال
ثم انصرف لی قرنا بعبقریش بمکان کذا فذکرہ
قال ثم اتیت اصحابی قبل الصبح بمکۃ۔
(فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱) *
کہ واپسی میں ہمارا قریش کے اڈوں پر فلاں
جگہ گذر ہوا۔ پھر اس کا ذکر کیا پھر فرمایا کہ میں صبح سے پہلے مکہ میں اپنے اصحاب کے پاس آگیا *

اقوال اُن علماء کے جو کہتے ہیں کہ ایک دفعہ صرف اسراء ہوئی

اور ایک دفعہ اسراء معراج کے

بعض نے کہا ہے کہ اسراء بیداری میں دو دفعہ ہوئی۔ پہلی دفعہ پیغمبر خدا بیت المقدس سے
وقبل کان اسراء مرتین فی البقیۃ فاکادلی رجیم
من بیت المقدس فی صیحتہ اخیر قریشا بما وقع
والثانیۃ استری بہ الی بیت المقدس ثم عرج بہ من
لیلة الی سماء علی احرما وقع ولہ یقیم لقریش فی ذلک
اعتذر لہم من جہنم لہذا لیس لک یا نبیہ من السعواء
فی اسراء من طرفتین کانوا یعتقدون استحالۃ
ذلک من قیام الحجۃ علی صدقہ بالمعجزات الباہقۃ
لکنہم عاندوا فی ذلک واستمر علی تکذیبہ فیہ
بخلاف اخبار انہ جاء بیت المقدس فی لیلۃ واحد
ورجم فانہم صجوا بتکذیبہ فیہ فطلبوا منہ نعت
بیت المقدس لمعرفتہم بہ وعلمہم بانہ ما کان لہ
قبل ذلک فامکنہم استعلام صدقہ فی ذلک

الَّذِي بَلَغَنَا حُكْمَهُ

جس کے گرد اگر وہم نے برکت دی تھی

بخلاف المعراج۔ فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱) کو اس میں جھٹلاتے رہے۔ برخلاف اس کے کہ آپ نے ایک ات میں بیت المقدس جانے اور وہاں سے پھر آنے کی خبر دی اس واقعہ میں انہوں نے کھلم کھلا پیغمبر خدا کی تکذیب کی اور بیت المقدس کا حال پوچھا کیونکہ وہ اس سے واقف تھا اور جانتے تھے کہ پیغمبر خدا نے بیت المقدس کو نہیں دیکھا۔ پس معراج کے برخلاف اس میں اُن کو رسول اللہ کے سچے ہونے کی آزمائش کا موقع ملا

اور امام باقی کی حدیث میں ابن اسحق اور ابو یعلیٰ کے نزدیک یہی مضمون ہے جو ابو سعید وفی حدیث امہانی عند ابن اسحق والی یعلیٰ نحو ما فی حدیث ابو سعید۔ فان ثبت ان المعراج کان من اعلیٰ طائر دایۃ شریک عن انس بن تظہ مرثیہ ان الاسراء وقم مرتین۔ مرثیہ علیٰ افرادہ۔ ومرثیہ مضموناً الیہ المعراج وکلام فی البقیۃ۔ (فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱) ہوئی

اقوال اُن علماء جو کہتے ہیں کہ معراج دو دفعہ ہوئی ایک دفعہ

بغیر اسرا کے اور ایک دفعہ مع اسرا کے

والمعراج وقم مرتین۔ مرثیہ فی المسند علیٰ افرادہ توطئة وقمید۔ ومرثیہ فی البقیۃ مضموناً الیہ الاسراء (فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱) اسرا کے ساتھ جانے میں

امام ابو شامہ کا میلان معراج کے کئی بار واقع ہونے کی طرف ہے۔ اور سند میں اس میں وجہ الامام ابو شامہ متالی وقوع المعراج مرارا واستند الی ما اخرجہ البزار وسعید بن منصور من طریق ابی عمران الجونی عن انس دفعہ قال بینا انا جالس فجاء جبریل فکذبہ کتفی فثمنا الی شجرة نیہا مثل ذکر الطائر ففعلت فی احدہما وقد جبریل فی اخرها ففعلت حتی سدت الخافقین الحدیث۔ وفيہ ففعل ابی من السماء ورايت النور الاعظم

جوئی سے اور اُس نے انس سے مرثیہ روایت کی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میں بیٹھا تھا کہ جبریل آئے اور میرے دونوں ہونٹھوں کے درمیان ہاتھ مارا۔ پھر ہم دونوں ایک درخت کے پاس گئے جس میں پتوں کے گھونسلے سے رکھے تھے۔ ایک میں جبریل اور ایک

النُّبِيَّةُ

تا کہ دکھایوں ہم اُس کو

وَاِذَا دُودٌ حِجَابٍ فَرَفَ الدُّرَّ وَالْبَاقِيَتِ - قَالَ الْعَلَاءُ
ابن الجوزي رحمه الله لا بأس بهم الا ان الدار قطنی ذکر له
علة تقتضي اسأله وعلى كل حال في قصة اخرون الظاهر
انما وقعت بالمدينة ولا بعد في وقوع امثالها و
انما المستبعد وقوع النقص في قصة المعجزات التي
وقعت فيها سوال عن كل نبی سوال اهل كل باب هل
بعث اليه وفرض المعجزات الختم غير ذلك فان
تعد ذلك في اليقظة لا يتبعه فنتبين بعض
الرويات المختلفة التي لبعضها الترجيح الا انه
لا بعد في جميع وقوع ذلك في المنام فوطئة
خبر وقوعه في اليقظة على وقفه كما قدمته -
(فتح الباري جلد ۱ صفحہ ۱۵۱) *

میں میں مٹھ گیا۔ پھر کہیں باندھوا یہاں تک کہ
آسمان وزمین سے گزر گیا۔ اسی حدیث میں ہے
کہ میرے لئے آسمان کا دروازہ کھولا گیا۔ اور میں
نے نور عظم کو دیکھا اور اُس سے ورے ایک
پردہ تھا موتیوں اور باقوت کا۔ علامہ ابن حجر نے
کہا ہے کہ اس حدیث کے راویوں میں کوئی عیب
نہیں ہے۔ مگر دارقطنی نے ایک ایسی علت
بیان کی ہے جس سے اُس کلمہ معلوم ہوتا
ہے ہر حال یہ ایک اور قصہ ہے اور ظاہر وہ
مدینہ میں ہوا۔ اور ایسے واقعوں کے ہونے

میں کوئی تعجب نہیں ہے۔ اور اگر تعجب انگیز ہے تو معراج کے قصہ کا کئی بار ہونا ہے جس میں ہر نبی کا
سوال اور ہر آسمان کے دربان کا سوال کہ کیا ادھر بھیجے گئے ہیں۔ اور پانچ نمازوں کا فرض ہونا مذکور
ہے۔ کیونکہ حالت بیداری میں اس قصہ کے کئی بار وقوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے پس بعض
مختلف روایتوں کو بعض کی طرف پھیرنا یا اُن میں سے ایک کو ترجیح دینی ضرور ہے۔ مگر اس میں
کوئی تعجب نہیں ہے کہ یہ سب خواب میں تمہید کے طور پر ہوا ہو پھر اُس کے موافق بیداری میں
میا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں *

اور ابن عبد السلام کا قول اس حدیث کی تفسیر میں اور بھی عجیب ہے کہ اسرار خواب و بیداری

ومن المستغرب قول ابن عبد السلام في تفسيره
كان الاسراء في النوم واليقظة ووقع بمكة والمدينة
فان كان يريد تخصيص المدينة بالنوم ويكون كلامه
على طريق التلخيص والشرع في المرتب فيحتمل ويكون
الاسراء الذي انفصل به المعراج وفرضت فيه الصلوات
في اليقظة بمكة ولا يخفى المنام بالمدينة وينبغي ان
يزاد فيه ان الاسراء في المنام مكره بالمدينة النبوية -
(فتح الباري جلد ۱ صفحہ ۱۵۲) *

اور مکہ اور مدینہ میں ہوئی اگر اُس کی مراد یہ ہے
کہ مدینہ میں خواب میں ہوئی اور اُس کا کلام بطور
لفظ و نشر غیر مرتب کے ہو تو احتمال ہے کہ ایسا ہی
اور اسرار جس کے ساتھ معراج ہوئی جس میں نماز فرض
ہوئیں حالت بیداری میں مکہ میں ہوئی ہو اور دوسری
خواب میں مدینہ میں۔ اور اتنی بات اور بڑھانی چاہیے
کہ اسرار خواب میں کئی بار مدینہ میں ہوئی *

مِنْ آيَاتِنَا

بِكُفِّهِمْ نِشَانِيَا

اقوال اُن علماء کے جو اسرار کا معراج کے دو دفعہ ہونا بیان کرتے ہیں

ہاں بعض حدیثوں میں وہ باتیں ہیں جو بعض کی مخالف ہیں۔ اسی لئے بعض اہل علم کا میلان
 نعم جاء في بعض الاخبار، يخالف بعض ذلك
 فنجعل لاجل ذلك بعض اهل العلم منهم الى ان ذلك
 كله رقم مرتين مرة في المنام توحشة وغميدا ومرة
 ثانية في اليقظة كما وقع نظير ذلك في ابتداء محي
 الملك بالوحى فقد قدمت في اول الكتب ما ذكره
 ابن مسيرة التالعي الكبير وغيره ان ذلك وقع في
 المنام فتم الباري شرح صحيح بخاري جلد هفتم
 صفحہ ۱۵۰ +

اور مہلب شارح بخاری نے اس قول کو ایک گروہ کی جانب سے بیان کیا ہے اور ابو نصر
 وحكاؤه عن صاحب عن طائفة وابو نصر بن القشيري
 وابو سعيد في شرف المصطفى قال كان للنبي صلى الله عليه
 وسلم معاريج منها ما كان في اليقظة ومنها ما كان في
 المنام -
 دفع الباري جلد هفتم صفحہ ۱۵۰ +
 بیداری میں +

اب ہم اُن حدیثوں اور روایتوں کو نقل کرتے ہیں جن میں بیان ہے کہ اسرار اور معراج
 ایک ہی دفعہ اور ایک رات میں ہوئی تھیں اور انہیں روایتوں کو ہم تسلیم کرتے ہیں +

اقوال اُن علماء کے جو اسرار اور معراج دونوں کا ایک رات میں ہونا تسلیم کرتے ہیں

جمہور علماء اور محدثین اور فقہاء اور متکلمین کا یہ مذہب ہے کہ اسرار اور معراج دونوں ایک
 رات میں واقع ہوئیں۔ ظاہر وہ لوگ مکہ سے بیت المقدس تک جانے کا نام اسرار رکھتے
 والا اکثر علی انہ اسرہ مجسدا الى بيت المقدس
 شجر عرج به الى السموات حتى انتهى الى سدرة المنتهى
 (تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۷۷۷ +)
 لکھا ہے۔ اور اکثر علماء اس پر متفق ہیں کہ
 بیت المقدس تک آنحضرت بچہ گئے پھر آسمانوں کی طرف بلند کئے گئے یہاں تک کہ
 سدرۃ المنتہی تک جا پہنچے +

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ①

بیشک وہ سُننے والا ہے اور دیکھنے والا ①

اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ علمائے متقدمین نے احادیث کی مختلف ہونے کے سبب اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ اسرا اور معراج دو دنوں ایک رات میں تھا بیداری میں جسم اور روح کے ساتھ بعثت کے بعد واقع ہوئیں۔ تمام علمائے محدثین۔ فقہاء اور متکلمین اسی کے قائل ہیں۔ اور تمام احادیث صحیحہ سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور اس کے انکار کرنے کی گنجائش نہیں کیونکہ عقل کے نزدیک محال نہیں ہے تاکہ تاویل کی ضرورت ہو۔

علامہ حجر عسقلانی نے دوسرے مقام پر یہ لکھا ہے۔ کہ اسرا کے بعد معراج کے ایک ہی رات میں واقع ہونے کی تائید مسلم کی اُسوت سے ہوتی ہے جو ثابت نے انس سے روایت کی ہے۔ اس کے اول میں ہے کہ براق لایا گیا۔ پھر میں اُس پر سوار ہوا۔ یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچا۔ پھر وہاں کا حال بیان کر کے کہا کہ پھر ہم آسمانِ نیاک کی طرف بلند ہوئے اور ابنِ سخی نے ابوسعید خدری کی حدیث میں بیان کیا ہے کہ جب میں بیت المقدس کی سیر سے فارغ ہوا تو ایک بیڑھی لائی گئی۔ پھر پوری حدیث بیان کی اور مالک بن معصوم کی حدیث کے شروع میں ہے کہ میں خبر خدائے اُن سے لیلۃ الاسراء کا ذکر کیا۔ پھر پوری حدیث بیان کی۔ پھر اگرچہ اس نے اس حدیث میں بیت المقدس تک جانے کا ذکر نہیں کیا۔ مگر اشارہ کر گیا ہے اور اپنی روایت میں اس کی تصریح کر دی ہے۔ اور یہی معتبر ہے جن روایتوں میں اسرا کو علیحدہ اور معراج کو علیحدہ دو چیزیں قرار دیا ہے۔ ان کو ہم تسلیم نہیں کر سکتے۔ بلکہ اسرا اور معراج کو ایک دوسرے کا متخلف المعنی یا مرادف تصور کرتے ہیں۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں صرف لفظ اسرا واقع ہوا ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے ”سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بَعْدَ ذٰلِکَ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ“ مگر اس کے بعد فرمایا ہے

وَبَشِّرِ ذٰلِکَ الْمَعْرَاجَ عَنَّا الْاِسْرَافِی لَیْلَۃٍ وَاحِدَۃٍ
روایت ثابت عن انس عند مسلم فقی اولاد نیت بالبراق
فکیت حتی انیت بیت المقدس فذلک القصة الی ان
قال شجر عرج الی السماء الدنیا فی حدیث ابی سعید
الحذیفہ عن ابن اسحق فلما فرغت مما کان فی بیت
المقدس اتی بالمعراج فذلک الحدیث۔ ووقع فی اول
حدیث مالک بن صعصعة از النبی صلی اللہ علیہ
وسلم حدیثہم عن لیلۃ اسرہ بہ فذلک الحدیث فہو
وان لم ین کرفیہ الاسراء الی بیت المقدس۔ فقد
اشاد الیہ وصرح بہ فی شرایتہ فہو المعتمد۔
(فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۱۵۱) *

وَأَنبِئَتْ مُوسَىٰ الْكَلْبَ

اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب

”لَٰذِيهِ مِن آيَاتِنَا أَنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ“ یہ آخر فقرہ ایک قسم کے عروج پر دلالت کرتا ہے جس کے سبب لفظ معراج متعلیٰ ہو گیا ہے پس معراج اور اسرا کا مفہوم متحد ہے۔ اور یہ ایک ہی واقعہ ایک ہی رات میں اور ایک ہی دفعہ واقع ہوا تھا۔

جن علمائے اسرا اور معراج کا ہونا متحد دفعہ تسلیم کیا ہے اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ اسرا اور معراج کے متعلق جو حدیثیں اور روایتیں وارد ہیں وہ آپس میں بے انتہا مختلف ہیں علمائے ان تمام حدیثوں کی تطبیق کرنے کے خیال سے وہ تمام شقوق اختیار کر لی ہیں جو ان حدیثوں اور روایتوں سے پیدا ہوتی تھیں۔

ہم اس طریق کو صحیح نہیں سمجھتے۔ مختلف حدیثوں میں جو تطبیق پیدا کرنی نہایت عمدہ طریقہ ہے۔ بشرطیکہ ان میں تطبیق ہو سکے جو حدیثیں اس قسم کی ہیں کہ جن میں ایسے امور کا بیان ہے جو عادتاً یا امکاناً واقع ہوتے رہتے ہیں اور جن میں کوئی استبعاد عقلی نہیں ہے اگر ایسے امور میں مختلف حدیثیں ہوں تو کہا جاسکتا ہے۔ کبھی ایسا ہو گا اور کبھی ویسا اگر ایسی حدیثوں میں جن میں ایسے امور کا بیان ہو جن کا واقع ہونا عادتاً یا عقلاً ممکن نہ ہو تو صرف ان حدیثوں کے اختلاف کے سبب ان کے تعدد و وقوع کا قیام کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جب تک اور کسی طرح پر یہ امر ثابت نہ ہو گیا ہو کہ ان حدیثوں میں جو واقعہ مذکور ہے۔ وہ متعدد دفعہ واقع ہوا ہے۔ اُس وقت تک صرف اختلاف احادیث سے جن کی صحت بسبب اختلاف کے خود معرض بحث میں ہے اُس کا تعدد و وقوع تسلیم نہیں ہو سکتا۔ یہ تو مصادر علی المطلوب ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب بھی حجتہ اللہ البالغہ میں باب الفضائل الاحادیث المختلفة میں لکھتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ ہر حدیث پر عمل کیا جائے جب تک کہ تناقض کے ہونے سے سب پر عمل کرنا ناممکن ہو۔ اور یہ حقیقت میں اختلاف نہیں ہے بلکہ فقط ہماری نظریں اختلاف ہے۔ پس اگر دو مختلف حدیثیں ہوں۔ اور دونوں میں جو فعل مذکور ہو۔

الاحصا ان یعمل بكل حدیث الا ان یجتنب العمل بالجمیع للتناقض۔ انہ لیس فی الحقیقة اختلاف فلا کن فی نظرنا فقط فاذا اظهر جدیان مختلفان فان كانا من باب حکایة الفعل فحی صحابی انہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل شیئاً وحلی اخر انہ فعل شیئاً اخر فلا تعارض ویكونا میاحیان کان کان من باب العادة دون العبادۃ۔

(حجتہ اللہ البالغہ صفحہ ۱۴۳) * کا کوئی فعل مذکور ہو۔ اس طرح کہ ایک صحابی بیان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل کیا اور دوسرا صحابی کوئی اور فعل بیان کرے تو ان میں کوئی تعارض نہ ہو گا اور دونوں میں ملج ہو گئے اگر وہ عادت کے متعلق ہوں نہ عبادت کی۔ جو لوگ اسرا اور معراج کو متحد مانتے ہیں اور ایک ہی ساتھ اُس کا واقع ہونا قبول کرتے ہیں

وَجَعَلْنَاهُ هُدًى

اور ہم نے اُس کو کیا ہدایت

اُن کے بھی باہم دوسری طرح پر اختلاف ہے ایک گروہ اعظم کی یہ رائے ہے کہ معراج ابتدا سے اخیر تک مجسّدہ اور جاگنے کی حالت میں ہوئی تھی۔ ایک گروہ کی یہ رائے ہے کہ معراج ابتدا سے آخر تک سونے کی حالت میں یعنی بالروح بطور خواب کے ہوئی تھی۔ ایک گروہ کی یہ رائے ہے کہ مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک مجسّدہ جاگنے کی حالت میں اور وہاں سے آسمانوں تک بالروح ہوئی تھی۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک چوتھی رائے قائم کی ہے کہ معراج مجسّدہ ہوئی تھی اور جاگنے میں مگر مجسّد برزخی بین المثال والشہادۃ چنانچہ ان سیالوں کو ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں *

قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفا میں لکھا ہے۔ پھر اگلے لوگوں اور عالموں کے اسرار کے روحانی یا جسمانی ہونے میں تین مختلف قول ہیں۔ ایک گروہ اسرار کی روح کے ساتھ اور خواب میں ہونے کا قائل ہے۔ اور اس پر بھی متفق ہیں کہ پیغمبروں کا خواب وحی اور حق ہوتا ہے۔ معاویہ کا مذہب بھی یہی ہے حسن بصری کو بھی اسی کا قائل بتاتے ہیں۔ لیکن اُن کا مشہور قول اس کے برخلاف ہے۔ اور محمد ابن اسحق نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اُن کی دلیل ہے خدا کا یہ فرمان کہ نہیں کیا ہم نے وہ خواب جو دکھایا تجھ کو مگر آزمائش واسطے لوگوں کے اور حضرت عائشہ کا یہ قول کہ نہیں کھویا میں نے رسول اللہ کے جسم کو یعنی آپ کا جسم مبارک معراج میں نہیں گیا تھا اور آنحضرت کا یہ فرمان کہ اس حالت میں کہ میں سوتا تھا اور اُن کا یہ قول کہ آنحضرت اُس وقت مسجد حرام میں سوتے تھے۔ پھر معراج کا قصہ بیان کر کے آخر میں کہا کہ میں جاگا اور اُس وقت مسجد حرام میں تھا بہت سے اگلے لوگ اور سیمان اس بات کو قائل ہیں کہ اسرار جسم کے ساتھ اور

ثم اختلف السلف والعلماء هل كان اسراء بروحه او جسده على ثلاث معالقات فذهب طائفة الى انه اسراء بالروح وانه روي انهم اتفقوا ان روي الانبياء وحى وحق والى هذا ذهب معاوية وحق عن الحسن بن سعيد عن خلفه واليه اشار محمد بن اسحاق وحجتهم قوله تعالى وما جعلنا الرؤيا التي ريناك الا فتنة للناس ما حلوا عن عائشة ما فقدت جسد رسول الله صلى الله عليه وسلم وقوله بينا انا نائم قد قول الله هو نائم في المسجد الحرام وذكر القصة ثم قال في آخرها فاستيقظت وانا بالمسجد الحرام۔ وذهب عظم السلف والمسلمين الى انه اسراء بالجسد في اليقظة وهو الحق وهذا قول ابن عباس جابر والنس وحذيفة وعمر بن الخطاب ومالك ابن صعصعة وابي حبة البدر وابن مسعود ومخاض وسعيد ابن جبيرة قتادة وابن المسيب وابن شهاب ابن زيد والحسن ابراهيم ومروان ومجاهد وعكرمة وابن جرير وهو دليل قول عائشة وهو قول الطبري ابن حنبل جماعة عظيمة من المسلمين هو قول اكثرنا من اخيرين من الفقهاء والمحدثين والمتكلمين والمفسرين۔ وقال طائفة كان اسراء بالجسد يتنقل الى بيت المقدس ثم الى السماء بالروح واحتج بقوله سبحانه الذي اسرى بعد ليلة

لَعْنَتِيْ اِسْرَآئِيْلَ	بنی اسرائیل کے لئے
<p>من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى غاية الاسرار فوقع العجب بعظيم القدس والتميز بقرينة النبي محمد به واظهار الكرامة له بالاسراء اليه ولو كان الاسراء بجسده الى نزلته على المسجد الاقصى لذكره فيكون ابلغ في المدام - (قاضي عياض شفا صفحہ ۸۵ و ۸۶) *</p>	<p>جانے کی حالت میں ہوئی اور یہی بات حق ہے۔ ابن عباس - جابر - انس - خذیفہ - عمر - ابی ہریرہ - انک بن حصصہ - ابو جہل البدری - ابن مسعود - ضحاک - سعید بن جبیر - قتادہ - ابن السبب - ابن شہاب - ابن زید - حسن - ابراہیم - مہرق -</p>
<p>مجاہد - عکرمہ - اور ابن جریر سب کا یہی مذہب ہے۔ اور حضرت عایشہ کے قول کی یہی دلیل ہے اور طبری - ابن منبہ اور مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کا یہی قول ہے۔ متاخرین میں سے بہت سے فقیہ - محدث - متکلم اور منسراسر مذہب پر ہیں۔ ایک گروہ بیت المقدس تک جسم کے ساتھ بیداری میں جانے اور آسمانوں پر روح کے ساتھ جانے کا قائل ہے۔ اُن کی دلیل خدا کا یہ قول ہے جہاں فرمایا پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک یہاں اسرا کی انتہا مسجد اقصیٰ بیان کی ہے۔ پھر ایسی بڑی قدرت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بزرگی دینے اور اپنے پاس بلانے سے اُن کی بزرگی ظاہر کرنے پر تعریف کی اور تعجب کیا ہے اور اگر مسجد اقصیٰ سے اوپر بھی جسم کے ساتھ جاتے تو اس کا ذکر کرنا تعریف کے موقع پر زیادہ مناسب تھا *</p>	<p>جائے کی حالت میں ہوئی اور یہی بات حق ہے۔ ابن عباس - جابر - انس - خذیفہ - عمر - ابی ہریرہ - انک بن حصصہ - ابو جہل البدری - ابن مسعود - ضحاک - سعید بن جبیر - قتادہ - ابن السبب - ابن شہاب - ابن زید - حسن - ابراہیم - مہرق -</p>
<p>اور یہی عبارت جو شفا قاضی عیاض میں ہے عینی شرح بخاری میں نقل کی گئی ہے۔ مگر شفا قاضی عیاض میں حضرت عایشہ کی روایت میں جہاں لفظ ما فقدت کا ہے۔ وہاں صرف لفظ ما فقد ہے بغیر (ت) کے (یعنی شرح بخاری جلد ہفتم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۹) * اور مولوی احمد حسن مراد آبادی کی تصحیح و تحشی سے جو شفا قاضی عیاض چھاپی گئی ہے اُس میں لکھا ہے۔ - وری عنہا (عن عائشہ) ما فقد بصیغۃ المجهول وهو اظهر في الاحتجاج یعنی فقد مجهول کے صیغہ سے بغیر (ت) کے ہے اور صاحب معالم التنزیل نے بھی روایت عائشہ میں لفظ فقد بغیر تار کے بیان کیا ہے *</p>	<p>اور یہی عبارت جو شفا قاضی عیاض میں ہے عینی شرح بخاری میں نقل کی گئی ہے۔ مگر شفا قاضی عیاض میں حضرت عایشہ کی روایت میں جہاں لفظ ما فقدت کا ہے۔ وہاں صرف لفظ ما فقد ہے بغیر (ت) کے (یعنی شرح بخاری جلد ہفتم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۹) * اور مولوی احمد حسن مراد آبادی کی تصحیح و تحشی سے جو شفا قاضی عیاض چھاپی گئی ہے اُس میں لکھا ہے۔ - وری عنہا (عن عائشہ) ما فقد بصیغۃ المجهول وهو اظهر في الاحتجاج یعنی فقد مجهول کے صیغہ سے بغیر (ت) کے ہے اور صاحب معالم التنزیل نے بھی روایت عائشہ میں لفظ فقد بغیر تار کے بیان کیا ہے *</p>
<p>اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ الباقیہ میں یہ لکھا ہے۔ کہ پیغمبر خدا کو مسجد اقصیٰ تک واسر بہ الى المسجد الاقصى ثم الى مكة المنتهى والما شاء الله وكل ذلك بجسده في اللقطة ولكن ذلك في موطن هو بين رخ بين المثال والشهاد جامع الاحكام فظهر على الجسد احكام الروح الروح والمعاني والروحية اجساداً وذلك ان كل</p>	<p>اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ الباقیہ میں یہ لکھا ہے۔ کہ پیغمبر خدا کو مسجد اقصیٰ تک پھر سدرة المنتہی تک اور جہاں تک خدا نے چاہا معراج ہوئی اور یہ سب واقعہ جسم کے ساتھ بیداری میں ہوا۔ لیکن ایسی حالت میں کہ وہ حالت عالم مثال اور عالم شہادت کے بزرگ ہیں</p>

الَا تَتَّخِذُوا

کہ نہ پکڑو

و اتخذ من ربك الوفاقه تعبیر وقد ظهر الخوف من موافقه
وغيره من تلك الوقائع وكذلك لا ولياء لامة
ليكون علو مدرجاتهم عند الله كما لهم في الدنيا
والله اعلم -

(مجتہد اللہ البانی صفحہ ۳۸۷)

اُن دونوں احکام کی جامع تھی۔ روح کے
آثار جسم پر طاری ہوئے اور روح اور روح
کی کیفیتیں جسم کی شکل میں آگئیں۔ اسی لئے
ان میں سے ہر ایک واقعہ کی ایک جدا تعبیر ہے
خزقیل اور موسیٰ وغیرہ انبیاء پر بھی ایسے ہی حالات گذر چکے ہیں۔ اسی طرح کے واقعات
اولیائے امت کو پیش آتے ہیں تاکہ اُن کے مرتبہ خدا کے نزدیک بلند ہوں جیسے کہ اُن کا
حال خواب میں ہوتا ہے *

ان چار صورتوں کے سوا اور کوئی صورت معراج کی نہیں ہو سکتی۔ اور اس لئے ہم کو ضرور
ہے کہ ان چاروں صورتوں میں سے کوئی صورت معراج کی اختیار کریں۔ اور جس صورت کو اختیار
کریں اُس کی دلیلیں بیان کریں۔ اور جو اعتراض اُس پر وارد ہوتے ہوں اُن کے جواب دیں
مگر قبل اس کے کہ اس امر کو اختیار کریں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اول صحاح سبعہ کی اُن حدیثوں
کو نقل کریں جو معراج سے متعلق ہیں۔ اور اُن کے اختلافات کو بتائیں۔ اور تنقیح کریں کہ اُن
مختلف حدیثوں سے کیا امر ظاہر ہوتا ہے اور اگر کسی حدیث کو ترجیح دیں۔ تو وجہ ترجیح کو بیان
کریں۔ واضح ہو کہ مؤطا امام مالک اور ابو داؤد میں کوئی حدیث متعلق معراج کے نہیں ہے
بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ میں ہیں جن کو ہم بعینہ اس مقام پر نقل کئے ہیں *

احادیث بخاری

حدیث کی ہم سے صحیح بن بکر نے اُس نے
کہا حدیث کی ہم سے لیث بن یونس سے
اور اُس نے ابن شہاب سے اور اُس نے
انس بن مالک سے انہوں نے کہا ابو ذریبہ
کرتے تھے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میرے گھر کی
چھت شق ہوئی اور میں اُس وقت مکہ میں تھا۔
پھر جبریل نازل ہوئے اور انہوں نے میرا پیٹ
چاک کیا اور اُس کو آب زمزم سے دھویا
پھر ملکوت اور ایمان سے بھرا ہوا ایک سونے

حدیث ابی بن بکر قال حدثنا الليث عن يونس
عن ابن شهاب عن انس بن مالك قال قال كان ابو ذر
ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فرج عن سقف
بيتي وانا بمكة فنزل جبريل ففرج صدرى ثم غسله
بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حكمة
طماننا فافرحه في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بيدي
فخرج بي الى السماء فلما جئت الى السماء الدنيا قال
جبريل عليه السلام ما نزل السماء ففتح قال من هذا قال
هذا جبريل قال هل معك احد قال نعم معي محمد
فقال عارسل اليقال نعم فلما فتم علونا السماء الدنيا
فاذا رجل قاعد على عينيته اسودت وعلينا اسودت

مِنْ دُونِي وَكَيْلًا ②

میرے سوا کوئی کار ساز ②

ذَٰلِكَ نَظَرَنَّا مِنْ بَيْنِهِ ضَمِكَ ۚ وَذَٰلِكَ نَظَرَنَّا مِنْ بَيْنِهِ ضَمِكَ ۚ
 مرجبا بالنبي الصالح والابن الصالح قلت لجبريل
 من هذا قال هذا آدم وهذه الاسود تعن بعينه
 وشمالهم بنيه فاهل العین منهم اهل الجنة و
 الاسود التي عن شمل اهل النار فاذا نظر عن بعينه
 ضحك واذا نظرتل شملك يكي حتى عرج بي الال السماء
 الثانية فقال لخازنها افتح فقال لخازنها مثل ما قال
 الاول ففتح قال الشف ذكرا نه وجد في السموات
 آدم واحد ليس وموسى وعيسى وابراهيم ليثبت
 كيف منا زهد غير انه ذكر انه وجد آدم في السماء
 الدنيا وابراهيم في السماء السادسة قال الشف لما
 مرجبريل عليه السلام بالنبي صلى الله عليه وسلم
 بادر ليس قال مرجبا بالنبي الصالح والاخ الصالح
 فقلت من هذا قال هذا ادريس ثم متر موسى
 فقال مرجبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت
 من هذا قال هذا موسى ثم متر يعسى فقال
 مرجبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا
 قال هذا عيسى ثم متر بابراهيم فقال حبل بالنبي
 الصالح والابن الصالح قلت من هذا قال هذا
 ابراهيم قال ابن شهاب اخبرني ابن حزم ان ابن
 عباس اباحبة الانصاري كان يقول ان قال النبي
 صلى الله عليه وسلم ثم عرج بي حتى ظهر تلتوى
 اسمع فيه حريف الا قلام قال ابن حزم والش
 بن مالك قال النبي صلى الله عليه وسلم فغفر الله
 عز وجل على امتي خمسين صلوة فرجعت بذلك
 حتى متر على موسى فقال ما فوض الله لك على ابرك
 قلت فرض خمسين صلوة قال فارجم الى ربك فان
 امك لا تطيق فرجعت فوضع شطرها فرجعت
 الى موسى قلت وضع شطرها فقال راجع ربك
 فان امك لا تطيق ذلك فرجعت فوضع شطرها
 فرجعت الى فقالت ارجع الى ربك فان امك لا تطيق
 ذلك فرجعت فقال هي خمس وهي خمس ليدل القول لك

کا نگاہ نہ گئے، اور اُس تو میرے سید میں نہیں
 دیا۔ پھر میرے سینہ کو برابر کر دیا پھر میرا ہاتھ پکڑا
 اور آسمان تک لے گئے۔ جب میں آسمان دنیا
 تک پہنچا۔ تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے
 محافظ سے کہا کہ دروازہ کھولے۔ اُس نے
 کہا کون ہے؟ جبریل نے کہا میں ہوں اُس نے
 پوچھا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ کہا ہاں میرے
 ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا کیا پاس ہے
 گئے ہیں۔ کہا ہاں۔ جب دروازہ کھلا۔ ہم آسمان
 اول پر چڑھے دیکھا تو ایک شخص بیٹھا ہوا ہے
 جس کے دائیں طرف بہت سی دھندلی صورتیں
 ہیں۔ دائیں طرف دیکھ کر ہنستا ہے اور بائیں
 طرف دیکھ کر روتا ہے۔ اُس نے کہا حبل ہے
 نبی صالح اور فرزند صالح۔ میں نے جبریل سے
 پوچھا کہ یہ کون ہے۔ جبریل نے کہا یہ آدم ہے
 اور یہ دھندلی صورتیں جو اس کے دائیں اور
 بائیں طرف ہیں۔ اس کی اولاد کی روئیں ہیں
 ان میں سے دائیں طرف والی جنتی ہیں۔ اور
 بائیں طرف والی دوزخی اسی لئے دائیں طرف
 دیکھ کر ہنستا ہے اور بائیں طرف دیکھ کر روتا ہے
 پھر مجھ کو دوسرے آسمان تک لے گئے۔ اور
 اُس کے محافظ سے کہا کھول۔ اس محافظ نے
 بھی وہی کہا جو پہلے محافظ نے کہا تھا۔ پھر
 دروازہ کھل گیا۔ اس کہتے ہیں کہ پھر ذکر کیا
 کہ آسمانوں میں آدم۔ ادیس۔ موسیٰ۔
 عیسیٰ اور ابراہیم سے ملے اور ان کچھ تھا تا

ذَرِيَّةً مِّنْ مَّحَلَّمَ مَعَ نَوْحٍ

(اے) اولاد اُس قوم کی جس کو ہم نے چڑھایا تھا نوح کو

فَرَجَعْتُ إِلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ لِّجَمْعِكَ فَقُلْتُ اسْتَجِيبَتْ
مِنْ رَبِّي ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّىٰ أَتَيْتُ بَنِي إِسْرَءِيلَ الْمُنْتَهَىٰ
وَعَثِيهَا بِالْوَلَدِ إِذْ مَرَّ مَعَهَا ثُمَّ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ
فَإِذَا هِيَ بِجَانِلٍ (جَنَابِذٍ) اللَّوْلُؤُا وَإِذَا نَارُهَا
الْمَلِكُ ۚ

کی تعیین نہیں کی سوائے اس کے کہ پہلے آسمان
پر آدم اور چھٹے آسمان پر ابراہیم سے ملنے کا
ذکر کیا ہے اس کتے ہیں جب جبریل علیہ السلام
پیغمبر خدا کے ساتھ اور بس علیہ السلام کے

دھیم بخاری مطبوعہ علی ص ۵۰ واہ ۴ پاس پہنچے۔ انہوں نے کہا اے نبی صالح

اور برادر صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبریل نے کہا یہ ادریس ہیں۔ پھر مونسے پر گزرے ہوا انہوں
نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور برادر صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبریل نے کہا یہ مونسے ہیں
پھر میں عیسے کے پاس پہنچا۔ انہوں نے کہا اے نبی صالح اور برادر صالح میں نے پوچھا یہ کون
ہیں کہا یہ عیسے ہیں۔ پھر میں ابراہیم کے پاس پہنچا۔ انہوں نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور فرزند
صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ ابراہیم ہیں۔ ابن شہاب کہتے ہیں مجھے ابن حزم نے
خبر دی کہ ابن عباس اور ابو جہر انصاری دونوں کہتے تھے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ پھر مجھ کو چڑھا
لے گیا یہاں تک کہ میں ایسی جگہ پہنچا جہاں سے قلموں کے چلنے کی آواز سنتا تھا۔ ابن حزم
اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ خدائے میری امت پر سچا س نمازیں فرض
کیں۔ جب میں واپس ہو کر مونسے کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کہ خدائے آپ کی امت
پر کیا فرض کیا میں نے کہا سچا س نمازیں کہا پھر خدا کے پاس جائے۔ آپ کی امت سے
یہ فرض ادا نہ ہو سکیگا۔ میں پھر گیا تو خدائے ان میں سے ایک حصہ کم کر دیا پھر مونسے کے پاس
آیا اور میں نے کہا ایک حصہ ان میں سے خدائے کم کر دیا۔ کہا پھر جائے آپ کی امت اس کا
بھی تحمل نہ کر سکیگی۔ میں پھر گیا۔ خدائے ایک حصہ اور کم کر دیا۔ پھر جب مونسے کے پاس
آیا تو کہا پھر جائے آپ کی امت پر بھی ادا نہ کر سکیگی۔ میں پھر خدا کے پاس گیا۔ کہا پانچ نمازیں
ہیں اور وہی سچا س کی برابر ہیں۔ میرا یہ قول نہیں بدلتا۔ میں مونسے کے پاس آیا تو کہا پھر
جائے میں نے کہا اب تو مجھے خدا سے شرم آتی ہے۔ پھر جبریل مجھے لے چلا۔ یہاں تک
کہ میں سدرہ کے پاس پہنچ گیا اور اُس پر رنگ چھائے ہوئے تھے جن کی حقیقت میں نہیں
جانتا۔ پھر میں جنت میں داخل ہوا اور دیکھا کہ موتی کے قبے ہیں اور اس کی مٹی مشک
خالص ہے ۴

حدیث بیان کی ہم سے ہر بنی خالد نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ہمام
نے قتادہ سے اور کہا۔ مجھ سے غلیفہ نے حدیث بیان کی ہم سے یزید بن زریع نے کہا اُس نے

اِسْتَعَاذَ

بِشَيْءٍ وَهُوَ تَحَا

حدثنا هبة بن خالد حدثنا هارون بن قتادة
وقال لي خليفة حدثنا يزيد بن مريم حدثنا سعيد
وهشام حدثنا قتادة حدثنا انس بن مالك
عن مالك بن صعصعة قال قال النبي صلى الله
عليه وسلم بينا انا عند البيت بين النائم واليقظان
فذاكره جلاد بين الرجلين فانيت بطست من ذهب
ملان حكمة وايمانا فاشق من النحر لي مرق البطون ثم
غسل البطون بماء زمزم ثم ملني حكمة وايمانا واذنيت
بدا بترابيض ووز البغل و فوق الحمار البني فالتفت
مع جبريل حتى اتينا السماء الدنيا قيل من هذا قال
جبريل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه
قال نعم مرحبا بمرسل الله فاني نزلت علي اذ لم اكن
عليه فقال مرحبا بك من ابن نبي فالتفتا السماء الثانية
قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد
وارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به ولنعم المجيئ جاء
فانيت علي عيسى ويحيى فقال مرحبا بك من اخ و نبي
فالتفتا السماء الثالثة قيل من هذا قال جبريل قيل
ومن معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه قال نعم
قيل مرحبا به ولنعم المجيئ جاء فاني نزلت علي اذ لم اكن
فلمت عليه فقال مرحبا بك من اخ و نبي فالتفتا السماء
الرابعة قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قيل
محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد ارسل اليه قيل نعم
قيل مرحبا به ولنعم المجيئ جاء فاني نزلت علي اذ لم اكن
فلمت عليه فقال مرحبا بك من اخ و نبي فالتفتا السماء
الخامسة قيل من هذا قيل جبريل قيل ومن معك
قيل محمد قيل وقد ارسل اليه قيل نعم قيل مرحبا به
ولنعم المجيئ جاء فاني نزلت علي اذ لم اكن
قيل مرحبا بك من اخ و نبي فالتفتا السماء السادسة
قيل جبريل قيل ومن معك قيل محمد صلى الله عليه وسلم
قيل وقد ارسل اليه قيل نعم قيل مرحبا بمرسل الله فاني
جاء فاني نزلت علي من نبي فالتفتا السماء السابعة
قيل مرحبا بك من اخ و نبي فالتفتا السماء السابعة
قيل مرحبا بك من اخ و نبي فالتفتا السماء السابعة
قيل مرحبا بك من اخ و نبي فالتفتا السماء السابعة

حدیث بیان کی ہم سے سعید اور ہشام نے کہا
انہوں نے حدیث بیان کی ہم سے قتادہ نے
اس نے حدیث بیان کی ہم سے انس بن
مالک نے مالک بن صعصعہ سے کہا اُس نے
فرمایا رسول خدا نے کہ میں کعبہ کے پاس کچھ
سو تا کچھ جاگتا تھا پھر ذکر کیا ایک شخص کا دو
تختوں کے درمیان پھر سونے کا گن حکمت
اور ایمان سے بھر پوا لایا گیا۔ پھر سرا سینه
پر پہنچا کہ زمزم جگہ تک چپرا گیا۔ پھر اندر کی چیز
دول (آب زمزم) سے دھو کر حکمت اور ایمان
سے بھر دیا۔ اور ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا
جو چمچ سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔ یعنی
براق۔ پھر میں جبریل کے ساتھ چلا۔ یہاں تک
کہ ہم پہلے آسمان تک پہنچے۔ پوچھا گیا کہ کون
کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا وہ بلائے
گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا۔ پھر
میں آدم کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا کہا مرحبا
لے فرزند آدم اور نبی پھر میں عیسیٰ اویسی کے پاس
آباد و نوس۔ نے کہا مرحبا لے بھائی اور نبی پھر ہم
تیسرے آسمان پر پہنچے پوچھا یہ کون ہے۔ کہا
جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی
اللہ علیہ وسلم ہیں اُس نے پوچھا کیا بلائے گئے
ہیں کہا ہاں۔ کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا۔ پھر
میں یوسف کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا۔
کہا مرحبا تیرے پاس بھائی اور نبی پھر ہم چوتھے
آسمان پر پہنچے پوچھا کون ہے کہا جبریل پوچھا

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَكَمْنَا مَعَ نُوحٍ

(اے اولاد اُس قوم کی جس کو ہم نے چڑھایا تھا نوحؑ کے ساتھ)

فرجعت الی موسیٰ فقال راجع ربك فقلت استعیت
من ربی نہ انطوتی حتی انتہی فی الی سئل المتنبی
وغشیا اللولہ ادمی ماہی شدا دخلت الجنة
فاذا ہی جائل (جناہن) اللؤلؤ واذا نزل بها
المسک *

کی تعیین نہیں کی سوائے اس کے کہ پہلے اُن
پر آدم اور چھٹے آسمان پر ابراہیم سے ملنے کا
ذکر کیا ہے اس کتے میں جب جبریل علیہ السلام
پیغمبر خدا کے ساتھ ادریس علیہ السلام کے

(صحیح بخاری مطبوعہ دہلی صفحہ ۵۰ و ۵۱) * پاس پہنچے۔ انہوں نے کہا اے نبی صالح

اور برادر صالح۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبریل نے کہا یہ ادریس ہیں۔ پھر موٹے پر گزر پڑا اہل
نے کہا مہاجر نبی صالح اور برادر صالح۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبریل نے کہا یہ موٹے ہیں
پھر میں نے کہا یہ عیسیٰ ہیں۔ انہوں نے کہا اے نبی صالح اور برادر صالح۔ میں نے پوچھا یہ کون
ہیں کہا یہ عیسیٰ ہیں۔ پھر میں ابراہیم کے پاس پہنچا۔ انہوں نے کہا مہاجر نبی صالح اور فرزند
صالح۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ ابراہیم ہیں۔ ابن شہاب کہتے ہیں مجھے ابن حزم نے
خبر دی کہ ابن عباس اور ابو جہۃ انصاری دونوں کہتے تھے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ پھر مجھ کو چڑھا
لے گیا یہاں تک کہ میں ایسی جگہ پہنچا جہاں سے قلموں کے چلنے کی آواز سنتا تھا۔ ابن حزم
اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ خدا نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض
کیں۔ جب میں واپس ہو کر موٹے کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کہ خدا نے آپ کی امت
پر کیا فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں کہا پھر خدا کے پاس جائے۔ آپ کی امت سے
یہ فرض ادا نہ ہو سکیگا۔ میں پھر گیا تو خدا نے ان میں سے ایک حصہ کم کر دیا پھر موٹے کے پاس
آیا اور میں نے کہا ایک حصہ اُن میں سے خدا نے کم کر دیا۔ کہا پھر جائے آپ کی امت اس کا
بھی تحمل نہ کر سکیگی۔ میں پھر گیا۔ خدا نے ایک حصہ اور کم کر دیا۔ پھر جب موٹے کے پاس
آیا تو کہا پھر جائے آپ کی امت یہ بھی ادا نہ کر سکیگی۔ میں پھر خدا کے پاس گیا۔ کہا پانچ نمازیں
ہیں اور وہی پچاس کی برابر ہیں۔ میرا یہ قول نہیں بدلتا۔ میں موٹے کے پاس آیا تو کہا پھر
جائے میں نے کہا اب تو مجھے خدا سے شرم آتی ہے۔ پھر جبریل مجھے لے چلا۔ یہاں تک
کہ میں سدرہ کے پاس پہنچ گیا اور اُس پر رنگ چھانے ہوئے تھے جن کی حقیقت میں نہیں
جانتا۔ پھر میں جنت میں داخل ہوا اور دیکھا کہ موتی کے قبے ہیں اور اس کی مٹی مشک
خالص ہے *

حدیث بیان کی ہم سے ہدیب بن خالد نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ہمام
نے قتادہ سے اور کہا۔ مجھ سے خلیفہ نے حدیث بیان کی ہم سے یزید بن زریع نے کہا اُس نے

اِنَّهٗ كَانَ

بیشک وہ تھا

حدثنا هبة بن خالد حدثنا هارون قتادة
وقال لي خليفة حدثنا يزيد بن نريم حدثنا سعيد
وهشام حدثنا قتادة حدثنا انس بن مالك
عن مالك بن صعصعة قال قال النبي صلى الله
عليه وسلم بيانا عند البيت بين التائم والبقطن
فذكر رجلا بين الرجلين فأنبت بطست من ذهب
ملأه حكمة وأما نافع من الخولي مرق البطون ثم
غسل البطون بماء زمزم ثم ملأ حكمة وأما نافع
بدا بترايض وز البغل و فوق الجمل ^{البرق} ^{البرق} ^{البرق}
مع جبريل حتى أتينا السماء الدنيا قيل من هذا قال
جبريل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد أرسل اليه
قال نعم مرحبا بمرئئنا المحيى جاء فأنبت على أفضلت
عليه فقال مرحبا بك من ابن نبي فاتينا السماء الثانية
قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد
وإرسال اليه قال نعم قيل مرحبا به ولنعم المحيى جاء
فأنبت على عيسى ويحيى فقال مرحبا بك من اخ ونبي
فاتينا السماء الثالثة قيل من هذا قال جبريل قيل
ومن معك قال محمد قيل وقد أرسل اليه قال نعم
قيل مرحبا به ولنعم المحيى جاء فأنبت على يوسف
فلمت عليه فقال مرحبا بك من اخ ونبي فاتينا السماء
الرابعة قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قيل
محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد أرسل اليه قيل نعم
قيل مرحبا به ولنعم المحيى جاء فأنبت على آداس
فلمت عليه فقال مرحبا بك من اخ ونبي فاتبت السماء
الخامسة قيل من هذا قيل جبريل قيل ومن معك
قيل محمد قيل وقد أرسل اليه قيل نعم قيل مرحبا به
ولنعم المحيى جاء فاتينا على هارون فلمت عليه فقال
مرحبا بك من اخ ونبي فاتينا السماء السادسة قيل من
قيل جبريل قيل ومن معك قيل محمد صلى الله عليه وسلم
قيل وقد أرسل اليه قيل نعم قيل مرحبا بمرئئنا المحيى
جاء فأنبت على موسى فلمت عليه فقال مرحبا بك من
اخ ونبي فلما جاؤا ربك فليل ما بك قال يا رب
هذه الغنم الذي بعث بعدى يدخل الجنة من

حدیث بیان کی ہم سے سعید اور هشام نے کہا،
انہوں نے حدیث بیان کی ہم سے قتادہ نے
اس نے حدیث بیان کی ہم سے انس بن
مالک نے مالک بن صعصعہ سے کہا اس نے
فرمایا رسول خدا نے کہیں کعبہ کے پاس کچھ
سو تاج پھر جاگنا تھا پھر ذکر کیا ایک شخص کا دو
تختوں کے درمیان پھر سونے کا گن حکمت
اور ایمان سے بھر تو آیا گیا۔ پھر سراسیمہ
پریشان، کوزم جگہ تک چہرا گیا۔ پھر اندر کی چیز
(دل) آب زمزم سے دھو کر نکلتا اور ایمان
سے بھر دیا۔ اور ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا
جو پیچھے سے چھوٹا اور گڑھے سے بڑا تھا۔ یعنی
براق۔ پھر جس جبریل کے ساتھ چلا۔ یہاں تک
کہ ہم پہلے آسمان تک پہنچے۔ پوچھا گیا کہ کوئی
کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا وہ بلائے
گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا۔ پھر
میں آدم کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا کہا مرحبا
لے فرزند اور نبی پھر میں علیے اور یحییٰ کے پاس
آیا دونوں نے کہا مرحبا لے بھائی اور نبی پھر ہم
تیسرے آسمان پر پہنچے پوچھا یہ کون ہے کہا
جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی
اللہ علیہ وسلم ہیں اس نے پوچھا کیا بلائے گئے
ہیں کہا ہاں۔ کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا۔ پھر
میں یوسف کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا۔
کہا مرحبا تیرے بھائی اور نبی پھر ہم چوتھے
آسمان پر پہنچے پوچھا کون ہے کہا جبریل پوچھا

عَبْدًا أَشْكُو رَا ۳۱

ایک بندہ شکر کرنے والا ۳۲

امتنا فقتل ما يبدل من أمتي فأتينا السماء السابعة
قيل من هذا قيل جبريل قيل ومن معك قيل محمد قيل
وقد أرسل إليه رجايل ليعلم الجحى جاء فأتيت على
إبراهيم فسلمت عليه فقتل رجايل من ابن نبي فرقم
لى البيت المعجى فالت جبريل فقال هذا البيت
المعجى يصلى فيه كل يوم سبعون الف ملك اذا
خرجوا لم يعودوا اخر ما عليهم فمكت الى الله المنتهى
فاذا انفقها كانه قلال هجر وورقها كانه نيران
فى السهل اربعها فها رهران باطنان وفهران ظاهران
فسالت جبريل فقال ما الباطنان ففى الجنة واما
الظاهران فالفرات والنيل - ثم فرضت على خمس
صلوة فاقبلت حتى جئت موسى فقال ما صنعت
قلت فرضت على خمس صلات قال انا اعلم باناسك
عاجلت بى اسائل الله لما لجة فان امتك لا تخلق
فاجعل الى ربك فسله فحجبت فالى الله فجعلها اربعين
ثم مثله ثم ثلثين ثم مثله فجعل عشرين ثم مثله
فجعل عشرا فأتيت موسى فقال مثله فجعلها خمس فأتيت
موسى فقال ما صنعت قلت جعلها خمس فقال مثله
قلت سلمت فنودى انى قد مضيت فربضنى خففت
عن عبادى اجزى الحسنه عشرا وقال هام عن قتاده
عن الحسن عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه
وسلم فى البيت المعمور +

(صحيح بخارى مطبوعه دہلی ص ۲۵۵)

+ (۲۵۵ و ۲۵۶)

تیرے ساتھ اور کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں۔ کہا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا رجا
کیا خوب آنا ہوا پھر میں ادریس کے پاس آیا اور
اُن کو سلام کیا کہا رجا تم پر لے بھائی اور نبی
پھر میں یاسین آسمان پر پہنچا۔ پوچھا کون ہے
کہا جبریل کہا تیرے ساتھ اور کون ہے کہا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا کیا بلائے گئے
ہیں کہا ہاں کہا رجا کیا خوب آنا ہوا۔ پھر ہم
ہارون کے پاس پہنچے میں نے اُن کو سلام
کیا۔ کہا رجا تم پر اے نبی اور برادر پھر ہم
چھٹے آسمان پر پہنچے پوچھا کون ہے کہا جبریل
پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں پوچھا کہ بلائے گئے ہیں۔ کہا
ہاں کہا رجا کیا خوب آنا ہوا۔ پھر میں موسیٰ
کے پاس پہنچا۔ اُن کو میں نے سلام کیا۔ کہا رجا
اے برادر اور نبی۔ جب میں ہاں سے بڑھا تو
وہ روئے پوچھا کہ تم کیوں روتے ہو۔ کہا اے
خدا یہ لڑکا جو میرے بعد مبعوث ہوا ہے۔
اس کی اُمت کے لوگ میری اُمت والوں سے

زیادہ جنت میں داخل ہونگے۔ پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے کہا کون ہے۔ کہا جبریل کہا تیرے
ساتھ کون ہے۔ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا کہ بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا رجا
کیا خوب آنا ہوا۔ پھر میں ابراہیم کے پاس پہنچا۔ میں نے اُن کو سلام کیا کہا رجا تم پر لے
فرزند اور نبی پھر بیت المعمور میرے قریب لایا گیا میں نے جبریل سے پوچھا تو کہا یہ بیت المعمور
ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ اور جب یہاں سے نکلتے ہیں تو پھر کبھی
نہیں آتے۔ پھر سدرۃ المنتہی مجھ سے نزدیک ہوا۔ جس کے یہ ہجر کے سنگوں کے برابر بڑے
تھے اور پتے ہاتھیوں کے کان کی برابر تھے۔ چار نہریں اس کی جڑ میں سے نکلتی تھیں۔ میں نے

وَقَضَيْنَا

اور ہم نے حکم بھیج دیا

جبریل سے پوچھا تو کہا دو پوشیدہ نہریں توحشت میں ہیں۔ اور دو ظاہر فترات اور نیل ہیں۔ پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر میں موئے کے پاس آیا۔ پوچھا آپ نے کیا کیا۔ میں نے کہا مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئی ہیں۔ کہا میں لوگوں کے حال سے آپ سے زیادہ واقف ہوں۔ میں نے بنی اسرائیل کی اصلاح میں سخت تکلیف اٹھائی ہے۔ آپ کی امت اُس کا تحمل نہ کر سکی گی آپ خدا کے پاس پھر جائے۔ اور درخواست کیجئے میں پھر گیا اور خدا سے سوال کیا تو چالیس نمازوں کا حکم دیا۔ پھر ایسا ہی ہوا پھر تیس کا حکم دیا پھر ایسا ہی ہوا پھر بیس کا حکم دیا۔ پھر ایسا ہی ہوا پھر دس کا حکم دیا پھر میں موئے کے پاس آیا پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ پھر خدا نے پانچ نمازوں کا حکم دیا میں پھر موئے کے پاس آیا۔ کہا آپ نے کیا کیا میں نے کہا اب پانچ کا حکم دیا ہے موئے نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ میں نے کہا اب تو میں قبول کر چکا۔ پھر آواز آئی کہ ہم نے اپنا فرض جاری کیا۔ اور اپنے بندوں کو آسانی دی۔ اور ہم ایک نیکی کر بیٹے دس کا ثواب دینگے۔ ہام نے قتادہ سے اُس نے حسن سے اور اُس نے ابو ہریرہ سے اور انہوں نے پیغمبر خدا سے روایت کی ہے کہ یہ واقعہ بیت المعمور میں ہوا ۴

حدیث بیان کی ہم سے ہر بن خالد نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ہام بن قال حدثنا ہدیه بن خالد قال حدثنا ہمام بن یحییٰ حدیثا قتادہ عن انس بن مالک عن ابن عباس بن مسعود۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدث ہم عن لیلۃ اسری بہ بینما انالی الحطیم وربہا قال فی الحجر مضطجعا اذا اتانی ات فقد قال وسمعتہ یقول نشق ما بین ہذا الی ہذا یعنی من ثغرة نخرة الی ثغرة وسمعتہ یقول من قصنتہ الی ثغرة فاستخرج قلبی ثم اتیت بطست من مخ ہب مملوءة ایمانا فغسل قلبی ثم حثی ثم أعید ثم اتیت بلابة دون البغل ونوق الحمار بیض وهو البراق یضع خطوہ عند أقصى طرفہ فخلت علیہ فانطلق بی جبریل حتی اذ السماء الدنیا فاستفتح فقبل من ہذا قال جبریل قبل و من معک قال محمد قبل وقد ارسل الیہ قال نعم قبل مرحبا بہ فغسل الجئی جاء ففتح فلما خلعت فاذا فیہا آدم فقال ہذا ابوک آدم منسلّم علیہ فسلمت علیہ فود السلام ثم قال مرحبا بالابن الصالح

حدیث بیان کی ہم سے ہر بن خالد نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ہام بن یحییٰ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے قتادہ نے انس بن مالک سے اُس نے مالک بن مسعود سے کہ پیغمبر خدا نے ذکر کیا اُن سے معراج کی رات کہ اُس حالت میں کہ میں حطیم میں تھا اور کبھی کبائیں حجر میں کروٹ پر سوتا تھا۔ کہ ایک آنے والا آیا پھر اُس نے چیرا اور میں نے سُنا کہ فرمایا یہاں سے یہاں تک چاک کیا یعنی گلے کے گڑھے سے بالوں کی جگہ تک اور میں نے سُنا کہ فرمایا سینہ کے سرے سے بالوں کی جگہ تک پھر میرا دل نکالا پھر ایمان سے بھرا ہوا سونے کا لگن لایا گیا اور میرا دل دھویا گیا پھر بھرا گیا پھر وہیں رکھ دیا گیا جہاں پہلے تھا۔ پھر ایک جانور سواری کا لایا گیا پھر سے

إِلَىٰ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ

بنی اسرائیل کے پاس

وَالنَّبِيُّ الصَّالِحُ ثُمَّ صَعِدَ حَتَّىٰ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ
فَاسْتَفْتَمُ قَيْلٌ مِّنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قَيْلٌ وَمَنْ مَعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قَيْلٌ وَقَدْ أَرْسَلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَيْلٌ مَرْجَابُهُ
فَنَعَمْ الْحَجُّىُّ جَاءَ فَنَعَمْ فَلَمَّا خَلَصْتَ إِذَا بِحُجَّتِي وَبَنِي
وَهَامَا بِنَا الْحَالَةَ قَالَ هَذَا بِحُجَّتِي وَعِيسَىٰ فِلسَمُ عَلَيْهِ
فَلَمَتُ فَرَدْتُ قَالَ مَرْجَابُ الْآخِرِ الصَّالِحُ وَالنَّبِيُّ
الصَّالِحُ ثُمَّ صَعِدَ بِنِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّلَاثَةِ فَاسْتَفْتَمُ
قَيْلٌ مِّنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قَيْلٌ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ
قَيْلٌ وَقَدْ أَرْسَلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَيْلٌ مَرْجَابُهُ فَنَعَمْ الْحَجُّىُّ
جَاءَ فَنَعَمْ فَلَمَّا خَلَصْتَ إِذَا بِيُوسُفَ قَالَ هَذَا يُوسُفُ
فِلسَمُ عَلَيْهِ فَلَمَتُ عَلَيْهِ فَرَدْتُ قَالَ مَرْجَابُ الْآخِرِ
الصَّالِحُ وَالنَّبِيُّ الصَّالِحُ ثُمَّ صَعِدَ بِنِي حَتَّىٰ إِلَى
السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَمُ قَيْلٌ مِّنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ
قَيْلٌ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَيْلٌ وَقَدْ أَرْسَلَ إِلَيْهِ قَالَ
نَعَمْ قَيْلٌ مَرْجَابُهُ فَنَعَمْ الْحَجُّىُّ جَاءَ فَنَعَمْ فَلَمَّا خَلَصْتَ
إِذَا أَدْرِيْنَ قَالَ هَذَا أَدْرِيْنَ فِلسَمُ عَلَيْهِ فَلَمَتُ عَلَيْهِ
فَرَدْتُ قَالَ مَرْجَابُ الْآخِرِ الْإِسْمَ الْإِسْمَ الْإِسْمَ
ثُمَّ صَعِدَ بِنِي حَتَّىٰ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَمُ
قَيْلٌ مِّنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قَيْلٌ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ
قَيْلٌ وَقَدْ أَرْسَلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَيْلٌ مَرْجَابُهُ فَنَعَمْ
الْحَجُّىُّ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتَ إِذَا هَارُونَ قَالَ هَذَا هَارُونَ
فِلسَمُ عَلَيْهِ فَلَمَتُ عَلَيْهِ فَرَدْتُ قَالَ مَرْجَابُ الْآخِرِ الصَّالِحُ
وَالنَّبِيُّ الصَّالِحُ ثُمَّ صَعِدَ بِنِي حَتَّىٰ إِلَى السَّمَاءِ السَّادَةِ
فَاسْتَفْتَمُ قَيْلٌ مِّنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قَيْلٌ وَمَنْ مَعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قَيْلٌ وَقَدْ أَرْسَلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَيْلٌ مَرْجَابُهُ فَنَعَمْ
الْحَجُّىُّ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتَ إِذَا هُوَ قَالَ هَذَا هُوَ فِلسَمُ
عَلَيْهِ فَلَمَتُ عَلَيْهِ فَرَدْتُ قَالَ مَرْجَابُ الْآخِرِ الصَّالِحُ وَالنَّبِيُّ
الصَّالِحُ فَلَمَّا تَجَاوَزْتَ بَنِي فَقِيلَ لِمَا يَكْبِتُكَ قَالَ أَيْكِي
لَا نَعْلَمُ مَا بَعَثَ بَعْدِي يَدْعُو بِمِثْلِي لِيُؤْتِيَ مِثْلِي
مِمَّنْ يَدْعُوهُمْ أَمْ مَتَىٰ ثُمَّ صَعِدَ بِنِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ
فَاسْتَفْتَمُ جِبْرِيلُ قَيْلٌ مِّنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قَيْلٌ وَمَنْ مَعَكَ

چھوٹا لگدھے سے بڑا سفید رنگ کا اور وہ برق
تھا چو منہ کے نظر پر قدم رکھتا تھا میں اُس پر
سوار ہوا اور جبریل میرے ساتھ چلے یہاں تک
کہ پہلے آسمان پہنچا اور اُس نے دروازہ کھلوانا
چاہا۔ پوچھا کیا کون ہے کہا جبریل پوچھا کیا تیرے
ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا
کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مارجا کیا خوب آنا
ہوا پھر دروازہ کھل گیا جب میں وہاں پہنچا تو
بکھا کہ وہاں آدم ہیں۔ جبریل نے کہا کہ یہ
آپ کے باپ آدم ہیں اُن کو سلام کیجئے میں
نے سلام کیا۔ آدم نے سلام کا جواب دیا پھر
کہا اے فرزند صالح اور نبی صالح مارجا! پھر
چڑھا یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچا۔
اور دروازہ کھلوانا چاہا کہا کیا کون ہے کہا
جبریل کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی
ہیں کہا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مارجا کیا
خوب آنا ہوا پھر دروازہ کھل گیا۔ جب میں
وہاں پہنچا تو دیکھا کہ تیجئے و عیسیٰ ہیں۔ اور
وہ دونوں خالد زاد بھائی ہیں۔ جبریل نے
کہا یہ عیسیٰ اور تیجئے ہیں اُن کو سلام کیجئے۔
میں نے سلام کیا۔ دونوں نے جواب دیا۔
پھر کہا مارجا اے برادر صالح اور نبی صالح۔ پھر
مجھ کو تیسرے آسمان پر چڑھ لے گیا۔ پھر
نے دروازہ کھلوانا چاہا۔ پوچھا کیا کون ہے
کہا جبریل۔ کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا بلائے گئے ہیں۔

لَتَفْسِدَنَّ

کہ البتہ تم فساد کرو گے

جبریل نے کہا یہ موٹے ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا۔ موٹے نے جواب دیا پھر کہا مرحبا لے برا اور صالح اور نبی صالح۔ جب میں وہاں سے آگے بڑھا موٹے روئے۔ اُن سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں کہائیں اس لئے روتا ہوں کہ اس لڑکے کی ہمت کے لوگ جو میرے بعد مبعوث ہوا ہے۔ میری امت والوں سے زیادہ جنت میں جائیں گے پھر مجھ کو ساتویں آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل کہائیں ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا کیا طلب کئے گئے ہیں۔ کہا ہاں۔ کہا مرحبا کیا خوب آتا ہوا پھر جب میں پہنچ گیا تو دیکھا وہاں ابراہیم ہیں۔ جبریل نے کہا یہ آپ کے دادا ابراہیم ہیں۔ ان کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا لے فرزند صالح اور نبی صالح پھر سدرۃ المنتہیٰ مجھ سے نزدیک ہوا میں نے دیکھا کہ اُس کے پھل حجر مشکوں کے برابر اور پتے ہتھیوں کے کان کی برابر ہیں۔ جبریل نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس کی جڑ سے چار نہریں نکلتی ہیں دو پوشیدہ اور دو ظاہر۔ میں نے کہا لے جبریل یہ کیا ہیں۔ کہا دو پوشیدہ نہریں تو جنت میں جاتی ہیں اور دو ظاہر نیل اور فرات ہیں۔ پھر بیت المعمور مجھ سے نزدیک ہوا۔ پھر ایک طرف شراب سے دوسرا دودھ سے اور تیسرا شہد سے بھرا ہوا پیش کیا گیا میں نے دودھ کو پسند کیا جبریل نے کہا یہی آپ کی فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت پیدا ہوئی ہے۔ پھر مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر میں اُٹھا پھر اور موٹے کے پاس آیا پوچھا کیا حکم ہوا۔ میں نے کہا ہر روز پچاس نمازوں کا حکم ہوا ہے کہا آپ کی امت پچاس نمازیں ہر روز ادا نہیں کر سکیگی۔ اور خدا کی قسم میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزا چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح میں سخت تکلیف اٹھا چکا ہوں۔ خدا کے پاس پھر جائے۔ اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ میں پھر گیا اور خدا نے دس نمازیں کم کر دیں۔ اور میں پھر موٹے کے پاس آیا۔ موٹے نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ میں پھر گیا اور خدا نے دس اور کم کر دیں پھر موٹے کے پاس آیا پھر بھی وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ میں پھر گیا تو ہر روز دس نمازوں کا حکم ہوا۔ جب میں موٹے کے پاس آیا تو پھر بھی کہا جو پہلے کہا تھا۔ میں پھر گیا اور اب کی دفعہ ہر روز پانچ نمازوں کا حکم ہوا۔ لوٹ کر موٹے کے پاس آیا تو پوچھا کیا ہوا میں نے کہا ہر روز پانچ نمازوں کا حکم ہوا ہے۔ کہا آپ کی امت

مَرَّتَيْنِ

دو دفعہ

قال جبریل لحاز السملہ افتم قال من هذا اقال هذا
جبریل قال ملک احد قال معی محمد قال ارسل الیہ
قال نعم ففتح قلما علونا السماء الدنیا فاجعل عن
بیننا السورۃ وعن یسارہ السورۃ فاذا نظر قبل عینہ
ضحك واذا نظر قبل شمالہ بکی فقال مرجبا بالنبی الصالح
والابن الصالح قلت من هذا ای جبریل قال هذا آدم
وهذا اسوٰحۃ عن عین عینہ وعن شمالہ سمیعہ فاهل
الہیین منهم اهل الجنة والاسوٰحۃ اللزجین شلالہ النار
فاذا انظر قبل یتہ ضحك واذا نظر قبل شمالہ بکی ثم
عرج بی جبریل حتی اذی السماء الثانیۃ فقال لحاز ہذا
افتم فقال لحاز فامثل ما قال الاول ففتح قال ان
فدا کرانہ وجہ فی الہیات انہ لم یس موسی وعیسی
وابراہیم علیہم السلام یثبت لیکت ہذا زلمہ غیر انہ قد ذکر
انہ قد وجد ادم فی الدنیا والابراہیم فی السادۃ
وقال انہ لیس لہ مرجب یل یادرہی قال مرجبا بالنبی الصالح
والابن الصالح فقلت من هذا قال هذا دریس ثم عرج
بموسی فقال مرجبا بالنبی الصالح والابن الصالح قلت
من هذا قال هذا موسی ثم عرج بعیسی فقال مرجبا
بالنبی الصالح والابن الصالح فقلت من هذا قال هذا
عیسی ثم عرج بابراہیم فقال مرجبا بالنبی الصالح
والابن الصالح قلت من هذا قال هذا ابراہیم قال
ابن شہاب الخیر فی ابن خضران ابن عباس واباحبۃ
الانصار ی کا توفی ان قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم عرج بی جبریل حتی ظہرت لمسعودی اسمع صریح
الاقلام قال ابن حزم والنس بن مالک قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ففرض اللہ علی محمدین صلوٰۃ فرجعت
بذلک حتی امر بموسی فقال من ما الذی فرض ربک
علی امتک قلت فرض علیہم خمسون صلوٰۃ قال فواجع
ربک فان امتک لا تطیق ذلک فرجعت فواجعت
ربی فوضع شطرہا فرجعت الی موسی فقال اجع
ربک فتکر مثله فوضع شطرہا فرجعت الی موسی
فاخبر بہ فقال ذلک ففعلت فوضع شطرہا فرجعت
الی موسی فاخبر بہ فقال لرجع ربک فان امتک

نے فرمایا۔ میرے گھر کی چھت شق کی گئی اور
میں اس وقت مکہ میں تھا۔ پھر جبریل نازل ہوا اور
میرا سینہ چیر کر آب زمزم سے دھویا پھر حکمت
وایمان سے بھرا ہوا اسونے کا لنگن لایا اور اس کو
میرے سینہ میں لٹ دیا۔ پھر اس کو برابر کر دیا
اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان پر لے چلا جب پہلے
آسمان پر پہنچا جبریل نے آسمان کے محافظ سے
کہا کھول کہا کون ہے کہا جبریل کہا تیرے ساتھ
کوئی ہے کہا میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں۔ کہا بلائے گئے ہیں کہا ہاں پھر دروازہ
کھل گیا۔ اور ہم آسمان اول پر جا پہنچے ہیں
دیکھا ایک مرد ہے جس کے دائیں بائیں بہت
سی صوتیں ہیں۔ دائیں طرف دیکھ کر سنتا ہو
اور بائیں طرف دیکھ کر سنتا ہے۔ اس نے کہا
مرحبائے نبی صالح اور فرزند صالح میں نے کہا
اے جبریل یہ کون ہے کہا یہ آدم ہیں اور موسیٰ
جو ان کے دائیں بائیں ہیں۔ ان کی اولاد کی
روصیں ہیں۔ ان میں سے دائیں طرف والے
جنتی اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں۔ اس لئے
دائیں طرف دیکھ کر سنتے اور بائیں طرف دیکھ کر
روتے ہیں۔ پھر جبریل مجھ کو دوسرے آسمان
پر چڑھا لے گیا۔ اور محافظ سے کہا کھول اس محافظ
نے بھی وہی کہا جو پہلے محافظ نے کہا تھا۔ پھر
کھل گیا اس کہتے ہیں کہ ابو ذر نے آسمانوں پر
ادریس۔ موسیٰ۔ عیسیٰ اور ابراہیم کا ملنا تو بین
کیا مگر ان کے مقامات کی تعیین نہیں کی سوا

وَلَتَعْلَنُ عَقُلُوْا كِبٰرًا ﴿۷﴾

اور البتہ تم بڑھ جاؤ گے بڑھ جانا بہت بڑا ﴿۷﴾

لا تطبق ذلك فرجعت فرجعت ربی فقال خمس
وہی خمسوں کا بیدار بقول لہی فرجعت الی موعی
فقال اجمع ربك فقلت قد استجیت من ربی ثم
انطلق حتی اتی فی السداة المنتهی فغشیہا الوان
لا ادری ماہی ثم ادخلت الجنة فاذا فیہا جساد
اللسو لو واذ اتوا بالملك -

(صحیح بخاری صفحہ ۴۰، ۴۱ و ۴۲) *

اس کے کہ آسمان اول پر آدم اور چھٹے آسمان پر
ابراہیم کے ملنے کا ذکر کیا۔ اس کہتے ہیں جب
جبریل کا گذر ادریس کے پاس ہوا۔ ادریس
نے کہا مرحبا لے نبی صالح اور برابر صالح میں نے
کہا یہ کون ہیں کہا یہ ادریس ہیں پھر میں موسیٰ
کے پاس پہنچا موسیٰ نے کہا مرحبا لے نبی صالح

اور برابر صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ کہا موسیٰ نے ہیں۔ پھر میں عیسیٰ کے پاس پہنچا عیسیٰ
نے کہا مرحبا لے نبی صالح اور برابر صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ عیسیٰ ہیں۔ پھر میں ابراہیم
کے پاس پہنچا۔ ابراہیم نے کہا مرحبا لے فرزند صالح اور نبی صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ
ابراہیم ہیں۔ کہا ابن شہاب نے اور خبر دی مجھ کو ابن حزم نے کہ ابن عباس اور ابو جندہ الانصاری
دونوں کہتے تھے کہ رسول خدا نے فرمایا پھر مجھ کو جبریل ایسے مقام پر چڑھا لے گیا جہاں سے
قلموں کے چلنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ کہا ابن حزم اور انس بن مالک نے فرمایا رسول خدا
نے کہ فرض کیں خدا نے مجھ پر پچاس نمازیں۔ پھر میں لوٹ کر موسیٰ کے پاس آیا موسیٰ نے
پوچھا کہ خدا نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا۔ میں نے کہا اُن پر پچاس نمازیں فرض ہوئی ہیں
کہا خدا کے پاس پھر جائے آپ کی امت اس کا تحمل نہیں کر سکیگی۔ میں پھر خدا کے پاس گیا
خدا نے اُن میں سے ایک حصہ کم کر دیا۔ پھر میں موسیٰ کے پاس آیا کہا پھر جائے اور وہی کہا
جو پہلے کہا تھا۔ پھر خدا نے ان میں سے ایک حصہ اور کم کر دیا۔ میں پھر موسیٰ کے پاس آیا اور
اُن کو خبر دی موسیٰ نے پھر کہا خدا کے پاس پھر جائے۔ میں نے ایسا ہی کہا۔ ایک حصہ خدا نے
اور کم کر دیا۔ میں پھر موسیٰ کے پاس آیا اور اُن کو خبر دی۔ کہا خدا کے پاس پھر جائے آپ کی
امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں پھر گیا۔ اور پھر سوال کیا کہا پانچ اور یہی پچاس ہیں۔
اب میرا قول نہیں بدلتا پھر میں موسیٰ کے پاس آیا کہا خدا کے پاس پھر جائے میں نے
کہا مجھ کو خدا سے شرم آتی ہے پھر جبریل مجھ کو سدرۃ المنتہی پر لے گیا۔ کچھ رنگ اُس پر
چھائے ہوئے تھے۔ اُن کی حقیقت سے میں خبردار نہیں ہوں۔ پھر میں جنت میں داخل
ہوا۔ وہاں موتی کے قبے اور مشک کی مٹی تھی *

حدیث کی ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے کہا اُس نے حدیث کی مجھ سے سلیمان نے

لہ اذ صوت الا قلام حال انکتابہ کانت الملائکۃ تکتب الا قضیۃ *

فَإِذَا جَاءَ

بِحَرْبٍ أَوْ يُكَا

حدثنا عبد العزيز بن عبد الله قال حدثني سليمان
عن شريك بن عبد الله انه قال سمعت الن بن مالك
يقول ليلنا اسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم
من مسجد الكعبة انه جاء ثلاثه نفر قبل ان يوحى اليه
وهو انتم في المسجد الحرام فقال اولهم ايم هو
فقال وسطهم هو جبريل فقال اخرهم هذا خير
فكانت تلك الليلة فلم يره حتى اتوه ليلنا اخرى فبأمر
قلبه ونام عينه ولا ينام قلبه وكذلك الانبياء تمام
اعينهم ولا تنام قلوبهم فلم يكلموا حتى اقبلوا
فوضعوهم عند بئر زمزم فقال منهم جبريل فشق
جبريل ما بين شجرة الى البئر حتى فرغ من صدره و
جوفه ففصله من ماء زمزم ريده حتى انقى جوفه ثم
اتى بطست من ذهب فيه نقر من ذهب محتوا نورا
وحكمة فحشا به صدره ولغاده يعني عرق فحلقه
ثم اطبقه ثم عرج به الى السماء الدنيا فضرب بها
من العواصم فناداه اهل السماء من هذا فقال جبريل
قالوا ومن معك قال معي محمد قال وقد بعث قال نعم
قالوا فاجابوا بآلهة لا يتنزلون في السماء الدنيا
الله به في الارض حتى يعلمهم فوجد في السماء الدنيا
ادم فقال له جبريل هذا ابوك فسلم عليه فسلم عليه
وخرج عليه ادم وقال مرحبا واهل بيته ففعلوا
انتم فاذا هو في السماء الدنيا نهري نبط وادان فقال ما هذا
النهران يا جبريل قال هذا النيل والفرات عشرين ما ثم
مضى به في السماء فاذا هو بنهر اخر عليه قصر من لؤلؤ
ونمر جعد فضرب به فاذا هو صراط ذوقوا هذا
يا جبريل قال نعم هذا انك والذى قد خابك ربك
ثم عرج به الى السماء الثانية فقالت الملائكة له مثل
ما قلت له الاولى من هذا قال جبريل قالوا ومن معك
قال محمد قال وقد بعث اليه قال نعم قالوا مرحبا واهل
ثم عرج به الى السماء الثالثة وقالوا له مثل ما قالت
اولاى والثانية ثم عرج به الى السماء الرابعة فقالوا
له مثل ذلك ثم عرج به الى السماء الخامسة فقالوا له
مثل ذلك ثم عرج به الى السماء السادسة فقالوا له مثل ذلك
كل سماء فيها انبياء قد ساءلوا عيت منهم ادريس

شریک بن عبد اللہ سے کہا اُس نے سنائیں نے
ان بن مالک سے کہ ذکر کرتے تھے وہ اُس رات
کا جب کہ رسول خدا کو مسجد کعبہ سے معراج ہوئی۔
کہ تین شخص (فرشتے) وحی آنے سے پہلے
رسول خدا کے پاس آئے اور وہ مسجد حرام میں سو
تھے۔ ان میں سے اول نے کہا ان میں سے
کون بیچ والے نے کہا جو ان میں بہتر ہے
ان میں سے اخیر شخص نے کہا لو ان میں سے
بہتر کو وہ رات تو گذر گئی پھر کسی نے اُن کو نہیں
دیکھا۔ یہاں تک کہ ایک دوسری رات کو اُسے
ایسی حالت میں جب کہ رسول خدا کا دل دیکھتا
تھا۔ اور آنکھیں سوتی اور دل جاگتا تھا اور
اسی طرح پیغمبروں کی آنکھیں سوتی اور اُن کے
دل نہیں سوتے ہیں۔ پھر انہوں نے رسول خدا
سے بات نہیں کی اور اُن کو اٹھا کر چاہ زمزم
کے پاس لے گئے۔ پھر ان میں سے جبریل نے
کام کا دوسرا کیا۔ پھر جبریل نے اُن کے سینہ کو
ایک سرے سے دوسرے سرے تک چیر
ڈالا۔ یہاں تک کہ سینہ اور جوف کو بالکل خالی
کر دیا۔ پھر آب زمزم سے اُس کو دھویا۔
یہاں تک کہ جوف کو صاف کر ڈالا۔ پھر سونے
کا لگن لایا گیا جس میں سونے کا ٹونا ایمان اور
حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ جبریل نے اُس سے
آنحضرت کے سینہ اور حلق کی رگوں کو پر کر دیا
پھر بر کر دیا۔ پھر اُن کو آسمان دنیا پر لے گیا
اور اُس کا ایک دروازہ کھٹکھٹایا۔ آسمان اُنوں نے

ان دونوں میں کا پہلا وعدہ	وَعَدًا أُولَٰئِكَ
<p>پکارا کہ کون ہے۔ کہا جبریل کہا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا بلائے گئے ہیں۔ کہا اے کہاں کہاں کہاں آئے اے اے آسمان اسی بشارت کو طلب کر رہے ہیں۔ کوئی آسمان کا فرشتہ نہیں جانتا کہ ان سے خدا زمین پر کیا چاہتا ہے جب تک کہ ان کو معلوم نہ ہو۔ پھر آسمان اول پر آدم کو دیکھا جبریل نے کہا یہ آپ کے باپ ہیں۔ ان کو سلام کیجئے رسول خدا نے آدم کو سلام کیا اور آدم نے جواب دیا۔ اور کہا مرحبا اے بہترین فرزند۔ پھر کیا ایک آسمان اول پر دو نہیں ہتی دیکھیں کہ اسے جبریل کیسی نہیں ہیں۔ کہا نیل و فرات کی اہل ہیں پھر ان کو آسمان میں لے گیا۔ ایک اور سردیکھی جس پر موتی اور زبرجد کے محل بنے تھے۔ پھر اُس میں ہاتھ ڈالا تو اس کی مٹی ہاتھ میں لے لی اُس نے کہا یہ کوثر ہے جو خدا نے آپ کے لئے تیار رکھی ہے۔ پھر دوسرے آسمان پر لے گیا یہاں بھی فرشتوں نے وہی کہا جو پہلوں نے کہا تھا۔ کہ کون ہے کہا جبریل کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا طلب کیے گئے ہیں۔ کہا اے کہاں کہاں کہاں پھر تیسرے آسمان پر لے گیا وہاں بھی فرشتوں نے وہی کہا جو پہلے اور دوسرے آسمان پر کہا تھا۔ پھر چوتھے آسمان پر لے گیا۔ پھر وہی انہوں نے کہا جو پہلے کہ چکے تھے۔ پھر پانچویں آسمان پر لے گیا اور</p>	<p>فی الثانیۃ وہاں فی الرابعۃ و آخر فی الخامسۃ لم ا حفظ اسمہ و ابراہیم فی السادسۃ و موسیٰ فی السابعۃ بنقصیل کلام اللہ فقال موسیٰ ب لہ ما ظن ان یرفع علی حدیثہ علایہ فوق ذلک بما لا یعلمہ الا اللہ حتی جاء سدرۃ المنہی و دنا الجبار رب العزۃ فتدلی حتی کانت قای فوسین اود فی فادی اللہ الیہ فیما یوحی اللہ تمسین صلوة علی متک کل یوم و لیلة ثم ہبط حتی بلغ موسیٰ فاحتبسہ موسیٰ فقال یا محمد ما ذاعلم الیک ربک قال عہد الی تمسین صلوة کل یوم و لیلة قال ان امنتک لا تستطیع ذلک فارجم فلیخفف عنک ربک و عنہم فالتفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی جبریل کانه یستنصر فی ذلک فاشار الیہ جبریل نعم ان شئت فعلا یہ الی الجبار فقال دھو مکانیا رب خفف عنا فان امنتی لا تستطیع ہذا فوجم عنہ عشر صلوة ثم رجع الی موسیٰ فاحتبسہ فلم یزل یرددہ موسیٰ الی ربہ حتی صارت علی خمس صلوة ثم احتبسہ موسیٰ عند الخسف قال یا محمد واللہ لقد راودت بنی اسرائیل قومی علی ادنی من ہذا فضعفوا و ترکوا فامتک اضغف لہا و قلوبہا و ابدانہا و ابدالہا و اسماعا فاجیم فلیخفف عنک ربک کل ذلک یلتفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی جبریل لیشیر علیہ کان لا یکر ذلک جبریل فرجع عند الخامسۃ فقال یا رب ان امنتی ضغفا فاجم و قلوبہم و اسماعہم و ابدالہم لبد انہم فخفف عنا فقال الجبار یا محمد قال لیک وسعدیک قال انہ لا یدل القول لدی کما فرضت علیک فی امل کتاب کل حسنة بعشر امثالہا فی خمسون فی امل کتاب کل خمس علیک فرجم الی موسیٰ فقال کیف فعلت قال خفف جانا انما ینکل حسنة عشر امثالہا قال موسیٰ قدما اللہ راودت بنی اسرائیل علی ادنی من ذلک فترکوا فارجم الی ربک فلیخفف عنک ایضا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا موسیٰ قد اللہ استجیت من بی ما اختلف الیہ قال لا یطیعہ</p>

بَعَثْنَا عَلَيْكَ

بھیجینگے ہم تم پر

فاستيقظ وهو في المسجد الحرام ..

یہاں بھی مثل اہل کے فرشتوں نے کلام کیا۔

(صحیح بخاری صفحات ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱) پھر چھٹے آسمان پر لے گیا اور فرشتوں نے

مثل اول کے کلام کیا۔ پھر ساتویں آسمان پر لے گیا وہاں کے فرشتوں نے بھی وہی کہا جو پہلو

کھاتھا۔ ہر ایک آسمان میں پیغمبروں کے جدا جدا نام بتائے جن میں سے میں نے یاد رکھا

اور میں دوسرے آسمان میں۔ ہارون جو تھے میں اور کوئی دوسرے بنی یا بنوئیں میں جن کا نام

یاد نہیں ہے۔ ابراہیم چھٹے میں اور موسیٰ ساتویں میں اس لئے کہ ان کو خدا کے ساتھ کلام کرنے

کی فضیلت ہے۔ پھر موسیٰ نے کہا اے خدا میرے گناہ میں بھی نہیں تھا کسی کو مجھ پر فضیلت

و بجا نیکی۔ پھر خدا ان کو اس سے بھی اوپر لے گیا جس کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے یہاں

تک کہ سدرۃ المنتہی پر پہنچے۔ پھر خدا نزدیک ہوا پھر اور بھی نزدیک ہوا۔ یہاں تک کہ دو

کمانوں کا یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ پھر خدا نے ان کو وحی بھیجی کہ تیری امت پر چاٹیں

ہر روز و شب میں فرض ہوئیں۔ پھر اترے یہاں تک کہ موسیٰ کے پاس پہنچے۔ پھر موسیٰ نے

ان کو روک لیا۔ اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا نے آپ کو کیا حکم دیا۔ کہا مجھ کو ہر رات

دن میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا ہے۔ موسیٰ نے کہا آپ کی امت اس کی طاقت نہیں

رکھتی پھر جائے تاکہ خدا اس میں تخفیف کرے۔ رسول خدا نے جبریل کی طرف دیکھا گویا کہ اس بارہ

میں اس سے صلح ہو چھتے ہیں۔ جبریل نے کہا ہاں اگر آپ چاہیں۔ پھر خدا کے پاس گئے۔ او

کنا جب کہ وہ اپنے پہلے مقام پر تھے۔ اے خدا کی کریمہ نہ میری امت اس کی طاقت نہیں

رکھتی خدا نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر موسیٰ کے پاس آئے اور موسیٰ نے ان کو روک لیا

موسیٰ بار بار ان کو خدا کی طرف بھیجتے تھے یہاں تک کہ پانچ نمازیں فرض رہ گئیں۔ موسیٰ

نے پھر روکا اور کہا اے محمد قسم خدا کی میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے اس سے بھی کم سخت

چاہی تھی۔ انہوں نے کمزوری دکھائی اور اس کو چھوڑ دیا۔ آپ کی امت کا جسم قلب بصارت

اور سماعت اور بھی زیادہ ضعیف ہے۔ پھر جائے تاکہ خدا اس کو بھی معاف کر دے۔ سوال خدا

نے جبریل کی طرف دیکھا تاکہ اس میں مشورہ دے۔ جبریل اس کو برا نہیں جانتا تھا پھر پانچویں

دفعہ رسول خدا کو لے گیا۔ پھر رسول خدا نے کہا اے رب میری امت کے جسم قلب بصارت۔

سماعت اور بدن ضعیف ہیں۔ پس ہمارے حق میں کمی کر خدا نے کہا اے محمد۔ کہا لیکن

(حاضر ہوں) کہا میرا قول نہیں بدلتا جس طرح ام الکتاب میں تجھے پر فرض کر چکا ہوں۔ اور ہر نیکی

کا بدلہ دس نیکیوں کے برابر ہوگا۔ اس لئے اب یہ نمازیں ام الکتاب میں پچاس کی برابر اور

عِبَادَآلَنَّا	اپنے بندوں
<p>تیرے نزدیک ہی پانچ ہیں۔ پھر موئے کے پاس آئے کہا آپ نے کیا کیا۔ کہا خدا کی تحفیت کی اس طرح پر کہ ہرنیکی کے بدلے ہم کو دس نیکیوں کا ثواب عنایت کیا۔ موئے نے کہا واللہ میں نے تو بنی اسرائیل سے اس سے بھی کم محنت چاہی تھی۔ انہوں نے اس کو بھی چھوڑ دیا۔ خدا کے پاس پھر جائے۔ تاکہ خدا ان کو بھی معاف کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے موئے قسم ہے خدا کی کہ مجھ کو اپنے رب سے شرم آتی ہے کہ بار بار اُس کے پاس جاؤں گا۔ تو ہم اللہ اترے۔ پھر جا گئے اور اُس وقت مسجد حرام میں تھے۔</p>	<p>حدیث بیان کی ہم سے ابراہیم بن موئے نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے معمر بن زہری سے اُس نے سعید بن مسیب نے ابو ہریرہ سے کہا انہوں نے فرمایا رسول خدا نے معراج کی رات میں نے موئے علیہ السلام کو دیکھا اور وہ بدن کے دبے تھے اور بال چھوٹے ہوئے گویا کہ وہ قلیہ سنوہ کے ایک آدمی ہیں۔ اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور وہ میانہ قد سُرخ رنگ تھے گویا ابھی</p>
<p>حدثنا ابراهيم بن موسى حدثنا هشام بن سعيد بن المسيب عن ابيه روى قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ليلة اُسرى رايته موهي واذا هو جل ضرب جل كانه من رجال شذوة ورايت عيسى فاذا هو رجل ربة احمر كالتاخير من ديار شذوة ورايت عيسى فاذا هو صلى الله عليه وسلم ربه شدا تبت بانائين في احدهما لبي في الاخير فقال اشرب ايها شذت فاخذت اللبن فشرب فقل اخذت الفطوة اما انك لو اخذت الخمر غوت امتك - (حليم بخاري صفحه ۲۸۱) *</p>	<p>حمام سے نہادھو کر نکلتے ہیں اور میں ابراہیم علیہ السلام کا فرزند ہر شکل ہوں پھر دو برتن پیش کئے گئے۔ ایک میں دودھ اور ایک میں شراب تھی۔ پھر کہا پی جس کو چاہے۔ میں نے دودھ لیکر پی لیا مجھ سے کہا گیا کہ تو نے فطرت کو پسند کیا۔ اگر تو شراب کو پسند کرتا تو تیری اُمت گمراہ ہو جاتی۔</p>
<p>حدثنا هشام بن بشير حدثنا اخوه سمعته عن قتادة قال سمعت ابا العلاء حدثنا ابن عمه نعيم بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا ينبغي لعبد ان يقول اتاخير من ديار شذوة ورايت عيسى فاذا هو رجل ربة احمر كالتاخير من ديار شذوة ورايت عيسى فاذا هو صلى الله عليه وسلم ربه شدا تبت بانائين في احدهما لبي في الاخير فقال اشرب ايها شذت فاخذت اللبن فشرب فقل اخذت الفطوة اما انك لو اخذت الخمر غوت امتك - (حليم بخاري صفحه ۲۸۱) *</p>	<p>حدیث بیان کی ہم سے محمد بن بشار نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے غندر نے کہا اُس نے سنائیں نے قتادہ سے کہا اُس نے سنائیں نے ابو العالیہ سے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے تمہارے پیغمبر کے چچا کے بیٹے یعنی ابن عباس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کسی بندہ خدا کو نہیں کہنا چاہئے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ اور یونس کو</p>

سخت لڑنے والوں کو

اُولٰٓئِیْہِٗٓ بِاَسْسِ شَدِیْدٍ

اُن کے باپ کی طرف منسوب کیا اور رسول خدا نے معراج کی رات کا ذکر کیا اور کہا موسیٰؑ کے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شعوۃ میں سے ہیں۔ اور عیسیٰؑ گھونگر یا بے بالوں والے اور مینا نہ قدر تھے اور دونوں کے محافظ مالک اور دجال کا بھی ذکر کیا +

حدیث بیان کی ہم سے ہدیر بن خالد نے اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ہم بن

حدیثنا ہدیر بن خالد حدیثنا ہما بن یحییٰ عن قتادہ
عن انس بن مالک عن مالک بن صعصعہ عن ابن اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم حدیثنا ہما بن یحییٰ عن یزید بن عبد اللہ
ابن السباعہ الثانیہ فاستفتح قیل من ہذا قال جبریل
قیل ومن معک قال محمد قیل وقد ارسل الیہ قال نعم
فلما خلصت فاذا یحییٰ وعیسیٰ وہما بن خالۃ
قال ہذا یحییٰ وعیسیٰ فسلم علیہما فسلمت فردا شہ
قالا مرحبا بالاکلاخ الصالح والنبی الصالح +

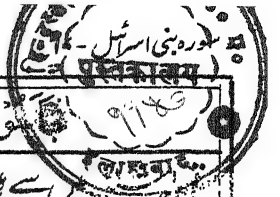
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا طلب
کئے گئے ہیں کہا ہاں جب میں پہنچ گیا تو
(صحیح بخاری صفحات ۴۸۷ و ۴۸۸) +

میں پہنچے اور عیسیٰؑ کو دیکھا اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبریلؑ نے کہا یہ پہنچے اور عیسیٰؑ
ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا دونوں نے جواب دیا اور کہا مرحبا اے برادر صالح
اور نبی صالح +

حدیث بیان کی ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم

حدیثنا ابراہیم بن موسیٰ حدیثنا ہشام عن معمر و
حدیثنا محمد بن شاعید الزمری حدیثنا معمر عن
الزہری اخبرنی سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلة اُسر جبریل
موسیٰ قال فغنتہ فاذا رجل حبۃ قال فمطرب جیل
الراکل من جبال شعوۃ قال ولقیتم عیسیٰ فغنتہ
النبی صلی اللہ علیہ فقال بعثہم کما اخرجہم من یماس
یعنی الحما و سلط ابراہیم وانا شہ ولدہ بہ قال
واتیت بانائین احدہما الدین الاخریہ خمر فقیل لی
خذہما شئت فاخذت الدین فخریہ فقیل لی خذ
الفطرۃ و اصب الفطرۃ اما مالک لو اخذت الخمر
غوت امثلک -

کے قبیلے سر کے بال چھوٹے ہوئے گویا کہ وہ
(صحیح بخاری صفحہ ۴۸۹) +



پھر وہ گھس پٹینگے اندر گھسوں گے

تَوَخَّلَّ الدَّيَّارِ

میں سے ہیں۔ کہا اور میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا پھر رسول خدا نے عیسیٰ علیہ السلام کی صفت بیان کی اور فرمایا کہ وہ میانہ قد سرخ رنگ ہیں گویا ابھی حمام سے نکلے ہیں اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں اُن کا ہم شکل فرزند ہوں کہا دو پیالے لائے گئے ایک میں دودھ تھا ایک میں شراب مجھ کو کہا گیا کہ جس کو چاہو پی لو۔ میں نے دودھ لیکر پی لیا۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ آپ فطرت پر ہدایت کئے گئے یا فطرت کو حاصل کر لیا اگر شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی *

حدیث بیان کی ہم سے محمد بن کثیر نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے سہیل حدیثنا محمد بن کثیر حدیثنا اسرائیل حدیثنا عثمان بن المغیرہ عن مجاہد عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایت عیسیٰ وموسىٰ وابراہیم فاما عیسیٰ فاحم جعد عیض الصدروا ما مولى فادم جسیم سبط کانه من جبال الزط۔ (صحیح بخاری صفحہ ۴۸۹) *
سینہ والے تھے اور موسیٰ علیہ السلام بدن کے قریرہ اور سر کے بال چھوٹے ہوئے تھے۔ گویا کہ وہ قوم زط میں سے ہیں *

حدیث بیان کی ہم سے عبد ان نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ حدیثنا عبد ان قال حدیثنا عبد اللہ قال اخبرنا یونس حدیثنا احمد بن صالح قال حدیثنا عبیدہ قال حدیثنا یونس عن ابن شہاب قال ابن المسیق قال ابو ہریرۃ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ بالیاء بعد حین من خمر ولبن فنظرا لہما فاخذ اللہن قال جبریل الخ لیلۃ الذی ہذاک للفطرۃ لو اخذت الخ غوث امتک (صحیح بخاری صفحہ ۶۸۴) *
گئے۔ دو پیالہ دودھ اور شراب کے پیش کئے گئے۔ رسول اللہ نے اُن کی طرف دیکھا اور دودھ کو لے لیا جبریل نے کہا خدا کی تعریف ہے جس نے آپ کو فطرۃ پر ہدایت کی۔ اگر شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی *

حدیث بیان کی ہم سے احمد بن صالح نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ابن جبر حدیثنا احمد بن صالح قال حدیثنا ابن وہب قال اخبرنی کہا اُس نے خبر دی مجھ کو یونس نے ابن شہاب سے

وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ⑤

اور ہے وعدہ خدا کا مقدر کیا گیا ⑤

یونس ابن شہاب قال ابوسلمہ سمعت جابر بن عبد اللہ
قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما کذب بنی
قریش قت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفت
اخبرہم عن آیاتہ وانا انظر الیہ +
(صحیح بخاری مطبوعہ ۱۲۶۱ھ ہجری صفحہ ۶۸۴) +
میری نظر کے سامنے کر دیا۔ میں اُس کی نشانیاں اُن کو بتاتا تھا اور اُس کی طرف دیکھتا
تھا +

حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن بکیر نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے
حدیث یحییٰ بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل بن
ابن شہاب ثنی ابوسلمہ بن عبد الرحمن سمعت جابر بن
عبد اللہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لما کذب بنی قریش قت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت
المقدس فطفت اخبرہم عن آیاتہ وانا انظر الیہ -
(صحیح بخاری صفحہ ۵۴۸) +
مجھ کو قریش نے جھٹلایا میں حجر میں کھڑا ہوا۔ خدا نے بیت المقدس کو میری نظروں میں
جلوہ کر دیا۔ میں اُس کی نشانیاں اُن کو بتاتا تھا اور اُس کو دیکھتا جاتا تھا +

کہا عیسیٰ بن خزیمہ کہ ابوسلمہ نے کہا اُس نے خبری ہم کو یونس نے زہری سے کہا انس بن مالک نے کہا یونس
وقال یونس ان اخبر عبد اللہ قال اخبرنا یونس عن اوزیر
قال ان یونس لما کان ابنہ یحییٰ ثنی ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال فرج سقفی انا مکتہ ففزل جبریل
ففرج صکای ثم غسلہ بما زرم ثم جاء بطست
من فہب متلنی حکمتہ وایما نانا فا فرغنا فی صمدی ثم
اطبقہ ثم اخذ بییدی فخرج فی الی السماء الدنیا
فقال جبریل لحازر السماء الدنیا افتح قال من هذا
قال جبریل - (صفحہ ۲۲۱ صحیح بخاری) +
پھر میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان اول پر چڑھالے گیا۔ جبریل نے آسمان کے محافظ سے کہا کھول
کہا کون ہے کہا جبریل +

حدیث بیان کی ہم سے اسماعیل نے کہا اُس نے حدیث بیان کی مجھ سے میرے بھائی
حدثنا اسمعیل بن جندب عن یحییٰ بن یونس عن یحییٰ بن عبد اللہ

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ

پھر ہم پھیرینگے غلبہ کو تمہارے لئے اُن پر

بن ابی غرقال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحدثنا عن لیلۃ
اُسرۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم من مسجد الکعبۃ
جاءہ ثلاثۃ نفر قبل ان یوحی الیہ وهو نائم فی
المسجد الحرام فقال اولہم ایمم ہو فقال وسطہم
ہو خیر ہم قال اخرہم خذنا خیر ہم فکان
تلك فلم یرہم حتی جاء الیلۃ اُخری فیاہر قلبہ
والنبی صلی اللہ علیہ وسلم نائمۃ عیناہ ولا ینام
قلبہ وکذلک الانبیاء تنام اعینہم ولا تنام
قلوبہم فتولاه جبریل ثم عرج بہ الی السماء -
(صحیح بخاری صفحہ ۵۰۴) *

بن ابی غرق سے کہا اُس نے سنائیں نے انس بن
مالک بیان کرتے تھے ہم سے اُس ان کا
جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد کعبہ
سے مخرج ہوئی۔ کہ وحی آنے سے پہلے تین
شخص آنحضرت کے پاس آئے اور وہ مسجد
حرام میں سوتے تھے۔ ان میں سے پہلے نے
کہا کہ وہ ان میں سے کون ہے۔ درمیانی
شخص نے کہا کہ وہ ان سب میں سے بہتر

ہے۔ اخیر شخص نے کہا کہ ان میں سے بہتر کو لے چلو پھر وہ رات تو گزر گئی۔ اور اُن کو کسی
نے نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ ایک اور شب کو آنحضرت کے پاس ایسی حالت میں آئے
کہ آپ کا دل دیکھتا تھا اور حضرت کی آنکھیں سوتی اور دل جاگتا تھا۔ اسی طرح پیغمبروں کی
آنکھیں سوتی اور دل جاگتا ہے پھر جبریل نے اُن کا کام اپنے ذمہ لیا۔ پھر اُن کو آسمان پر
چڑھائے گیا *

احادیث مسلم

حدیث بیان کی ہم سے شیبان بن فروخ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے

حماد بن سلمہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی
ہم سے ثابت بنانی نے انس بن مالک سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ براق
لایا گیا اور وہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا کدو
سے بڑا خچر سے چھوٹا اپنی نظر کی انتہا پر قدم
رکھتا تھا میں اُس پر سوار ہو کر بیت المقدس
پہنچا۔ اور براق کو حلقہ سے باندھ دیا
جس سے اور بنی باندھتے تھے۔ پھر مسجد میں داخل
ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر مسجد سے نکلا۔
جبریل ایک پیالہ شراب کا اور ایک دودھ لایا۔

حدثنا شیبان بن فروخ قال حدثنا حماد بن سلمۃ
قال حدثنا ثابت البنانی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتیت بالبراق وهو دابة
ابيض طویل فوق الخمر ودون البغل یضع حافرۃ
عند منتهی طرفہ قال فرکبتہ حتی اتیت بیت المقدس
قال فرکبتہ بالحلقۃ التي یربطہ بها الانبیاء قال ثم
دخلت المسجد فصليت فید رکعتین ثم خرجت
فجاءنی جبریل باناء من خمر وانا من لبن فاخترت
اللبن فقال جبریل علیہ السلام اخترت الفطرۃ
ثم عرج بنا الی السماء فاستفتح جبریل فقبل منک
قال جبریل قبل ومن معک قال محمد قبل فقبضت
الیہ قال قد بعثت الیہ ففتح لنا فاذا انا بادم صلی اللہ
علیہ وسلم فصب فی و دعانی بخیر ثم عرج بنا الی السماء

اور ہم تمہاری مدد کریں گے مال سے اور بیٹیوں سے

میں نے دودھ کو پسند کیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کو پسند کیا۔ پھر مجھ کو آسمان پر لے گیا جبریل نے آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہا کہا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا کیا طلب کئے گئے ہیں کہا ہاں طلب کئے گئے ہیں پھر میرے لئے دروازہ کھل گیا۔ ناگاہ مجھ کو آدم نظر پڑے۔ آدم نے مجھ کو مرحبا کہہ میرے لئے نیک دعا کی پھر جبریل ہم کو دوسرے آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا کیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا طلب کئے گئے ہیں کہا ہاں طلب کئے گئے ہیں۔ پھر دروازہ کھل گیا ناگاہ مجھ کو خالد بن ولید بن مریم اور یحییٰ بن زکریا نظر آئے دونوں نے مرحبا کہہ میرے لئے نیک دعا کی پھر جبریل ہم کو تیسرے آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا کیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا طلب کئے گئے ہیں کہا ہاں طلب کئے گئے ہیں پھر دروازہ کھل گیا اور میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور اُن کو حسن کا ایک حصہ عطا ہوا تھا۔ یوسف علیہ السلام نے مرحبا کہہ میرے لئے نیک دعا کی۔ پھر جبریل ہم کو چوتھے آسمان پر لے گیا

وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَنَفِيْرًا ۝۶

اور ہم تم کو کرینگے بڑا گروہ ۝۶

دیکھ علیٰ امتک ثلاث تمہیں صلوٰۃ قال ارجع الی ربک فاسألہ للتخفیف فاذا امتک لا یطیقون ذلک فانی قد بلوت بنی اسرائیل وخبیرتم قال فرجعت الی ربی فقلت یا رب خفف علی امتی فخطعتی خمساً فرجعت الی موسی فقلت خطعتی خمساً قال ان امتک لا یطیقون ذلک فارجع الی ربک فسلہ للتخفیف قال فسلمازل رجع بدین بنی تبارک وتعالیٰ ویدیج ہی علیہ السلام حتی قال یا محمد لافن خمس صلوٰۃ کل یوم وبلت کل صلوٰۃ عشراً لک خمسون صلوٰۃ ومنہم بحسنہ فلم یعملہا کنت حسنة فان عملها کنت لعشر ومنہم بسبیۃ فلم یعملہا لم تکتب شیئاً فان عملها کنت سبیۃ واحدة قال فنزلت حتی نہت الی موسی علیہ السلام فاخبرته فقال ارجع الی ربک فسلہ للتخفیف فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت قد رجعت الی ربی حتی استجبت منہ -

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۱) +

اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے - کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - پوچھا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں بلائے گئے ہیں دروازہ کھل گیا اور میں نے اور میں علیہ السلام کو دیکھا - اور میں نے بھی مرحبا کہہ میرے لئے نیک دعا کی خدا نے فرمایا ہے کہ ہم نے اُس کو اونچی جگہ اٹھا لیا - پھر جبریل ہم کو پانچویں آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں بلائے گئے ہیں پھر دروازہ کھل گیا - اور میں نے ارون کو دیکھا - ارون

نے بھی میرے لئے مرحبا کہہ نیک دعا کی پھر جبریل ہم کو چھٹے آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں بلائے گئے ہیں دروازہ کھل گیا اور میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا موسیٰ نے بھی مرحبا کہہ میرے لئے نیک دعا کی پھر جبریل ہم کو ساتویں آسمان لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - پوچھا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں بلائے گئے ہیں دروازہ کھل گیا اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا بیت المعمور کی طرف پشت کا سہارا لئے بیٹھے ہیں اور بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر دوبارہ نہیں آتے پھر جبریل مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے گیا اُس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر اور پھیل مشکوں کے برابر تھے - جب حکم الہی سے اس پر چڑھنا تھا چھا گیا تو اس کی حالت بدل گئی پھر کسی انسان کی طاقت نہیں ہے کہ اس کے حسن کی تعریف کر سکے پھر خدا نے مجھ پر جو وحی بھیجی تھی بھیجی - اور مجھ پر سچا پس نمازیں ہر روز فرض کیں پھر میں نیچے اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا خدا نے

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِنَفْسِكُمْ ۚ اَلَا تَعْلَمُونَ
اَلَا تَعْلَمُونَ اَنَّكُمْ بَعَثْنَا فِيكُمْ رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكُمْ لِيَاْمُرُوا بِالْعَدْلِ وَيَنْهَوْا بِالْاِثْمِ وَيُذَكِّرُوا بِالْحَقِّ ۚ وَتَعْلَمُونَ

آپ کی امت پر کیا فرض کیا میں نے کہا: پچاس نمازیں موٹے علیہ السلام نے کہا خدا کے پاس پھر جائے اور کمی کی درخواست کیجئے آپ کی امت میں اس فرض کے ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے میں بنی اسرائیل کو خوب آزمایا چکا ہوں میں دوبارہ خدا کے پاس گیا اور کہا اے خدا میری امت کے لئے تخفیف کر خدا نے پانچ نمازیں کم کر دیں پھر میں صلی اللہ علیہ السلام کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ خدا نے پانچ کم کر دیں۔ کہا آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی خدا کے پاس پھر جائے اور کمی کی درخواست کیجئے رسول اللہ فرماتے ہیں کہ میں بار بار خدا اور موٹے علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا تھا یہاں تک کہ خدا نے فرمایا اگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رات دن میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز پر دس کا ثواب اس طرح پر پچاس نمازیں ہوئیں۔ اور جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اُس کو عمل میں نہ لائے میں اُس کی ایک نیکی لکھوں گا اور جو عمل میں لائے اُس کی دس نیکیاں لکھوں گا۔ اور جو بدی کا ارادہ کرے اور اُس کو عمل میں نہ لائے اُس کی بدی نہیں لکھی جائیگی اور اگر عمل میں لائے تو صرف ایک بدی لکھوں گا۔ پھر میں پیچھے اتر کر موٹے علیہ السلام کے پاس آیا۔ اور اُن کو خبر دی کہ خدا کے پاس پھر جائے اور اس میں کمی کی درخواست کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں خدا کے پاس اتنی دفعہ جا چکا ہوں کہ اب مجھے اس شرم آتی ہے *

حدیث بیان کی ہم سے ہارون بن سعید ابلی نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے

حدیثنا ہارون بن سعید ابلی قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني سليمان بن وهب بن يونس قال حدثني شريك بن عبد الله بن ابی عمير قال سمعت انس بن مالك يحدث عن ابي عبد الله اسرى رسول الله صلى الله عليه وسلم من مسجد الكعبة انه جاء ثلاثة نفر قبل ان يوحى اليه وهونائم في المسجد الحرام وساق الحديث بقصة محدث ثابت البناني وقدم فيه شيئا واخر وناد ونقص -
(صحیح مسلم جلد ۱ ص ۹۲) *

سے پہلے تین شخص آئے۔ اور آنحضرت مسجد حرام سوتے تھے راوی نے ثابت بنانی کی حدیث کی مانند تمام قصہ کو بیان کیا اور اس میں کچھ تقدیم و تاخیر کی۔ کچھ کمی اور زیادتی ہے حدیث بیان کی ہم سے حرم بن یحییٰ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے

وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا	اور اگر تم بُرائی کرو گے تو اُسی کے لئے
<p>حدیث حرملة بن یحییٰ التیمی قال حدثنا ابن وهب قال أخبرني يونس عن ابن شهاب عن النسي بن مالك قال كان ابو ذر مريضاً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فوج سقفت بيتي وانا بمكة فنزل جبريل عليه السلام ففوج صدرى ثم غسل من ماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب عتلى حكمة واما نافذها في صدرى ثم اطلقه ثم اخذ بيدي فخرج به الى السماء فلما اجئنا السماء الدنيا قال جبريل لخازن السماء الدنيا افتح قال من هذا قال هذا جبريل قال هل معك احد قال نعم معي محمد قال فادرس اليه قال نعم ففتح قال فلما علونا السماء الدنيا فاذا رجل عن يمينه اسودة وعن يساره اسودة قال فاذا نظر قبل يمينه ضحك واذا نظر قبل شماله بكى قال فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قال قلت يا جبريل من هذا قال هذا آدم صلى الله عليه وسلم وهذه الاسودة عن يمينه وعن شماله سمع يمينه فاهل الجحيم اهل الجنة والاسودة التي عند شماله اهل النار فاذا نظرت قبل يمينه ضحك واذا نظرت قبل شماله بكى قال ثم عرج بي جبريل حتى اذ السماء الثانية فقال لخازنها افتح قال فقال لخازنها مثل ما قال خازن السماء الدنيا ففتح فقال النسي بن مالك فذكر ان الله وجد في السموات آدم وادريس وعيسى وموسى وبراхим عليهم السلام ولم ينبت كيف منا زلم غيراً ثم ذكر ان الله قد وجد آدم عليه السلام في السماء الدنيا وبراхим في السماء السابعة قال فلما مر جبريل ورسول الله صلى الله عليه وسلم بادر يس قال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا ادریس قال ثم مررت بعيسى فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا موسى قال ثم مررت بجبريل فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا جبريل عليه السلام فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا</p>	<p>ابن شہاب نے کہا اُس نے خبر دی مجھ کو یونس نے ابن شہاب سے اُس نے انس بن مالک سے کہا اُس نے کہ ابو ذر بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت شق ہوئی اور میں اُس وقت مکہ میں تھا۔ پھر جبریل نازل ہوا اور اُس نے میرے سینہ کو چیرا اور اُس کو آبیہم سے دھویا پھر سونے کا لگن لایا جو حکمتِ ایمان سے بھرا ہوا تھا پھر اُس کو میرے سینہ میں اونڈیل دیا اور پھر میرے سینہ کو برابر کر دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان پر لے گیا جب ہم پہلے آسمان پر پہنچے جبریل نے محافظ سے کہا کھول پوچھا کون ہے کہا جبریل پوچھا کہ تیرے ساتھ کوئی ہے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا بلائے گئے ہیں کہا ہاں پھر دروازہ کھل گیا جب ہم آسمان پر پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ ایک شخص کی دائیں اور بائیں طرف کچھ دھندلی سی صورتیں ہیں انہیں طرف دیکھ کر ہنستا ہے اور بائیں طرف دیکھ کر روتا ہے اُس نے کہا اے نبی صالح اور فرزند صالح میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہے کہا یہ آدم ہیں اور صورتیں جو ان کے دائیں اور بائیں طرف ہیں ان کی اولاد کی رو میں ہیں۔ اور دائیں طرف والی جنتی اور بائیں طرف والی دوزخی ہیں۔ اس لئے دائیں طرف دیکھ کر ہنستے اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔ پھر جبریل مجھ کو</p>

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ

پھر جب آویگا دوسرا وعدہ

قال هذا ابراهيم - قال ابن شهاب اخبرني ابن حزم
ان ابن عباس اباحه الا انصاري يقول ان قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم شرع عرج بن حنظل
لمستوى اسمع فيه صريحا لا كلام - قال ابن حزم
والن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقرض الله على امتي خمسين صلوة قال فوجعت بذلك
حتى مر عيسى عليه السلام فقال موسى ما ذا فرض ربك
عليك قلت فرض علي خمسين صلوة قال لموسى
فراجع ربك فانك لا تطيق ذلك قال فاجعت
ربي فوضع شطرها قال فراجع الى موسى عليه السلام
فاخبرته قال راجع ربك فانك لا تطيق ذلك
قال فراجع ربي فقال هي خمس هي خمس لا يبدل
القول لذي قال فوجعت الى موسى فقال راجع ربك
فقلت قد استخفيت مني قال ثم انطلق في جبريل
حتى ناتي سدرة المنتهى فغشيها اللان لا ادرى
ما هي قال ثم دخلت الجنة فاذا فيها جنان
اللولؤ واذا تلبها المسك -

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۳) *

اور اس آسمان پر لے گیا۔ اور حافظ سے کہا
کھول اس حافظ نے بھی وہی کہا جو آسمان
کے محافظ نے کہا تھا پھر دروازہ کھل گیا۔
اس بن مالک کہتے ہیں کہ ابو ذر نے یہ تو بیان
کیا کہ رسول خدا نے آسمانوں میں آدم - ادریس
عیسیٰ - موسیٰ اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا
مگر ان کے مقامات کی تعیین نہیں کی۔ سو
اس کے کہ آدم کو پہلے آسمان پر اور ابراہیم کو
چھٹے آسمان پر پایا۔ راوی کہتا ہے کہ جب رسول
خدا اور جبریل اور ادریس کے پاس پہنچے ادریس
نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور برادر صالح میں نے
پوچھا یہ کون ہے کہا یہ ادریس ہیں۔ پھر میں
موسیٰ کے پاس پہنچا۔ موسیٰ نے کہا مرحبا
اے نبی صالح اور برادر صالح میں نے پوچھا یہ کون
ہے کہا یہ موسیٰ ہیں پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے

پاس پہنچا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور برادر صالح میں نے پوچھا یہ کون ہے
کہا یہ مریم کے بیٹے عیسیٰ ہیں۔ پھر میں ابراہیم کے پاس پہنچا ابراہیم علیہ السلام نے کہا
مرحبا اے نبی صالح اور فرزند صالح میں نے پوچھا یہ کون ہے کہا یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں کہا
ابن شہاب نے اور خبر دی مجھ کو ابن حزم نے کہ ابن عباس اور ابو جندبہ الانصاری کہتے تھے
کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ پھر جبریل مجھ کو ایسی جگہ لے گیا جہاں میں قوموں کے چلنے کی آواز
سنتا تھا۔ کہا ابن حزم اور انس بن مالک نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ خدا نے میری امت پر
پچاس نمازیں فرض کیں۔ پھر میں اٹھا پھرا اور موسیٰ کے پاس آیا۔ موسیٰ نے پوچھا کہ خدا
نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا میں نے کہا اُن پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں موسیٰ نے
مجھ سے کہا پھر خدا سے کہئے کیونکہ آپ کی امت ہرگز اس کا تحمل نہیں کر سکیگی میں نے پھر کہا
خدا نے ایک حصہ اس میں سے معاف کر دیا۔ پھر میں موسیٰ کے پاس آیا اور اُن کو خبر دی
کہا خدا سے پھر کہئے آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ میں نے پھر کہا۔ خدا نے

لَيْسُوا أَزْوَاجٌ مُّكْرَمُونَ

تاکہ بگاڑے تمہارے منہ

فرمایا کہ پانچ نمازیں فرض ہیں اور یہی پچاس کے برابر ہیں میرا قول نہیں بدلتا۔ میں پھر مومن کے پاس آیا کہا خدا سے پھر کہتے ہیں کہ مجھ کو خدا سے شرم آتی ہے پھر جبریل مجھ کو لکھ چلا تاکہ سدرۃ المنتہی کے پاس جائیں۔ سدرہ پر کچھ رنگ چھائے ہوئے تھے جن کی حقیقت میں نہیں جانتا۔ پھر میں جنت میں گیا اس میں موتی کے تھے اور اس کی مٹی مشک تھی۔ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن منشد نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے محمد

بن ابو عدی نے سعید سے اس نے قتادہ سے اس نے انس بن مالک سے شاید راوی نے کہا اس نے مالک بن صعصعہ سے جو اسی کی قوم کا ایک شخص ہے کہا اس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کعبہ کے قریب کچھ سو تاکچہ چاکتا تھا کہ میں نے سنا کوئی کہتا ہے نین میں کا ایک جو دو کے درمیان ہے پھر میرے پاس آیا اور مجھے لے چلا پھر سونے کا لگن جس میں بزمزم بھرا تھا لایا گیا اور میرا سینہ یہاں سے یہاں تک کھولا گیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا اس سے کیا مراد ہے کہا شکم کے زیرین حصہ تک پھر پیرا دل نکال کر آب زمزم سے دھویا گیا اور اسی جگہ رکھ دیا گیا پھر ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا پھر ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا جس کو براق کہتے ہیں گدھے سے بڑا فخر سے چھوٹا انتہائی نظر تک قدم مارتا تھا میں ابن سوار کیا گیا پھر ہم چلے اور آسمان دنیا پر پہنچے جبریل نے دروازہ کھولا انا چاہا اس سے پوچھا گیا کہ کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا لائے

حدیثنا محمد بن المنذر قال حدثنا محمد بن ابی عدی عن سعید عن قتادہ عن انس بن مالک لعلہ قال عن مالک بن صعصعہ رجل من قومہ قال قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا عند البیت بین النشار و البیظان اذ سمعت زاریہ یقول احد الثلاثة بین الرجلین فایتت فانطلق بی فایتت بطست من حطب فیہا من ماء زمزم فخرم صدری الی کذا وکذا قال قتادہ فقلت للذی معی ما یعنی قال الی اسفل بیضہ فاستخرج قلبی فغسل بآء زمزم ثم شامعید مکان ثم حتی امانا وحکمت ثم ایتت بدابة ابیض فقال للبراق فورا لخرج اوردون البقل یقع خطوب عند اقصى طرفه فخلعت علیہ ثم انطلقنا حتی اتینا الساعاء الدنیا فاستفتح جبریل علیہ السلام فقبل من هذا قال جبریل قبل ومن معک قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبل وقد بعث الیہ قال نعم قال ففتح لنا وقال مرحبا ولنعم المحجاء جاء قال فایتنا علی ادم علیہ السلام وساق الحدیث بنصہ و ذکر انہ لقی فی الساعاء الثانیہ عیسیٰ و عیسیٰ علیہا السلام و فی الثالثہ یوسف علیہ السلام و فی الرابعہ ادریس علیہ السلام و فی الخامسة هارون علیہ السلام قال ثم انطلقنا حتی تنہبنا الی السماء البادسة فایتت علی موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فسلمت علیہ فقال مرحبا بالاحقر الصالح والنیر الصالح فلما جاؤا مرتبہ یکی فتودی یا بیک قال رب هذا غلام بعثتہ بعدی یدخل من امتی الختہ اکثر مما یدخل من امتی قال ثم انطلقنا حتی انتہبنا الی السماء السابعة فایتت علی ابراہیم علیہ السلام و قال فی الحدیث وحدث نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَلْيَذْكُرُوا الْمَسْجِدَ

اور تاکہ گھس پڑیں مسجد میں

انہ راوی ربیعۃ انہا ریحیج من اصلھا ظہران ظاہران
و ظہران باطنان فقلت یا جبریل ما ہذا الا تھاد
قال ما التھران الباطنان فہران فی الجنة و اما
الظاہران فاللیل والفرات تفسر فم لی البیت
المعوی فقلت یا جبریل ما ہذا قال ہذا البیت المعوی
یدخل کل یوم سبعون الف ملک اذا خرجوا منہ
لم یعود والیہ اخر ما علیہم ثلثت بانائیل احدھا
خسروا لاخرین فعضا علی فاختار اللہین فقیل اصبت
اصاب اللہ بک امتاک علی الفطرۃ ثم فرضت علی
کل یوم خمسین صلوۃ ثم ذکر قصتها الی اخر الخ
(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴) *

گئے ہیں۔ کہاں پھر سارے لئے دروازہ کھل
گیا اور کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا۔ پھر ہم آدم علیہ السلام
کے پاس پہنچے پھر راوی نے تمام قصہ بیان کیا
اور یہ ذکر کیا کہ دوسرے آسمان پر عیسے اور یحییٰ
علیہم السلام سے اور تیسرے آسمان پر یوسف
علیہ السلام سے اور پانچویں پر ہارون علیہ السلام
سے ملے پھر فرمایا کہ ہم چلے اور چھٹے آسمان پر
پہنچے۔ پھر یسٰیٰ موسے علیہ السلام سے ملا اور
اُن کو سلام کیا کہا مرحبا ملے برادر صالح اور نبی

صالح جب یسٰیٰ آگے بڑھا تو موسے علیہ السلام رونے لگے کہ کیوں روتے ہو کہا اے
یہ لڑکا جس کو تو نے میرے بعد نبوت دی ہے۔ اس کی امت کے لوگ میری امت اہل
سے زیادہ جنت میں جائیں گے۔ پھر ہم چلے اور ساتویں آسمان پر پہنچے اور یسٰیٰ ابراہیم علیہ السلام
سے ملا۔ پھر راوی نے حدیث میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ
چار نہریں دیکھیں جو اس کی جڑ سے نکلتی ہیں دو نہریں ظاہر اور دو پوشیدہ ہیں نے جبریل
سے پوچھا کہ یہ کیا نہریں ہیں۔ کہا پوشیدہ نہریں تو جنت میں جاتی ہیں اور دو ظاہر نیل اور
فرات ہیں۔ پھر بیت المعمور مجھ سے نزدیک ہوا میں نے پوچھا کہ اے جبریل یہ کیا ہے۔
کہا یہ بیت المعمور ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے آتے ہیں اور جب جاتے ہیں تو دوبارہ
کبھی نہیں آتے پھر دو پیالہ پیش کئے گئے ایک شراب کا اور ایک دودھ کا۔ میں نے دودھ
کو پسند کیا مجھ سے کہا گیا کہ آپ نے فطرۃ کو حاصل کیا خدا آپ کی امت کو بھی یہی نصیب
کرے۔ پھر مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر راوی نے تمام قصہ آخر حدیث
تک بیان کیا *

حدیث بیان کی ہم سے محمد بن مشن نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے معا
حدثنا محمد بن المشن قال حدثنا معاذ بن هشام
قال حدثنی ابی عقیقۃ قال حدثنا انس بن مالک
عن ابیہ عن معمر بن زید عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال فذا کوخوۃ و زاد فیہ تا بیت بطست من ذہب
مستطیل حکمۃ وایما تافق من النحر الی سراقۃ الی بن

بن ہشام نے کہا اُس نے حدیث بیان کی
مجھ سے میرے باپ نے قتادہ سے کہا
اُس نے حدیث بیان کی ہم سے انس بن مالک نے
مالک بن سہیم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کَمَا دَخَلُوا أَوَّلَ مَرَّةٍ

جیسے کہ گھسٹے تھے اُس میں پہلی دفعہ

فصل باء زمزم شد ملئی حکمتہ وایمانا۔

فرمایا پھر راوی نے اُسی کی مانند بیان کیا اور

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴) *

زیادہ کیا اس میں یہ بیان کہ سونے کا گنج حکمت

وایمان سے بھرا ہوا لایا گیا۔ پھر گلے سے پیٹ کی نرم جگہ تک چیرا گیا پھر آب زمزم سے

دھویا گیا پھر ایک حکمت وایمان سے بھر دیا گیا *

حدیث کی مجھ سے محمد بن شمس اور ابن بشار نے کہا ابن شمس نے حدیث بیان

کی ہم سے محمد بن جعفر نے کہا اُس نے حدیث

بیان کی ہم سے شعبہ نے قتادہ سے کہا اُس

نے سنا میں نے ابوالعالیہ سے کہتے ہیں وہ کہ

حدیث بیان کی مجھ سے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کے چچا کے بیٹے یعنی ابن عباس نے کہا

انہوں نے ذکر کیا رسول اللہ نے وقت معراج

کا اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام لمبے قد کے ہیں گویا کہ وہ قبیلہ شموۃ میں سے ہیں اور کہا کہ عیسیٰ

علیہ السلام گھونگر بالے بال والے اور میانہ قد کے ہیں۔ اور دوزخ کے محافظ مالک اور دجال

کا بھی ذکر کیا (مگر واضح ہو کہ دجال کے قصہ کی اس حدیث میں کچھ تفصیل نہیں ہے) *

حدیث بیان کی ہم سے عبد بن حمید نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے یونس

بن محمد نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم

سے شیبان بن عبد الرحمن نے قتادہ سے

اُس نے ابوالعالیہ سے کہا اُس نے حدیث

بیان کی ہم سے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے چچا کے بیٹے ابن عباس نے کہا انہوں

نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں معراج کی رات

موسیٰ بن عمران کے پاس پہنچا۔ وہ دراز قامت

گھونگر بالے بالوں والے ہیں گویا کہ وہ قبیلہ شموۃ

میں سے ہیں اور میں نے مریم کے بیٹے عیسیٰ

علیہ السلام کو میانہ بدن مائل سرخ و سپیدی لمبے بالوں والا دیکھا اور رسول خدا نے دوزخ کے

مالک اور دجال کو بھی دیکھا اُن نشانیوں میں جو خدا نے دکھائیں۔ تم اس کے دیکھنے میں کچھ

حدثني محمد بن المنصور قال قال ابن المنصور حدثنا

محمد بن جعفر قال حدثنا شعبه عن قتادة قال سمعت

ابا العالين يقول حدثني ابن عم نبينا صلى الله عليه وسلم

يعني ابن عباس قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم

حين اسرى به فقال مولى دم طلال كانه من جبال

شقوق وقال عيسى جعد مريوم وذكر ما لكان خازن جحيم

ذكر الدجال - (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴) *

حدثنا عبد بن حميد قال حدثنا يونس بن محمد قال

حدثنا شيبان بن عبد الرحمن عن قتادة عن ابوالعالية قال

حدثنا ابن عم نبينا صلى الله عليه وسلم ابن عباس قال قال

رسول الله صلى الله عليه وسلم من ليلى اسرى بي

على موسى بن عمران رجلا دم طوال جعد كانه من جبال

شقوق ومريت عيسى بن مريوم خازن الجحيم الى الحمرة

والبياض سبط المراسد وما لكان خازن الدجال

في ايات اراهني الله اياه فلا تكن في مريه من نقائه قال

كان قتادة يفسر هاهنا النبي صلى الله عليه وسلم قد لقي

مولى عليه السلام - (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴) *

وَلْيَكُنْ لِلرَّحْمَنِ حَقٌّ

اور برباد کر دیں جس کی غالب ہو ہر طرح کا بڑا کر دینا ④

شک نہ لائے۔ قتادہ اس کی تفسیر میں کہتے تھے کہ رسول اللہ نے مونے علیہ السلام کو دیکھا ۛ
حدیث بیان کی ہم سے محمد بن رمح نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے لیث

حدیثنا محمد بن رمح قال حدثنا الليث عن ابی الزبیر
عن جابر بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عرض
علی لا نبیاء فاذا منی ضرب من الرجال کانه من
رجال شقوة ورايت عیسی بن مریم فاذا اقرب
منی ایت یہ شبہا عیسی بن مسعود ورايت ابراہیم
فاذا اقرب منی ایت یہ شبہا صاحبکد یعنی نفسہ
ورايت جبریل علیہ السلام فاذا اقرب منی ایت
یہ شبہا حیة وثی ایت ابن رمح دحیة بن
خلیفة۔ (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۵) ۛ

پس جن کو میں نے دیکھا تمہارے آقا سے ملتے جلتے ہیں۔ اور اس سے خود اپنی ذات
مراولی۔ اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ان میں سے جن کو میں نے دیکھا حیہ
کے مشابہ ہیں اور ابن رمح کی روایت میں ہے دحیہ بن خلیفہ ۛ

حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن رافع اور عبد بن حمید نے اور دونوں کے لفظ تیزب
حدیثی محمد بن رافع وعبد بن حمید وتقاربا فی اللفظ
قال ابن رافع حدثنا قال عبد بن حمید حدثنا عبد الرزاق قال
حدثنا معمر بن الزہری قال أخبرنی سعید بن المسیب عن
ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بی لقیتم موسیٰ علیہ السلام فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فاذا رجل حبشۃ قال مضطرب جلالا کما تدرج النجوم
شنوءہ قال ولقیتم عیسیٰ فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فاذا رجلا حمرکا نماخرج منی یاس یعنی حاما قال ولقیتم
ابراہیم علیہ السلام وانا شبہہ ولدہ بہ قال فانیت
بانا نین وانا کما لکن فی الاخر فخر فقیل لی خذ لہما
شمت فاحذت اللہن فشریة فقال ھدیت الفطرة
اواصبت الفطرة اما انک لو اخذت الخمر غوت
امتک۔ (صحیح مسلم جلد صفحہ ۹۵) ۛ

میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا پھر آنحضرت نے اُن کا علیہ بیان کیا کہ وہ میانہ قد منخ و زکائی

عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ

قرب ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے

گو یا ابھی حرام سے نہ کر سکے ہیں اور فرمایا کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں اُن کا ہشکل فرزند ہوں پھر فرمایا کہ میرے آگے دو پیالے پیش کئے گئے ایک میں دودھا و ایک میں شراب تھی اور مجھ سے کہا گیا کہ ان میں سے جس کو چاہئے لیجئے میں نے دودھ کو لیکر پی لیا کہا کہ آپ فطرت پر ہدایت کئے گئے یا آپ نے فطرت کو پسند کیا اگر آپ شراب کو لینے تو آپ کی امت بہک جاتی دہن جو ایک قدرتی چیز ہے اُس سے مراد فطرت لی ہے اور خمر جو مصنوعی چیز ہے دُنیا کی اُس سے خواہت مراد لی ہے) ۛ

حدیث بیان کی ہم سے ابو بکر بن شیبہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ابو اسحاق

حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ قال حدثنا ابو اسامة قال

حدثنا مالك بن مغول وحدثنا بن نمير وذهير بن حرب

جميعا عن عبد الله بن نمير والفاظهم متقاربة قال ابن

نمير حدثنا ابی قال حدثنا مالك بن مغول عن الزبير بن

عدی عن طلحة بن مضمر عن مرقع عن عبد الله قال لما سئل

برسول الله صلى الله عليه وسلم انتی به الی سدره

المختبی وھی فالسما عا لاسا دة الیہا ینتہی ما یعرج به

من الا رض فیقبض منها والیہا ینتہی ما یهبط به من

فوقہا فیقبض منها قال اذ یغشی السدر ثم ما یغشی قال

فلاش من هب قال فاعطی رسول الله صلى الله عليه

ثلثة ثا اعطی الصلوة الخمس اعطی خلد سقر البقر

وغفرلن لحدیثك بالله من امة شیا المغمات

(صمیم مسلج لاول صفحہ ۹۷) ۛ

زمین سے اوپر جاتی ہے یہیں تک جا کر گرگ جاتی ہے۔ اور جو چیز اس کے اوپر سے آتی ہے

وہ بھی یہیں آ کر گرگ جاتی ہے۔ خدا فرماتا ہے جب چھا جائے سدرہ پر جو چھا جائے۔ راوی

کہتا ہے کہ اس سے مراد سونے کے پردے ہیں۔ پھر کہا کہ رسول اللہ کو تین چیزیں عطا

ہوئیں۔ پانچ نمازیں اور سورہ بقرہ کی آخر آیتیں اور اُن کی امت میں سے جس نے خدا کے

ساتھ شرک نہیں کیا اُس کے گناہ کیسے معاف کر دئے ۛ

حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ بن سعید نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے لیث

حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا ليث عن عقیل

عن الزهري عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن جابر بن

عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لما

ابو سلمة بن عبد الرحمن سے اُس نے جابر بن

وَالْإِنْعَادُ عُدَّةٌ نَا

كذبتني قريش قت في الحجر فحج الله البيت المقدس
فطفقت اخبرهم عن اياته وانا انظر اليه -

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۶) +

حدثني زهير بن حرب قال حدثنا حميد بن المثنى

قال جد شاعدا لعزير وهو ابن ابي سلمة عن عبد الله بن الفضل عن ابي سلمة بن عبد الرحمن عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد رايتني في النجى و قرئ لي تسالوني عن مسألي فساألني عن أشياء من بيت المقدس لما شئت ما فكرت كربة ما كريت مثله قط قال ورفضه الله لي انظر اليه ما يباليوني عن شيء الا انباثهم به وقد رايتني في جماعة من الانبياء فاذا منى عليه اسلامه فاشهد يصلي فاذا رجع ضرب جعدا كما من رجال شتوة واذا عيلى بن مرية عليه السلام قائم يصلي اقرب الناس به شيا عذرة بن مسعود التفتي واذا ابراهيم عليه السلام قائم يصلي شدة الناس حاكمه يترفعه صلى الله عليه وسلم فحان الصلوة قائمهم فلما فرغت من الصلوة قال قائل يا محمد هذا مالك صاحب النار فسلم عليه فالتفت اليه فبأق بالسلام (صحيح ٩٦ صحيح مسلم جلد اول) *

اور اگر تم پھر کرو گے تو ہم بھی پھر کریں گے

عبداللہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو قریش نے جھٹلایا میں حجر میں کھڑا ہوا خدا نے بیت المقدس کو میرے بیٹا بنا لیا اور اُس کی طرف دیکھتا جانا تھا۔
نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے حجین بن مثنیٰ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے عبدالعزیز نے اور وہ ابوسلمہ کے بیٹے ہیں۔ عبداللہ بن فضل سے اُس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے اُس نے ابو ہریرہ سے کہا اُنہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے تئیں حجر میں دیکھا اور قریش مجھ سے بیت المقدس تک میرے جانے کا حال پوچھتے تھے۔ اُنہوں نے بیت المقدس کی ایسی باتیں مجھ سے پوچھیں جو مجھ کو یاد نہیں تھیں۔ میں اس قدر گھبرایا کہ کبھی ایسا نہیں گھبرایا تھا۔ آنحضرت فرماتے ہیں کہ خدا نے بیت المقدس کو مجھ سے قریب کر دیا میں اُس کی طرف دیکھتا تھا اور قریش مجھ سے جو پوچھتے

تھے میں اُن کو بتاتا تھا۔ اور میں نے انبیاء کی جماعت میں اپنے آپ کو دیکھا میں نے دیکھا کہ
مولے علیہ السلام کھڑے نماز پڑھتے ہیں اور اُن کا بدن دُبلّا اور بال گھونگڑا لے تھے گویا کہ وہ
قبیلہ ثنؤہ میں سے ہیں اور میں نے دیکھا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھتے ہیں اور
وہ سب آدمیوں میں عروہ بن مسعود ثقفی سے زیادہ مشابہ ہیں۔ اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو
دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھتے ہیں اور وہ سب آدمیوں سے تمہارے آقا سے زیادہ مشابہ ہیں۔
اس سے حضرت نے اپنی ذات مبارک مراد لی پھر نماز کا وقت آیا اور میں نے امامت کی جب نماز
سے فارغ ہوا ایک نے کہا اے محمد یہ مالک ہے دوزخ کا محافظ اس کو سلام کیجئے۔ میں اُس کی
طرف متوجہ ہوا اور اس نے پہلے سلام کیا۔

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ

اور ہم نے کیا ہے دوزخ کو

احادیث ترمذی

حدیث بیان کی ہم سے یعقوب بن ابراہیم دوزخ کے بارے میں حدیث بیان کی

ہم سے ابو تیمہ نے زبیر بن جنادہ سے اُس نے
ابن بریدہ سے اُس نے اپنے باپ سے
کہا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جب ہم بیت المقدس پہنچے
جبریل نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور
اُس سے پتھر کو شق کیا اور براق کو اس سے

حد ثنا یعقوب بن ابراہیم عن ابي عبد الله وسأقي حدثنا
ابو قبيصة عن الزبير بن جنادة عن ابن سيرين
عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لما انتهينا الى بيت المقدس قال
جبريل با صبعه فخرق به الحجر وشد
به البراق -

(ترمذی صفحہ ۵۱۴) *

باندھ دیا *

حدیث بیان کی ہم سے اسحاق بن منصور نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے

عبدالرزاق نے کہا اُس نے حدیث بیان
کی ہم سے معمر نے قنادہ سے اُس نے انس
سے کہ رسول خدا کے پاس معراج کی شب
براق زمین اور نگام سے آراستہ آیا اور اُس
نے حضرت کو دیکھ کر شوخی کی۔ جبریل نے اُس سے

حد ثنا اسحاق بن منصور حدثنا عبد الرزاق
حدثنا معمر عن قنادة عن انس بن مالك
وسلم قال بالبراق ليلة اُسر به لمحمد صلى الله عليه
عليه فقال له جبريل يا محمد تفعل هذا فاضا بك احدا لكم
على الله منه قال فارتفع عرقا -

(ترمذی صفحہ ۳۱۵) *

کہا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کرتا ہے کوئی شخص جو خدا کے نزدیک اُن سے زیادہ
مقبول ہو تو پتھر پر سوار نہیں ہوا اُس نے براق نہامت سے پسینہ پسینہ ہو گیا *

حدیث بیان کی ہم سے محمود بن غیلان نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے

عبدالرزاق نے حدیث بیان کی ہم سے معمر
نے زہری سے کہا اُس نے خبر دی مجھ کو سعید
بن مسیب نے ابو ہریرہ سے کہا اُنہوں نے
کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی شب
موسے علیہ السلام کو دیکھا پھر اُن کی تعریف کی کہ
وہ - راوی کہتا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ فرمایا
بدن سے دیکھتے تھے اور اُن کے سر کے بال

حد ثنا محمود بن غيلان حدثنا عبد الرزاق حدثنا
معمر بن الزهري قال اخبرني سعيد بن المسيب عن ابي
هريرة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم حين اُسر
بي لغيت من سق قال فنفثه فاذا رجل قال حسبته قال
مضطرب الرجل لراسه من جبال شهباء قال و
لغيت عيسى قال فنفثه قال ربه احمركا نه خرج من
دياس يعني الحام ايت ابراهيم قال وانا شبه ولد
به قال واثبت يا نائم احدهم ابن واهل خفيه خمر
فقتل في خداهما شئ من فاعذرت الاله فثبت

لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ⑧

کافروں کے لئے قید خانہ ⑧

فَقِيلَ لِمَذِيذٍ لِّلْفَطْرِ اَوَاصْبِتَ الْفَطْرَةَ اَمَا اَنْتَ
لَوَاخِذَاتِ الْحَمْرِ لَعْنَتُ اُمَّتِكَ - (ترمذی صفحہ ۵۱۳) *
ہیں۔ اور فرمایا کہ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا
کہا راوی نے کہ پھر آنحضرت نے اُن کا حلیہ بیان کیا اور فرمایا کہ وہ میاں قدسُرخ رنگ تھے
گویا ابھی حمام سے نکلے ہیں اور میں نے ابراہیم کو دیکھا اور فرمایا کہ میں اُن کا فرزند ہم شکل
ہوں۔ پھر فرمایا کہ میرے سامنے دو پیالے پیش ہوئے ایک میں دودھ تھا اور ایک
میں شراب۔ مجھ سے کہا گیا کہ آپ ان میں سے جس کو چاہیں لے لیں۔ میں نے دودھ
لیکر پی لیا مجھ سے کہا گیا کہ آپ فطرۃ پر ہدایت کئے گئے یا فطرۃ پر کامیاب ہوئے اگر
شراب لیتے تو آپ کی اُمت بربک جاتی *
حدیث بیان کی ہم سے ابن ابی عمر نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے سفیان

حدیث ابن ابی عمر حدیثا سفیان عن مالک بن مغول
عن طلح بن مصرف عن مرة عن ابن مسعود قال لما
بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم سدرۃ المنتهى
قال انتمى اليها ما يعرج من الارض وما ينزل من فوق
فاعطاه الله عند ما تلا ثلثا لم يعط من نبي كان قبله
فرضت عليه الصلوة خمساً واعطى خواتيم سوقها البقر
وغنمها مئة الف خنقا ما لم يشركوا بالله شيئا قال ابن
مسعود اذ يغشى السدرۃ ما يغشى قال السدرۃ قال السلام
السادة قال سفیان فرأى من ذهب واثار سفیان
بيده فاعدها وقال غير مالک بن مغول اليها ينتهى
علم الخلق لا علم لهم بما فوق ذلك *
(ترمذی صفحہ ۵۲۲) -

میں سے خدا کے ساتھ شرک نہیں کیا اس کے گناہ کبیرہ معاف کر دئے۔ ابن مسعود اس آیت
کی تفسیر میں کہ جب چھا جائے سدرہ پر جو چھا جائے۔ کہتے ہیں کہ سدرہ چھٹے آسمان پر ہے
سفیان کہتے ہیں سونے کے پتنگے تھے جو سدرہ پر چھائے ہوئے تھے۔ اور سفیان نے
ہاتھ سے اشارہ کیا اور اُس کو بلایا اور مالک بن مغول کے سوا اور راوی کہتا ہے کہ سدرہ
پر تمام دنیا کا علم منتہی ہوتا ہے۔ اُس سے اوپر کسی کو علم نہیں *
حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے لیش نے

حدیثا قتیبہ حدیثا اللیث عن عقیل عن الزہری
عقیل سے اُس نے زہری سے اُس نے

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ

مِثْكَ يَٰ قُرْآنَ

عن ابي سلمة عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لما اذن بتيقن في وقت في الحجر فحلى الله لي بيت المقدس فطفقت اخبر عن آياته وانا انظر اليه -
(ترمذی صفحہ ۵۱۴) *

ابوسلمہ سے اُس نے جابر بن عبد اللہ سے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جب قریش وقت جھٹلایا میں حجر میں کھڑا ہوا اور خدا نے بیت المقدس کو میری نظر میں جلوہ گر کر دیا

میں اُس کی نشانیاں اُن کو بتاتا تھا اور اُس کی طرف دیکھتا جاتا تھا *

احادیث نسائی

خبر دی ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن سعید
اخبرنا یعقوب بن ابراہیم حدیثنا یحییٰ بن سعید
حدیثنا ہشام الد ستوائی حدیثنا قاتلہ عن انس بن
مالک عن مالک بن صعصعہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال بنا انا عند البیت بین النبیین یقظان اذا
قیل احد الثلاثة بین الرجلین فایت بطست من
ذهب ملا من حکمتہ وایمانا نشق من الفجر الی مراق
البطن فقتل القلب بماء زمزم ثم ملئ حکمتہ وایمانا
ثم ایت بدایتہ دون البغل وقوف الحرام ثم انطلقت
مع جبریل علیہ السلام فایتنا السماء الدنیا فقیل من
قال جبریل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد ارسل اللہ
مرجباہ ونعم المحدثی فایت علی آدم علیہ السلام
فلمت علیہ قال مرجباک من ابن وبنی ثم ایتنا
السماء الثانیة فقیل من هذا قال جبریل قیل ومن معک
قال محمد مثل ذلك فایت علی یحییٰ وعیسیٰ فلمت علیہما
فقال مرجباک من اخ وبنی ثم ایتنا السماء الثالثہ
قیل من هذا قال جبریل قیل ومن معک قال محمد فقتل
ذلك فایت علی یوسف علیہ السلام فلمت علیہ
قال مرجباک من اخ وبنی ثم ایتنا السماء الرابعہ
فقتل ذلك فایت علی ادريس علیہ السلام فلمت
علیہ قال مرجباک من اخ وبنی ثم ایتنا الی السماء
الخامسة فقتل ذلك فایت علی ہارون علیہ السلام
فلمت علیہ قال مرجباک من اخ وبنی ثم ایتنا

خبر دی ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ
بن سعید نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم
ہشام دستوائی نے کہا اُس نے حدیث بیان
کی ہم۔ قتادہ نے انس بن مالک سے
انہوں نے مالک بن صعصعہ سے کہ رسول خدا
نے فرمایا کہ میں کعبہ کے قریب کچھ سونا کچھ چاگنا
تھا کہ ایک فرشتہ آیا جو تین میں کا ایک او
دو کے درمیان تھا۔ پھر سونے کا لگن لایا گیا
جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اور میرا
بیسینہ پیٹ کی نرم جگہ تک چیرا گیا پھر میرا دل
آب زمزم سے دھویا گیا اور حکمت و ایمان
سے بھرا گیا پھر ایک جانور لایا گیا جو خر سے
چھوٹا گدھے سے بڑا تھا۔ پھر میں جبریل
علیہ السلام کے ساتھ چلا اور پہلے آسمان پر
پہنچا۔ پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیر
ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
پوچھا کیا بلائے گئے ہیں۔ مرجبا کیا خوب آنا
ہوا پھر میں آدم کے پاس پہنچا میں نے اُن کو
سلام کیا کہا مرجبا لے فرزند اور بنی پھر ہم دوسرے

يَهْدِي لِيَتِي هِيَ اَقْوَمُ

ہدایت کرتا ہے اُس کی کوہی سیدھی ہے

السلامة السادسة فمثل ذلك ثمانية على موسى
عزبه السلام فسلمت عليقال مرحبا بك من اخ ونبى
فلما جاوزته بكى قيل ما يبكيك قال يا رب هذا الغلام
الذى بعثته بعدى يدخل من اُمتة الجنة الكثر فمثل
سبايدخل من اُمتي ثمانية السماء السابعة فمثل ذلك
فانبتت على ابراهيم عليه السلام فسلمت عليه قال مرحبا
بك من ابن ونبى ثم رفع الى البيت المعمور فالت
جبريل فقال هذا البيت المعمور يصلى فيه كل يوم سبعون
الف ملك فاذا خرجوا منه لم يعودوا فيه اخر ما عليهم
شغرت الى سدق المنتهى فاذا اتىها مثل قلاذهر اذا
وقتها مثل اذنا الفيلة واذا فى اصلها اربعة انهار
نهران باطنان فهران ظاهران فالت جبريل فقال
اما الباطنان فالحجوة واما الظاهران فالفرات و
النيل ثم فرضت على خمسون صلوة فانبتت على موسى
فقال ما صنعت قلت فرضت على خمسون صلوة قال
افى اعلم بالناس منك انى عاجت بقى اسرائيل اشد
المعاجة وان اُمتك لن يطيقوا ذلك فارجم الى ربك
فاساله ان يخفف عنك فوجعت الى ربى فسالته ان
يخفف عني فجعلها اربعين ثم رجعت الى موسى عليه السلام
فقال ما صنعت قلت جعلها اربعين فقال لى مثل ما لانه
الاولى فوجعت الى ربى عز وجل فجعلها ثلثين فانبتت
على موسى عليه السلام فاخبرته فقال لى مثل ما لانه
الاولى فوجعت الى ربى فجعلها عشرين ثم رجعت
خمسة فانبتت على موسى عليه السلام فقال لى مثل
مقالته الاولى فقلت انى استخيت من ربى عز وجل
ان ارجع اليه فتودى ان قد امضيت فريضتى و
تخفت عن عبادى واجزى بالحسنة عشر امثالها

(تسائی صفحہ ۵۲ و ۵۳)

آسمان پر پہنچے پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل
کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ
وسلم ہیں یہاں بھی ویسی ہی باتیں ہوئیں -
پھر میں تیجئے اور عیسیٰ کے پاس پہنچا۔ اور
میں نے اُن کو سلام کیا۔ دونوں نے کہا مرحبا
اے بھائی اور نبی پھر ہم تیسرے آسمان پر پہنچے۔
پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے
ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
اور یہاں بھی ویسے ہی باتیں ہوئیں پھر میں
یوسف کے پاس پہنچا۔ میں نے اُن کو سلام
کیا۔ کہا مرحبا اے بھائی اور نبی پھر ہم جو تھے
آسمان پر پہنچے اور وہاں بھی ویسی ہی باتیں
ہوئیں۔ پھر میں اور یس کے پاس پہنچا میں نے
اُن کو سلام کیا کہا مرحبا اے بھائی اور نبی۔
پھر ہم پانچویں آسمان پر پہنچے وہاں بھی لسی
ہی باتیں ہوئیں پھر میں ہارون کے پاس
پہنچا۔ میں نے اُن کو سلام کیا کہا مرحبا اے
بھائی اور نبی پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے اور
ویسی ہی باتیں ہوئیں۔ پھر میں موسیٰ کے
پاس پہنچا۔ میں نے اُن کو سلام کیا کہا مرحبا
اے بھائی اور نبی جب میں وہاں سے آگے
بڑھا تو موسیٰ روئے پوچھا گیا کہ کیوں روئے
ہو۔ کہا اے خدا یہ لڑکا جس کو تو نے میرے

بعد نبی کیا ہے اس کی اُمت کے لوگ میری اُمت والوں سے زیادہ جنت میں جائیں گے۔
پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے اور ویسی ہی باتیں ہوئیں پھر میں ابراہیم کے پاس پہنچا۔
میں نے اُن کو سلام کیا کہا مرحبا اے فرزند اور نبی پھر بیت المعمور مجھ سے نزدیک ہوا۔

وَيَسِّرْهُ لِمُسِيِّرٍ ⑨

اور خوشخبری دیتا ہے ایمان والوں کو ⑨

میں نے جبریل سے پوچھا تو کہا یہ بیت المعمور ہے ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور جب جاتے ہیں پھر کر دوبارہ نہیں آتے۔ پھر سدرہ مجھ سے قریب آگیا اُس کے بیہاجر کے منکوں کی برابر اور پتے مٹھتی کے کانوں کی برابر تھے اُس کی جڑ سے چار نہریں نکلتی تھیں دو ظاہر اور دو باطن میں نے جبریل سے پوچھا تو کہا یہ پوشیدہ نہریں توحشت میں جاتی ہیں اور یہ دو ظاہر نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر میں موٹے علیہ السلام کے پاس آیا۔ موٹے نے پوچھا کہ آپ نے کیا کیا میں نے کہا مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئی ہیں۔ کہا آپ سے زیادہ میں لوگوں کی حالت سے واقف ہوں۔ میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا اور سخت تکلیف اٹھائی۔ آپ کی امت اس فرض کا تحمل نہ کر سکیگی۔ آپ خدا کے پاس پھر جائے۔ اور کمی کی درخواست کیجئے۔ میں پھر خدا کے پاس گیا اور کمی کے لئے التجا کی۔ خدا نے چالیس کا حکم دیا۔ پھر میں موٹے علیہ السلام کے پاس آیا پوچھا کیا کر آئے میں نے کہا چالیس نماز کا حکم دیا ہے۔ موٹے علیہ السلام نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ میں پھر خدا کے پاس گیا۔ تو تیس نماز کا حکم دیا۔ پھر موٹے علیہ السلام کے پاس آیا اور اُن کو خبر دی موٹے نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ میں پھر خدا کے پاس گیا۔ اب کی دفعہ میں نمازوں کا حکم دیا پھر دس کا پھر پانچ کا میں پھر موٹے علیہ السلام کے پاس آیا موٹے علیہ السلام نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ میں نے کہا مجھ کو خدا سے شرم آتی ہے کہ میں پھر اُس کے پاس جاؤں۔ آواز آئی کہ میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں کو آسانی دی اور میں ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب دوں گا۔

خبر دی ہم کو یونس بن عبدالاعلیٰ نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سب نے

وہب نے کہا اس نے خبر دی مجھ کو یونس نے ابن شہاب سے کہا اس بن مالک اور ابن حزم نے کہ رسول خدا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں اُلٹا پھرا اور موٹے علیہ السلام کے پاس آیا موٹے علیہ السلام نے کہا خدا نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا۔ میں نے کہا اُن پر پچاس نمازیں

اخیرنا یونس بن عبدالاعلیٰ حدیثنا ابن وہب قال اخبرنی یونس بن ابن شہاب قال قال انس بن مالک وابن حزم قال سئل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض اللہ عز وجل علی امتی خمسین صلوۃ فرجعت بذلک حتی مر یونس علیہ السلام فقال ما تریریک علی منک قلت فرض علیہم صلوۃ قال لی خمسین فرجعت ربک عز وجل تاذا منک لا تطیق ذلک فرجعت بذی عز وجل فرضم شرطاً فرجعت الی منی تاخیرت فقال لی جم رک ناد امتک لا تطیق ذلک فرجعت بذی عز وجل فقال لی خمسین فرجعت لا یبدل القول لدی فرجعت الی موسی فقال لی راجع

الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالَاتِ

جو کام کرتے ہیں اچھے

وَبَثَّ فَعَلْتُ انِّي اسْتَجِيبُكَ مِنْ رَجِي عَزَّ وَجَلَّ -

فرض کی ہیں۔ موٹے علیہ السلام نے مجھ سے کہا دوبارہ خدا سے کہئے آپ کی امت اس کا

(نسائی صفحہ ۵۳) +

تخل نہ کر سکیگی۔ میں نے دوبارہ خدا سے کہا اور خدا نے ان میں سے ایک حصہ کم کر دیا۔ پھر موٹے علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو خبر دی کہ پھر خدا سے کہئے آپ کی امت میں اس کی طاقت نہیں ہے۔ میں نے خدا سے پھر کہا خدا نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں اور وہی پچاس کی برابر ہیں۔ میرا قول نہیں بدلتا۔ میں پھر موٹے علیہ السلام کے پاس آیا۔ کہا پھر خدا سے کہئے۔ میں نے کہا اب تو مجھے خدا سے شرم آتی ہے +

خبر دی ہم کو عمر بن ہشام نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے مغلہ نے سعید بن

عبد العزیز سے کہا اُس نے حدیث بیان کی

یزید بن ابی ملک نے کہا اُس نے حدیث

بیان کی ہم سے اس بن مالک نے کہ رسول خدا

نے فرمایا میرے لئے ایک جاوڑ لایا گیا جو چرخ سے

چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔ اور اس کا دم

نٹھالے نظر تک پڑتا تھا۔ میں اس پر سوار ہوا

اور میرے ساتھ جبریل تھے۔ پھر میں چلا۔

جبریل نے کہا اترے اور نماز پڑھئے میں نے

نماز پڑھی کہا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے

کہاں نماز پڑھی آپ نے طیبہ (مدینہ) میں نماز

پڑھی۔ اور آپ اسی طرف ہجرت کریں گے۔

پھر کہا اترے اور نماز پڑھئے۔ میں نے نماز

پڑھی کہا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز

پڑھی آپ نے طور سینا جہاں خدا نے موٹے

سے کلام کیا پھر کہا اترے اور نماز پڑھئے میں نے

نماز پڑھی کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں

نماز پڑھی آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی

جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے میں

اخیر ناعی ہشام قال حدثنا محمد بن سعید بن عبد العزیز

حدثنا یزید بن ابی ملک حدثنا اس بن مالک ان سول الله صلعم

قال اتيت بابل فترقوا الحارودون البغل طوها عند منتهى طريقها

فركبت معي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت فقال اندي

ابن صليت صليت بطيبة واليهما المجاثرتم قال انزل فصل

صليت فقال تدرى ابن صليت صليت بطى رسينا

حيث كلم الله موسى عليه السلام ثم قال انزل فصل

فصليت فقال تدرى ابن صليت صليت بيت

الحمد حيث ولد عيسى عليه السلام ثم دخلت الى

بيت المقدس فجمع لى الانبياء عليهم السلام فقد

منى جبريل حتى امتمهم ثم صعد بي الى السماء

الدنيا فاذا فيها ادم عليه السلام ثم صعد بي الى

السماء الثانية فاذا فيها ابراهيم الخليلي ومحيي

عليهما السلام ثم صعد بي الى السماء الثالثة فاذا فيها

يوسف عليه السلام ثم صعد بي الى السماء الرابعة

فاذا فيها هارون عليه السلام ثم صعد بي الى السماء الخامسة

فاذا فيها ادم عليه السلام ثم صعد بي الى السماء السادسة

فاذا فيها ابراهيم عليه السلام ثم صعد بي فوق سبع

سموات فاتيته سدرة المنتهى ففتيتني ضياءة ففتيت

ساجد ففتيت لي اني يوم خلقت السموات والارض

قرضت عليك وعلى متاعى خمسين صلوة فقد بها

اِنَّ كَهْمًا جَزَاءً كَثِيْرًا ⑩

اور بیشک اُن کے لئے ہے ثواب ⑩

انت وامتک فرجعت الی ابراہیم فلم یسأل عن شیئ
ثم اتیت علی موسی فقال کد فوض علیک وعلی
امتک قلت خمین صلوۃ قال فانا کلا لتستطیع
ان تقوم بها انت وکلا امتک فارجم الی ربک فاسأله
التخفیف فرجعت الی ربی فخفف عنی عشل ثم اتیت
الی موسی فارمونی بالرجوع فرجعت فخفف عنی عشل
ثم رمت الی خمس صلوۃ قال فارجم الی ربک فاسأله
التخفیف فانه فوض علی بنی اسرائیل سلوۃین فما قاموا
بها فرجعت الی ربی عز وجل فاسأله التخفیف فقال
انی یوم خلقت السموات والارض فوضت علیک و
علی امتک خمین صلوۃ خمسین ففقدوها
انت وامتک فذرت انہما من الذل عز وجل صری جعت
الی موسی علیہ السلام فقال ارجع فعرفت انہما من الذل
صری بقول حتم فلما رجع - (سنائی صفحہ ۵۳ و ۵۴)

میت المقدس میں داخل ہوا انبیاء علیہ السلام
میرے لئے جمع تھے۔ جبریل نے مجھ کو آگے
بڑھا دیا میں نے امامت کی پھر نبی کو آسمان
اول پر لے گیا میں نے اُس میں آدم علیہ السلام
کو پایا۔ پھر دوسرے آسمان پر لے گیا۔ میں
نے اس میں خالہ زاد بھائی عیسیٰ اور نبی
علیہ السلام دیکھے۔ پھر تیسرے آسمان پر
لے گیا۔ وہاں یوسف علیہ السلام نظر آئے۔
پھر چوتھے آسمان پر لے گیا۔ اس میں ہارون
علیہ السلام تھے۔ پھر پانچویں آسمان پر لے گیا۔
اس میں ادریس علیہ السلام تھے۔ پھر چھٹے
آسمان پر لے گیا۔ اس میں نوح علیہ السلام
دکھائی دئے۔ پھر ساتویں آسمان پر لے گیا میں نے اس میں ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔
پھر مجھ کو ساتوں آسمانوں سے اُدھر لے گیا پھر ہم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ مجھ پر ایک کہ
سی چھا گئی میں سجدے میں گرا آواز آئی کہ میں نے جس روز آسمان زمین کو پیدا کیا تجھ پر
اور تیری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ اب تو اور تیری امت اس کو قائم کریں۔ میں
وہاں سے ابراہیم علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا۔ انہوں نے کوئی سوال مجھ سے نہیں کیا۔
پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا پوچھا کتنی نمازیں آپ پر اور آپ کی امت پر فرض
ہوئیں۔ میں نے کہا پچاس کہنا آپ اس کو ادا کر سکیں گے نہ آپ کی امت۔ خدا کے
پاس پھر جائے اور کمی کی درخواست کیجئے۔ میں پھر خدا کے پاس گیا۔ تو دس نمازیں معاف
کر دیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو مجھ کو پھر جانے کو کہا۔ میں پھر گیا تو خدا نے
دس اور معاف کر دیں۔ پھر پانچ نماز کا حکم لے کر آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے پھر کہا کہ خدا کے
پاس پھر جائے۔ اور کمی کی درخواست کیجئے۔ خدا نے بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض کی تھیں
ان کو بھی ادا نہ کر سکے۔ میں پھر خدا کے پاس گیا اور کمی کی درخواست کی۔ خدا نے فرمایا کہ
میں نے جس روز زمین و آسمان پیدا کئے اسی روز تجھ پر اور تیری امت پر پچاس نماز فرض
کر دی تھیں۔ اور یہ پانچ نمازیں پچاس کے برابر ہیں۔ تو اور تیری امت ہی امت ان لوگوں کو کہیں

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ
اور بیشک جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر

اب میں نے جان لیا کہ یہ خدا کی طرف سے قطعی حکم ہے۔ پھر میں موٹے علیہ السلام کے پاس آیا۔ موٹے علیہ السلام نے کہا پھر جائے۔ میں نے سمجھا کہ یہ خدا کا حکم قطعی ہو چکا اس لئے میں پھر نہیں گیا *

خبر دی ہم کو احمد بن سلیمان نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے بیٹے بن آدم نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے مالک ابن مغول نے اُس نے زبیر بن عدی بن طلحہ بن مضمر عن مرة عن عبد الله قال لما اسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم انتهت به المسدرة المنتهى وهي في السماء السادسة واليهما ينضح ما عرج به من تحتها واليهما ينتهى ما هبط به من فوقها حتى يقبض منها قال اذ يغشى السدرة ما يغشى قال فراش من هب فاعطى ثلثا الصلوة الخمس وخواتم سورة البقره ويقفون مات من امنه لا يشرك بالله شيئا المقدمات - (نسائی صفحہ ۵۴) *

راوی نے کہا کہ اس سے مراد ہیں سونے کے پتنگے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنین چیزیں دی گئیں۔ پانچ نمازیں اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اور ان کی امت میں سے جو شخص خدا کے ساتھ شرک نہ کرے اُس کے کبیرہ گناہ معاف کر گیا *

خبر دی ہم کو سلیمان بن داؤد نے ابن وہب سے کہا اُس نے خبر دی مجھ کو عمرو بن حارث نے کہ عید ربیعہ بن سعید نے خبر دی اُس کو کہ بنانی نے حدیث بیان کی اُس نے انس بن مالک سے کہ نماز مکہ میں فرض ہوئی اور دو فرشتے رسول اللہ کے پاس آئے اور ان کو زمزم کے پاس لے گئے۔ دونوں نے ان کا پیٹ پیرا اور اندر کی چیز (دل) سونے کے لنگن میں نکالی (نسائی صفحہ ۵۴) *

اور اب زمزم سے اُس کو دھویا پھر علم و حکمت اُس کے اندر بھر دیا *

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۱

ہم نے طیار کیا ہے ان کے لئے عذاب کھدینو ۝۱۱

حدیث ابن ماجہ

حدیث بیان کی ہم سے حرم بن یحییٰ مصری نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے
عبد اللہ بن وہب نے کہا اُس نے خبر دی مجھ کو یونس بن یزید نے ابن شہاب سے اُس نے
انس بن مالک سے کہا اُنہوں نے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے میری
اُمت پر سچا پس نمازیں فرض کیں میں اُٹھا
پھر کر مونسے علیہ السلام کے پاس آیا تو مونسے
علیہ السلام نے پوچھا خدا نے آپ کی اُمت
پر کیا فرض کیا میں نے کہا سچا پس نمازیں
کہا خدا کے پاس پھر جائے آپ کی اُمت
اس کی طاقت نہیں رکھتی میں نے دو بارہ
خدا سے کہا اور خدا نے ان میں سے ایک حصہ
صاف کر دیا۔ پھر میں مونسے کے پاس آیا اور اُن کو خبر دی کہ پھر خدا کے پاس جائے۔
آپ کی اُمت میں اس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ میں نے پھر خدا سے کہا خدا
نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں اور یہی سچا پس ہیں۔ میرا قول نہیں بدلتا۔ پھر میں مونسے علیہ
السلام کے پاس آیا۔ مونسے علیہ السلام نے کہا پھر خدا کے پاس جائے۔ میں نے کہا مجھ کو
خدا سے شرم آتی ہے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۲۳۲)

اختلافات جو ان حدیثوں میں ہیں

ان حدیثوں کے طرز بیان میں اور واقعات جو اُن میں بیان ہوئے ہیں اور ان کے
الفاظ و عبارات میں ایسا اختلاف ہے جو اس بات کے یقین کرنے کے لئے کافی دلیل ہے
کہ وہ الفاظ وہ نہیں ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمائے
ہوئے یہ بات مسلم ہے کہ حدیثیں بلفظ یعنی اُنہی الفاظ سے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمائے تھے بیان نہیں ہوتی تھیں بلکہ روایت بالمعنی کا عام رواج تھا یعنی راوی

وَيَدْعُ الْإِنْسَانَ بِالشُّرِّ
دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ

اور دعا مانگتا ہے انسان بُرائی کی جیسے کہ وہ دعا
مانگتا ہے بھلائی کی

حدیث کے مطلب کو اپنے الفاظ میں بیان کرتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ ایک مطلب کی حدیثوں کو
متعدد راویوں نے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے اور اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ ان حدیثوں
کے جو الفاظ ہیں، اخیر راوی کے الفاظ ہیں جس کی روایت حدیثوں کی کتابوں میں لکھی گئی
ہے۔

علاوہ اس کے ان حدیثوں کے مضامین بھی نہایت مختلف ہیں اور راویوں نے اپنی
یاد اور اپنی سمجھ کے موافق ان کو بیان کیا ہے ان سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ حقیقت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بیان کیا تھا اور زبانی نقل و نقل ہوتے ہوئے اخیر راوی
تک کس قدر پہنچی اور کیا کمی یا زیادتی ان میں ہو گئی اور مطلب بھی ان میں ہی باقی رہا جو اصل خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا یا اس میں بھی کچھ تغیر تبدیل ہو گئی ہے۔

اب ہم الفاظ کے اختلافات سے قطع نظر کرتے ہیں اس خیال سے کہ راویوں کے
سبب وہ مختلف ہو گئے ہیں اور صرف اختلافات مضامین کو دکھلاتے ہیں جو مذکورہ بالا حدیثوں
میں پائے جاتے ہیں۔

۱۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ جب معراج شروع ہوئی تو آپ کہاں تھے

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیثوں میں ہے کہ آپ مکہ میں اپنے گھر میں تھے کہ آپ کے
گھر کی چھت پھٹ گئی۔

بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث میں ہے کہ آپ خانہ کعبہ کے
پاس تھے۔

بخاری میں انہی کی دوسری حدیث میں ہے کہ آپ حطیم میں تھے یا حجر میں
تھے۔

بخاری اور مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث میں ہے کہ مسجد کعبہ میں سے آپ کو
مواج ہوئی۔

جس قدر حدیثیں ان کے سوا ہیں ان میں سے کسی میں اس بات کا ذکر نہیں کہ جب

وَكَانَ الْإِنْسَانُ نَجْوًا ۝۱۲

اور ہے انسان جلد باز ۝۱۲

معراج شروع ہوئی تو آپ کہاں تھے ؟

۲۔ جبریل تنہا آئے تھے یا اور بھی ان کے ساتھ تھے

بخاری میں مالک ابن صعصعہ اور بخاری و مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ تنہا جبریل آنحضرت کے پاس آئے تھے ؟

نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ دو فرشتے آنحضرت پاس آئے تھے ؟
بخاری میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے جس کے یہ لفظ ہیں، ”فذکر رجلا بین الرجلین“ ؟

اور مسلم اور نسائی میں ہے ”أحد الثلاثة بین الرجلین“ یعنی تین کا ایک جو دو کے درمیان میں ہے ؟

فتح الباری اس سے مراد لیتا ہے کہ آنحضرت حمزہ وجعفر کی بیچ میں سوتے تھے جس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں دو آدمیوں یعنی حمزہ وجعفر کی بیچ میں سوتا تھا ؟

مگر کواکب الدراری اور خیر المجاری میں جو بخاری کی تشریحیں ہیں لکھا ہے ”ای ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث رجال وهم الملائكة تصوّدوا بصور لا الا نس“ یعنی آنحضرت نے تین آدمیوں کا ذکر کیا جو فرشتے تھے کہ آدمیوں کی شکل بن کر آئے تھے پس اس روایت سے تین فرشتوں کا آنا معلوم ہوتا ہے ؟
بخاری اور مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت پاس تین فرشتے آئے ؟

۳۔ اُس وقت آپ تھے سو تھو اور خیر تک تو رہے یا جا گئے تھے

بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث میں ہے۔ بین النائم واليقظان یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ میں کچھ سوتا اور کچھ جاتا تھا ؟

بخاری کی انہی کی دو سری حدیث میں ہے ”مضطجعا“ یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ میں کروٹ پر لیٹا یا سوتا تھا ؟

بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ”وهو نائم“ یعنی آنحضرت سوتے

اور ہم نے کیارات کو اور دنیٰ و دنیا

وَجَعَلْنَا الْآيِلَ وَالنَّهَارَ آيَاتَيْنِ

تھے اور اس کے بعد ہے "فیما یرى قلبہ و ننام عینہ ولا یتام قلبہ" یعنی فرشتے آپ کے پاس آئے ایسی حالت میں کہ آپ کا دل دیکھتا تھا اور آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہیں سوتا تھا۔ اُس حدیث کے اخیر میں ہے "فاستقیظ و هو فی المسجد الحرام" یعنی تمام قصبہ معراج بیان کر کے انس بن مالک نے کہا کہ پھر آنحضرت جا گئے اور وہ مسجد حرام میں تھے۔ *

ابو مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث میں ہے و هو نائم فی المسجد الحرام یعنی آنحضرت سوتے تھے مسجد حرام میں۔ *
ان حدیثوں کے سوا کسی حدیث میں اس بات کا بیان ہی نہیں ہے کہ اُس وقت آنحضرت باگتے تھے یا سوتے تھے۔ *

۴۔ شق صد اور اُس کے اختلافات

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جبریل نے میرا سینہ چیرا اور زمزم کے پانی سے دھویا۔ *

بخاری میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ حلقوم سے پیٹ کی پیٹ کی نرم جگہ تک چیرا گیا۔ اور پیٹ کے زمزم کے پانی سے دھویا گیا۔ *
اور بخاری اور مسلم اور نسائی میں انہیں کی حدیث ہے کہ گلے کے گڑھے سے پیڑو تک چیرا گیا۔ پھر میرا دل نکالا اور زمزم کے پانی سے دھویا۔ *

بخاری میں انس بن مالک کی حدیث ہے کہ تین فرشتے چلے آئے تھے ان میں جبریل نے سینہ کو ایک سرسری دھیرے سے چیرا اور جبریل نے اپنی تھپ سے زمزم کی پانی سے دھویا۔ انسائی میں انس بن مالک کی حدیث ہے کہ دو فرشتے آئے اور آنحضرت کو چاہہ زمزم کی پاس لے گئے اور دونوں نے آنحضرت کے پیٹ کو چیرا اور دونوں نے مکر زمزم کی پانی سے دھویا۔ *
ان حدیثوں کے سوا جو اور حدیثیں ہیں ان میں شق صد کا کچھ ذکر نہیں۔ *

۵۔ براق کا ذکر جن حدیثوں میں ہے اور کن میں نہیں

بخاری اور مسلم میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ ایک چوپایہ میرے پاس لایا گیا سفید رنگ کا گدھے سے بڑا اور چھرے سے چھوٹا جس کو براق کہتے ہیں۔ *
مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ میرے پاس براق لایا گیا اور وہ ایک

فَتَحْنُوْنَا آيَةَ الْكَبْرِ

پھر ہم نے دھندلا کر دیارات کی نشانی کو

چوپایہ ہے سفید رنگ کا گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ۞

ترمذی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ رسول خدا کے پاس معراج کی شب براق
زین اور لگام سے آراستہ لایا گیا ۞نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے اُس میں براق کا نام نہیں ہے صرف یہ ہے
کہ ایک چوپایہ میرے پاس لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا ۞نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے اُس میں بھی براق کا نام نہیں ہے صرف
یہ ہے کہ ایک چوپایہ میرے پاس لایا گیا ۞

ان حدیثوں کے سوا اور کسی حدیث میں براق کے لائے جانے کا ذکر نہیں ہے ۞

۶۔ آپ براق پر سوار ہو کر گئے یا کس طرح

بخاری اور مسلم میں ابو ذر اور انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جبریل
میرا ہاتھ پکڑ کر آسمانوں پر لے گئے۔ اور انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ نبیؐ کو آسمانوں پر لے گئے
(واضح ہو کہ ان حدیثوں میں براق کا کچھ ذکر نہیں ہے) ۞بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے جس سے پایا جاتا ہے
کہ براق پر سوار ہو کر جبریل کے ساتھ گئے ۞مسلم اور نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں براق
پر سوار ہوا اور بیت المقدس تک پہنچا ۞ترمذی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ سوار ہوتے وقت براق نے شوخی کی
اور جبریل نے اُس سے کہا کہ تو محمد کے ساتھ اس طرح شوخی کرتا ہے۔ کوئی تجھ پر سوار نہیں ہوا
جو مقبول ہو خدا کے نزدیک ان سے زیادہ۔ راوی نے کہا کہ براق نہ امت سے پسینہ پسینہ
ہو گیا ۞اور سب سے زیادہ عجیب و ایت وہ ہے جو زلزلے اور سجدہ ابن منصور نے ابوہریرہؓ
سے اور اس نے انس سے مرفوعاً بیان کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میں بیشی تھا کہ جبریل
آئے اور میرے دونوں کندھوں کے بیچ میں ہاتھ مارا۔ پھر ہم دونوں ایک درخت کے
پاس گئے جس میں پرندوں کے گھونسلے رکھے تھے۔ ایک میں جبریل اور ایک میں میں بیٹھ
گیا۔ پھر وہ گھونسلے بلند ہوئے۔ یہاں تک کہ زمین و آسمان کو گھیر لیا ۞

وَجَعَلْنَا آيَةً لِلَّذِينَ هُمْ بِمُصْحَرَةٍ ۝ اور ہم نے کیا دن کی نشانی کو دکھانے والی

۷۔ بیت المقدس میں ابراق کے باندھنے کا اختلاف

مسلم میں انس بن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے ابراق کو اُس کندھے سے باندھ دیا جس سے سب پیغمبر باندھتے تھے ۞
ترمذی میں بریدہ کی حدیث ہے کہ جبریل نے انگلی کے اشارہ سے ایک پتھر کو شق کیا اور اُس سے ابراق کو باندھ دیا ۞

۸۔ بیت المقدس پہنچنے سے پہلے کہاں کہاں تشریف لیگئے اور کیا کیا کیا

نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں سوار ہو کر جبریل کے ساتھ چلا اور طیبہ میں اُترا اور نماز پڑھی جہاں کہ ہجرت ہوگی پھر طور سینا پر اُترا اور نماز پڑھی جہاں اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا تھا۔ پھر بیت لحم میں اُترا اور نماز پڑھی جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ پھر بیت المقدس میں پہنچا جہاں تمام انبیاء جمع تھے اور میں نے امام بنکرب کو نماز پڑھائی ۞
اس واقعہ کا سوا اے اس حدیث کے کسی اور حدیث میں ذکر نہیں ہے ۞

۹۔ اختلافات مقاماتِ انبیاء آسمانوں پر چرچہ ملاقات ہوئی

ادریس

بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ادریس دوسرے آسمان پر ملے ۞
بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ ادریس چوتھے آسمان پر ملے ۞

مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ادریس چوتھے آسمان پر ملے ۞
نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ادریس پانچویں آسمان پر ملے ۞

لَتَنفَعُوا أَفْضَلًا مِّن تِلْكَ ۚ تَاكُفُّوا نَفْسًا مِّن رَّغْمِ رَبِّكَ ۚ إِنَّكُمْ أَنتُم مِّن رَّاكِبِينَ

ہارون

بخاری اور نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ہارون چوتھے آسمان پر ملے *
بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ ہارون پانچویں
آسمان پر ملے *
مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ہارون پانچویں آسمان پر ملے *

موسے

بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ موسے چھٹے آسمان
پر ملے *
مسلم اور نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ موسے چھٹے آسمان پر ملے *
بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ موسے ساتویں آسمان پر ملے *

ابراہیم

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ ابراہیم چھٹے آسمان پر ملے *
بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ابراہیم چھٹے آسمان پر ملے *
بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ ابراہیم ساتویں
آسمان پر ملے *
مسلم اور نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ابراہیم ساتویں آسمان پر ملے *

حلیہ موسے

بخاری میں ابو ہریرہ کی اور مسلم میں جابر کی اور ابو ہریرہ کی ترمذی میں حدیث ہے جن میں
حضرت موسے کا دبلا یا چہرہ ہونا بیان ہوا ہے *
بخاری میں عبد اللہ ابن عمر کی حدیث ہے جس میں موسے کا موٹا ہونا بیان ہوا
ہے *
بخاری اور مسلم میں عبد اللہ ابن عباس کی حدیث ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ حضرت

وَلَتَعْلَمُوْا اَنَّكَ دَالِ السِّبْطِ وَالْحِسَابِ اور تاکہ تم جانو برسوں کی گنتی کو اور حساب کو

موئے کے گھونگر یا لمبے بال تھے *

بخاری میں ابو ہریرہ کی اور عبد اللہ ابن عمر کی اور مسلم اور ترمذی میں ابو ہریرہ کی سید ہے جس میں حضرت موئے کے سیدھے لمبے بال بیان ہوئے ہیں *

علیہ علیے

بخاری اور مسلم میں عبد اللہ ابن عباس کی حدیث ہے جس میں حضرت علیے کے لمبے بال ہونے معلوم ہوتے ہیں *

بخاری میں عبد اللہ ابن عمر کی اور بخاری اور مسلم میں عبد اللہ ابن عباس کی حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیے کے گھونگر یا لمبے بال تھے *

ذریات آدم کاء آدم

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ پہلے آسمان پر آدم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملے۔ اور آدم کے دائیں اور بائیں اُن کی ذریات تھیں۔ دائیں طرف والوں کو دیکھ کر ہنستے تھے کہ وہ جنتی ہیں اور بائیں طرف والوں کو دیکھ کر روتے تھے کہ وہ دوزخی ہیں *

باقی حدیثوں میں سے کسی حدیث میں اس واقعہ کا ذکر نہیں ہے *

بکاء موئے

بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ جب آنحضرت حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ روئے کر لے خدا یہ لڑکا جو میرے بعد مبعوث ہوا اس کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے زیادہ جنت میں جائیں گے *

باقی حدیثوں میں سے کسی حدیث میں اس واقعہ کا ذکر نہیں ہے *

۱۰۔ تخفیف نمازوں میں

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے پاس تخفیف نماز کے لئے جنتی دفعتاً آئے گئے ہر مرتبہ ایک حصہ

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ﴿۱۳﴾ اور یہ چیزیں ہم نے اس کو مفصل بیان کیا تفصیل کے لئے ﴿۱۳﴾

نمازوں کا معاف ہوا۔ تعداد کچھ نہیں بیان کی *

بخاری اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ اور انس ابن مالک کی حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دفعہ کے جانے میں دس دس نمازیں معاف ہوئیں اور آخر کو پانچ رہ گئیں *

مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دفعہ میں پانچ پانچ نمازیں معاف ہوئیں *

بخاری اور نسائی میں ابن مالک کی حدیث ہے کہ پانچ نمازیں مقرر ہونے کے بعد بھی مونس علیہ السلام کے کہنے سے آنحضرت خدا کے پاس معافی کے لئے گئے مگر قبول نہ ہوئی۔ اور آخر حدیثوں میں ہے کہ پانچ نمازوں کے مقرر ہونے کے بعد آنحضرت نے مونس علیہ السلام سے کہا کہ اب تو مجھ کو خدا کے پاس جانے میں شرم آتی ہے *

متعدد حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنے سے پہلے نماز فرض ہوئی تھی۔ اور بعض میں مذکور ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنے کے بعد نماز فرض ہوئی *

۱۱۔ اختلافات نسبت سدرۃ المنتہیٰ و بیت المعمور

مسلم اور ترمذی اور نسائی میں عبد اللہ ابن مسعود سے حدیث ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پر ہے *

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ سب آسمانوں کے بعد ہے اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنے سے پہلے نماز فرض ہوئی *

بخاری اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی اور مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ بیت المعمور سب آسمانوں کے بعد ہے اور اُس کے بعد سدرۃ المنتہیٰ ہے اور نماز سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنے کے بعد فرض ہوئی *

بخاری اور مسلم میں مالک ابن صعصعہ کی دوسری حدیث ہے کہ ساتواں آسمانوں سے گذر کر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اور اُس کے بعد بیت المعمور میں اور اُس کے بعد نماز فرض ہوئی *

بخاری اور نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ساتواں آسمانوں کے بعد سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اور اُس کے بعد نماز فرض ہوئی *

وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرًا
فِي عُنُقِهِ

اور ہر انسان کے ساتھ لگا دیا ہے ہم نے اُس
کی شامت اعمال کو اُس کی گردن میں

۱۲- الوان سدرۃ المنتہیٰ اور آنحضرت صلعم کا

سجدہ کرنا

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے جس میں بیان ہے کہ میں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس پہنچا
اور اُس پر ایسے رنگ چھائے ہوئے تھے جن کی حقیقت کو میں نہیں جانتا *
بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ پھر وہ یعنی آنحضرت ساتویں آسمان سے
اوپر گئے جس کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہوا تک کہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس پہنچے اور
خدا نازلے اُن سے نزدیک ہوا پھر اور بھی نزدیک ہوا یہاں تک کہ دو کمانوں کا یا اس سے
بھی کم فاصلہ رہ گیا پھر خدا نے اُن کو وحی بھیجی اور پچاس نمازیں مقرر کیں *
مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا سدرۃ المنتہیٰ کی نسبت
کہ جب اُس پر حکم الہی سے چھایا جو چھانا تھا تو اُس کی حالت بدل گئی کسی انسان کی طاقت
نہیں ہے کہ اُس کے حسن کی تریف کر سکے *

مسلم اور ترمذی اور نسائی میں عبد اللہ ابن مسعود کی حدیث ہے اُس میں قرآن مجید کی
اس آیت کی (اذ یغشی السدود ما یغشی) تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ اس سے مطلب ہے سونے کے
پردوں سے یعنی سونے کے پردوں نے (یعنی پتنگے) درخت پر چھائے ہوئے تھے *
نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ پھر ہم ساتویں آسمانوں
بعد سدرۃ المنتہیٰ کے پاس پہنچے پھر مجھ پر کھڑی چھا گئی پھر میں سجدہ کے لئے جھکا یعنی سجدہ
کیا *

۱۳- سدرۃ المنتہیٰ کی نہیں

بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے اُس میں لکھا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ
کی جڑیں سے چار نہریں نکلتی ہیں دو پوشیدہ اور دو ظاہر۔ دونوں پوشیدہ نہریں جنت
میں بہتی ہیں اور دو ظاہر نہریں نیل اور فرات ہیں *
بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آسمان دنیا یعنی آسمان اول پر دو نہریں

اور ہم نکالینگے اُس کے لئے قیامت کے دن ایک کتاب پاویگا اُس کو کھلا ہوگا (۱۴)

وَنُخْرِجُكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا (۱۵)

بہتی ہوئی دیکھیں۔ آنحضرت نے جبریل سے دریافت کیا کہ یہ کیا نہیں ہیں جبریل نے کہا یہ نیل و فرات کی اہل ہیں *

اور کسی حدیث میں سوائے ان حدیثوں کے نہروں کا ذکر نہیں ہے *

۱۴۔ شراب اور دودھ

مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب میں بیت المقدس کی مسجد سے نماز پڑھ کر نکلا تو جبریل نے دو پیالے پیش کئے ایک شراب اور ایک دودھ کا *

مسلم میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ بیت المعمور میں شراب اور دودھ کے دو پیالے پیش کئے گئے *

بخاری میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ بیت المعمور میں تین پیالے پیش کئے گئے ایک دودھ کا ایک شراب کا اور ایک شہد کا *

۱۵۔ جنت میں داخل ہونا

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہی کے بعد جنت میں داخل ہوئے *

اور کسی حدیث میں جنت میں جانے کا ذکر نہیں ہے *

۱۶۔ کوثر

بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے آسمان اول پر ایک اور نہر دیکھی جس پر موتی اور زبرجد کے محل تھے جبریل نے بتایا کہ یہ نہر کوثر ہے *

اور کسی حدیث میں کوثر کا ذکر نہیں ہے *

۱۷۔ سماعت صرف الاقلام

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں ایسے مقام پر

پہنچا جہاں سے ظہروں کے چلنے کی آواز آتی تھی *

اِقْرَأْ كِتَابَكَ

پڑھا اپنی کتاب کو

اور کسی حدیث میں یہ مضمون نہیں ہے *

۱۸۔ آسمانوں پر جانا بذریعہ معراج کے

اختلاف اقوال علما نسبت اسرارے اور معراج کے جہاں ہم نے بیان کئے ہیں اس میں ابوسعید خدری کی حدیث کے الفاظ نقل کئے ہیں *

وفي حديث أبي سعيد الخدري عند ابن اسحاق فلما فرغت مما كان في بيت المقدس اتى بالمعراج - يعني جو کچھ کہ بیت المقدس میں ہونا تھا جب وہ ہو چکا تو لائی گئی معراج - معراج کا ترجمہ ہم نے یشرھی کیا ہے جس کے ذریعہ سے ہندی پر چڑھتے ہیں *

معراج کے معنی یشرھی کے لینے میں یہ سند ہے کہ فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۶۰

فاما العرج فغير هذه الرواية من الاخبار انه لم يكن على البراق بل رقى المعراج وهو السلحفاة وقع مصرحاً في حديث أبي سعيد عند ابن اسحق والبيهقي في الدلائل لفظ فاذا انا بآية كالبغل مضطرب الاذان يقال للبراق وكانت الانبياء تركبه تبلى فركبته فنزل الحديث قال ثم دخلت انا وجبريل بيت المقدس فصليت ثم اتيت بالمعراج وفي رواية ابن اسحق سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لما فرغت مما كان في بيت المقدس اتى بالمعراج فلما وقط شيا كان احسن منه وهو الذي يمد اليه المبيت عينية اذا حضر فاصعدني صاحبي فيه حتى انتهى بي الى باب من ابواب السماء الحديث وفي رواية تكلم فوضعت له مرقاة من فضة و مرقاة من ذهب حتى خرج هو وجبريل في مائة لافي مسجد في شرف المصطفى انه اتى بالمعراج من جنة الفردوس وانه منضد باللوثر وخرمينة ملائكة عن يساره ملائكة انتم الباري جلد هفتم صفحہ ۱۶۰ *

میں علامہ ابن حجر نے لکھا ہے یعنی اس روایت کے سوا اور روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کا آسمانوں پر جانا براق پر نہ تھا بلکہ معراج پر گئے تھے جس سے مراد یشرھی ہے۔ چنانچہ ابن اسحق کے نزدیک ابوسعید کی حدیث میں اور بیہقی کی کتاب الدلائل میں صاف طور پر اس کی تصریح ہے۔ حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ یکا یک ایک چو یا نیچر کی مانند پتلے کا تول والا لایا گیا جس کو براق کہتے ہیں۔ مجھ سے پہلے پیغمبر اس پر سوار ہوتے تھے۔ میں اس پر سوار ہوا۔ پھر حدیث میں بیان کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب میں اور جبریل دونوں بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ میں نے نماز پڑھی۔ پھر میرے پاس معراج یعنی ایک

یشرھی لائی گئی اور ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ بیت المقدس میں جو کچھ ہونا تھا میں اُس سے جب فارغ ہوا تو معراج یعنی یشرھی لائی گئی جس سے زیادہ خوبصورت چیز میں نے کبھی نہیں دیکھی اور وہ ایسی

كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَبِيبًا ﴿١٥﴾

کافی ہے تو آپ آج کے دن اپنے چاہنے والے ﴿۱۵﴾

خوشنما تھی کہ مرنے والا عین جاگنی کے وقت اُس کے دیکھنے کے لئے آنکھیں کھول دے پھر میرے ساتھی یعنی جبریل نے مجھ کو بیڑھی پر چڑھایا یہاں تک کہ آسمان کے ایک دروازہ کے پاس لے پہنچا اور کعب کی روایت میں ہے کہ ایک بیڑھی چاندی کی اور ایک سونے کی رکھی گئی یہاں تک کہ آنحضرت اور جبریل اُس پر چڑھے اور شرف المصطفیٰ میں ابو سعید کی روایت میں ہے کہ بہشت سے ایک بیڑھی لائی گئی جس میں موتی جڑے ہوئے تھے اُس کے دائیں طرف بھی فرشتے اور بائیں طرف بھی فرشتے تھے ۛ

اگر ان روایتوں پر کچھ اعتبار ہو سکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج مثل حضرت یعقوب کی معراج کے ہو جاتی ہے جس کا ذکر توریت میں ہے ۛ

توریت میں لکھا ہے کہ ”پس یعقوب ازیر شمع بیروں آمد و بچاران روانہ شد - و بجای رسید کہ در انجا میتوت نمود زیرا کہ آفتاب فرو میرفت و از سنگ ہائے آن مکان گزشتہ بہت بالیں گذشتہ وہاں جا خوابید - پس خواب دید کہ ایک مرد باندہ زبیریں برپا گشتہ سترن آسمان میخورد و اینک فرشتگان خدا از آن بالا وزیر میفتند - و اینک خداوند براں ایستادہ گفت من خداوند خدایے پدرت ابراہیم و ہم خدایے اسحاقم این زمینے کہ براں میخوابی بتو و بذرت تو میجرم - و ذرت تو مانند خاک زمین گردیدہ بمغرب و مشرق و شمال و جنوب منتشر خواہند شد و ہم از تو و از ذریات تمامی قبائل زمین متبرک خواہند شد - و اینک من باتوام دہر جائے کہ میروی ترا نگاہداشتہ بایں زمین باز پس خواہم آورد و تا بوقتیکہ آنچه بتو گفتم ام بجائے آورم ترا و انخواہم گذاشت - و یعقوب از خواب خود بیدار شدہ گفت بدرستی کہ خداوند دریں مکان ست و من ندانستم - پس ترسیدہ گفت کہ این مکان تپہ سناک است این نیست مگر خانہ خدا و این است دروازہ آسمان - (مکتاب پیدایش باب ۱۰ ورس ۱۰ لغایت ۱۷) ۛ

اختلافات احادیث کا نتیجہ

ان واقعات کا جن کا حدیثوں میں بیان ہے بلکہ ان سے بھی زیادہ تعجب باتوں کا خواب میں دیکھنا ناممکن نہیں ہے مگر ہم نے اُن کے اختلافات اس لئے دکھائے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ بسبب اُن اختلافات کے یقین نہیں ہو سکتا کہ درحقیقت کیا حالات آنحضرت نے دیکھے تھے - اور کیا واقعات خواب میں گذرے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا

مِنْ اهْتَدَىٰ فَاسْلَمَتْ اَيْهْتَدَىٰ
لِنَفْسِهِ

جس شخص نے ہدایت پائی پھر اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس نے
ہدایت پائی اپنے بھلے کے لئے

اور راوی کیا سمجھا اور کس قدر تغیر الفاظ میں طرز بیان میں۔ واقعات میں اور معانی الفاظ میں ہو گیا۔ اور کس راوی نے اپنی سمجھ کے مطابق کون کون سی باتیں اُن میں بابتہ کر دیں اور کون کون کم کیونکہ اُن حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت جگہ راویوں کے قول اُن حدیثوں میں شامل ہیں۔ پس جس قدر قرآن مجید میں مذکور ہے کہ، ”لنزيه من اياتنا انه هو السميع البصير“ اس قدر تو تسلیم ہے کہ خدا نے اُس جواب میں کچھ اپنی نشانیاں آنحضرت کو دکھلائیں مگر ثنابت نہیں ہوتا کہ کیا نشانیاں دکھلائیں اور اگر ہم آیات سے احکام مراد لیں جیسا کہ قرآن مجید کے بہت سے مقاموں میں آیات سے احکام مراد ہیں اور، ”لنزيه“ سے ارادت قلبی یعنی کسی بات پر دلی اور کامل یقین ہو جانا سمجھیں تو آیت کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ تاکہ ہم اُس کو یقین کرا دیں اپنے بعض حکموں پر۔ اور یہ الفاظ جو حدیثوں میں آئے ہیں، ”فادجی الی ما ادجی“ اور، ”فرضت علی امتی خمسون صلوٰۃ“، اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ آیات سے احکام مراد ہیں۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اس باب میں کہ معراج جاگتے ہیں اور بحمدہ ہوئی تھی یا سوتے ہیں بروح بطور خواب کے۔ علمائے متقدمین کے تین مذاہب ہیں مگر شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک چوتھا مذاہب اختیار کیا تھا کہ جاگتے ہیں اور بحمدہ ہوئی مگر بحمدہ برزخی میں النال والشہادۃ۔ چوتھے مذاہب کو ہم چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ یہ تو انہی کی رائے یا مکاشفہ ہے جس کا پتہ نہ کسی روایت میں ہے نہ اقوال علماء میں سے کسی قول میں۔ بلکہ حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی معراج بالحمد ہونے پر یقین نہیں ہے۔ صاف صاف نہیں کہتے اور بحمدہ برزخی معراج کا بیان کرتے ہیں۔ جس کا صریح مطلب یہ ہے کہ جب صلی موجودہ کے ساتھ معراج نہیں ہوئی۔ اور اس لئے اُن کا مذاہب بھی انہی لوگوں کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ بحمدہ معراج نہیں ہوئی۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے مذاہب کو چھوڑ کر تین مذاہب باقی رہ جاتے ہیں۔ یعنی معراج کا ابتدا سے انتہا تک بحمدہ اور حالت بیداری میں ہونا۔ یا کہ سے بیت المقدس تک بحمدہ اور حالت بیداری میں ہونا اور اُس کے بعد بیت المقدس سے آسمانوں اور سدرة المنتہی تک ہونا بروح یا معراج کا جس میں اسری بھی داخل ہے ابتدا سے انتہا تک بروح اور سوتے کی حالت میں یعنی خواب میں ہونا۔ ہم پہلی دونوں صورتوں کو تسلیم نہیں کرتے لیکن ہر ایک

اور جو گمراہ ہوا اس کے سوا کچھ نہیں گمراہ ہوا
اپنے نقصان کے لئے

وَمَنْ ضَلَّ فَلْيَضِلْ
عَلَيْهَا

صورت کو مع اس کے دلائل کے بیان کرتے ہیں *

صوت اول یعنی معراج بحسدہ ابتدا سے انتہا تک بالبدی

اس میں کچھ شک نہیں کہ بہت بڑا گروہ علما کا اس بات کا قائل ہے کہ معراج ابتدا سے انتہا تک حالت بیداری میں اور بحسدہ ہوئی تھی۔ مگر اس کے ثبوت کے لئے اُن کے پاس ایسی ضعیف دلیلیں ہیں جن سے امر مذکور ثابت نہیں ہو سکتا *
پہلی دلیل اُن کی یہ ہے۔ خدا نے فرمایا ہے ”اسی بصیدہ“ اور عبد جیم اور روح نول کو شامل ہے۔ اس لئے متعین ہوا کہ معراج میں آنحضرت کا جسم اور روح دونوں گئے تھے *

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ عبد نام ہے جسم اور روح دونوں کا۔ پس ضرور ہوا کہ اسرا
ان الصلاسم لجمع الجسد والروح فجب
ان یكون لا ساء حاصل لجمع الجسد والروح
(تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۲۰۱) *
کا نام ہے *

اور شفاء قاضی عیاض میں ہے کہ معراج کا واقعہ اگر خواب ہوتا تو خدا فرما تا بروح عبد
لو کان مناما لقال بروح عبدہ ولید یقل بعبدہ
(شفاء قاضی عیاض صفحہ ۸۶) *
کی کوئی مثال نہیں بتاتے *

دوسری دلیل اُن کی یہ ہے کہ سر پر خدا نے فرمایا ہے ”سبحان الذی“ اور سبحان کا لفظ
تعجب کے موقع پر بولا جاتا ہے اگر اسرا اور معراج خواب میں ہوتی تو کچھ تعجب کی بات نہ تھی۔ اس سے
ظاہر ہے کہ معراج حالت بیداری میں اور بحسدہ ہوئی اور یہ عجیب واقعہ تھا اس لئے خدا نے
شروع میں فرمایا ”سبحان الذی“ *

تیسری دلیل اُن کی یہ ہے کہ انہوں نے سورہ والنجم کو بھی معراج سے متعلق سمجھا ہے۔
ما زان البصر ما طفی ولو کان مناما ما کانت فیہ
ایۃ ولا معجزة (شفاء قاضی عیاض صفحہ ۸۶) *
اُس کی نگاہ اور نہ مقصد سے آگے بڑھی۔
اور اگر معراج ہوتی سوتے میں تو اس میں نہ کوئی نشانی ہوتی نہ معجزہ۔ اور جب امر واقع کو بصر کی
طرف منسوب کیا ہے تو اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ معراج رویت عینی تھی نہ رویت قلبی *

وَلَا تَنْزِرُ وَازِرَةً وَزِدْ أُخْرَىٰ

اور نہیں پوچھو گھٹانا کوئی پوچھو گھٹانا ابوالو جبریل کا

جو تھی لیل اُن کی یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے سورہ وانجم کی ایک آیت کی تفسیر میں اس بات سے انکار کیا ہے کہ آنحضرت نے خدا کو آنکھوں سے دیکھا ہے اور اگر معراج خواب میں ہوئی ہوتی تو حضرت عائشہ اس سے انکار نہ کرتیں شغلے قاضی عیاض میں لکھا ہے -

الذی ید علیہ صحیح قوھا انه یجسدہ لا کادھا ہمارے مراد اُس حدیث سے ہے جس سے ان تکون ردیابہ رویہ ریباعین لوکانت عندہا مناما حضرت عائشہ کا یہ صحیح قول معلوم ہوتا ہے لہر تنکرہ - (شغلے قاضی عیاض صفحہ ۸۹) * کہ آنحضرت کا معراج جمالی تھا - کیونکہ انہوں نے

اس بات کا انکار کیا ہے کہ آنحضرت نے خدا کو آنکھوں سے دیکھا - اگر واقعہ معراج اُن کے نزدیک خواب ہوتا تو ہرگز اس بات کا انکار نہ کرتیں *

مسروق کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کے پاس تکیہ لگائے بیٹھا تھا - انہوں نے کہا عن مسروق قال کنت متکلیا عند عائشہ - فقالت یا اباعائشہ ثلاث من تکلم بواحدہ منہن فقد اعظم علی اللہ العزیز ثلاث ماہرات من عم ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم رآی ربہ فقد اعظم علی اللہ العزیز قال وکنت متکلیا فحسبت فقلت یا ام المومنین انتا یقر ولا تجلی فی الم یقللہ اللہ تعالیٰ ولقد رآہ بالافق المبین لقد رآہ نزلة اخرى فقالت ان اول هذه الامة سال عنی ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا ہوجبریل علیہ السلام لہا رة علی صورته اللتی خلق علیہا غیرہا تین المنیرین ایہ منہبطا من السماء سادعظم خلقہما بین السماء الی الارض فقالت اولہ تسمعن ان اللہ عز وجل یقول لا ند ذلک الا بصا دھو اللطیف الخبیر اولہ تسمعن ان اللہ عز وجل یقول وما کان للبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یوصل من لا الی قولہ علی حکیۃ

(صحیح مسلم صفحہ ۹۰) * رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا - آنحضرت نے فرمایا کہ اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں میں نے اُس صورت میں جس پر وہ پیدا ہوئے ہیں اُن کو دو دفعہ کے سوا نہیں دیکھا - میں نے اُن کو آسمان سے اترتے دیکھا کہ انہوں نے اپنے جبر کی بڑائی سے زمین اور آسمان کی درمیانی فضا کو پھیرا تھا۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ
رَسُولًا ۝ (۱۶)

اور ہم نہیں غدا دینے والے جب تک کہ ہم نہیں
کوئی پیغمبر ۝ (۱۶)

حضرت عابثہ نے فرمایا کیا تو نے نہیں سنا خدا فرماتا ہے کہ ہمیں پاتیں اُس کو نظریں اور وہ پاتا ہے سب نظروں کو اور وہی ہے باریک دیکھنے والا خبردار اور کیا تو نے نہیں سنا خدا فرماتا ہے ہمیں ممکن ہے کسی انسان کے لئے یہ کہ خدا اُس سے باتیں کرے مگر بطور وحی کے یا پردے کی اوٹ سے یا کوئی رسول بھیجتا ہے آخر آیت تک ۝

پانچویں دلیل اُن کی یہ ہے کہ قریش نے آنحضرت کے بیت المقدس جلنے اور اُن کے دیکھنے سے انکار کیا۔ اگر وہاں تک جانا بطور خواب دیکھنے کے ہوتا تو قریش کو اُس سے انکار اور تنازع کرنے کا کوئی مقام نہ تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معراجِ مالت بیداری میں اور سجدہ بقی جس کے سبب اسے قریش نے جھگڑا کیا فتح الباری شرح بخاری اور نیز بخاری میں جو کچھ اس کی نسبت لکھا ہے اُس کو ہم اس مقام پر لکھتے ہیں ۝

فتح الباری میں لکھا ہے۔ کہ بعض لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ اسرا حالت بیداری میں اور معراج سونے کی حالت میں ہوئی تھی یا اس بات میں اختلاف کہ جاگتے میں ہوئی یا سوتے میں خاص معراج سے متعلق ہے نہ اسرا سے۔ اسی سبب سے جب رسول خدا نے قریش کو اس واقعہ کی خبر دی تو انہوں نے بیت المقدس جلنے کی تکذیب کی اور اس وقوع کو ناممکن خیال کیا اور معراج سے کچھ تعرض نہیں کیا نیز خدا تعالیٰ فرماتا ہے ”پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو ایک اٹ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک“ اگر معراج جاگتے میں ہوئی ہوتی تو اُس کا ذکر کرنا اور بھی زیادہ بلیغ ہوتا۔ مگر جب خدا نے اس کا ذکر یہاں نہیں کیا حالانکہ اس کی کیفیت اسرا سے بہت عجیب اور اس کا قصہ اس سے زیادہ نادر تھا تو معلوم ہوا کہ معراج خواب میں ہوئی تھی۔ لیکن اسرا اگر خواب میں ہوئی تو قریش اس کی تکذیب نہ کرتے اور نہ انکار کرتے کیونکہ ایسی اور اس سے زیادہ دور از قیاس باتیں لوگوں کو خواب میں کھائی دے سکتی ہیں ۝

اور بخاری کی ایک حدیث میں ہے جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وذهب بعضهم الى ان الاسراء كان في اليقظة والمعراج كان في المنام وان الاختلاف في كونه بيقظة او مناما خاص بالمعراج لا بالاسراء ولذلك لما اخبر به قريشا كذبوا في الاسراء واستبعدوا وقوعه ولم يتعرضوا للمعراج وايضا فان الله سبحانه وتعالى قال ”سبحان الذي سري بعبد“ ليلام من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى ”فلو وقع المعراج في اليقظة كان ذلك بلغ في الذكرو فلما لم يقيم ذكوره في هذا الموضع مع كون شانه عجب امره اغرب من الاسراء بكتيودل كان مناما واما الاسراء لو كان مناما لما كذبوا ولا استنكروا لجواز وقوع مثل ذلك وابعده لاحاد الناس۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۱۵۱) ۝

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً
أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا
فَنَحَّيْنَا عَنْهَا الْقَوْلَ
فَتَدْمَرُهَا
تَدْمِيرًا ۝۱۷

اور جب کہ ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہلاک کریں کسی بستی کو
حکم کرتے ہیں ہم اُس کے سرکشوں کو (رسول کی
اطاعت کا) پھینا فراموشی کی انہوں نے اُس میں
نہ محقق ہو گیا اُس پر وعدہ عذاب کا پھر تب ہم
نے اُس کو برباد کر دیا ہر طرح سے برباد کر دینا ۝۱۷

سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب قریش نے
میری تکذیب کی میں مقام حجر میں کھڑا ہوا۔
خدا نے بیت المقدس کو میری نظروں میں
جلوہ کر کر دیا میں اُس کی نشانیاں قریش کو
بتاتا تھا اور اُس کو دیکھنا جاتا تھا۔ صحیح مسلم میں بھی مثل صحیح بخاری کے حدیث ہے جس کے
الفاظ اور مضمون میں بخاری کی حدیث سے اختلاف ہے ۞

قال جابر بن عبد الله انہ سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لما كان في قريش فقت في الحجر
فجلى الله لي بيت المقدس وطفقت اخبرهم
عن آياته وانا انظر اليه -
(حبيب بخاري صفحہ ۵۴۸) ۞

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے
اپنے آپ کو مقام حجر میں دیکھا اس حال میں کہ
قریش مجھ سے بیت المقدس تک جانے کا
حال پوچھتے تھے۔ انہوں نے بیت المقدس
کی ایسی باتیں مجھ سے دریافت کیں جو مجھ کو
یاد نہ تھیں میں ایسا گھبرا کر اس سے پہلے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد رايتني في
الحجر وقريش تسألني عن مسألي فساكنني عن اشياء
من بيت المقدس لما ائتمتها فكرت كربة ما كنت
مغلة فقلت ان فعل الله لي انظر اليه ما يسألون عن شيء
الا بانتم به -
(صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۹۶) ۞

کبھی ایسا گھبرا یا تھا۔ رسول خدا فرماتے ہیں کہ خدا نے بیت المقدس مجھ سے نزدیک کر دیا
میں اُس کی طرف دیکھتا تھا اور وہ جو کچھ مجھ سے پوچھتے تھے میں اُن کو بتاتا تھا ۞
چھٹی دلیل اُن کی یہ ہے کہ اتمانی کی حدیث سے جو طبرانی نے نقل کی ہے اور شہاد
ابن ادس کی حدیث سے جو بیہقی نے ذکر کی ہے۔ صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت کا
معراج کو جانا جسم کے ساتھ بیداری کی حالت میں تھا چنانچہ ان دونوں حدیثوں کو قاضی عیاض
نے کتاب شفا میں نقل کیا ہے اور وہ یہ ہیں ۞

حضرت اتمانی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔
اُس رات میرے گھر میں تھے عشا کی نماز
پڑھ کر ہمارے درمیان سورہ صبح سے کچھ
پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو جگایا

وعزاني يا اسرى رسول الله صلى الله عليه وسلم
الا وهو في بيتي تلك الليلة صلى العشاء الاخرة ونام
بيننا فلما كان قبيل الفجر اهدانا رسول الله صلى الله عليه وسلم
فما سألنا من شيء وصدقنا قال يا ام هانئ لقد صليت

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ
نُوحٍ وَكَفَىٰ لِمَنْ يَكْفُرْ بَيِّنَاتٍ ۚ
خَبِيرًا بِصَيِّرًا ﴿١٨﴾

اور بہتوں کو ہم نے ہلاک کیا انکے زمانہ کو لوگوں میں سے
نوح کے بعد اور کافی ہے تیرا پروردگار اپنے بندوں
کے گناہوں پر خبر رکھنے والا اور دیکھنے والا ﴿۱۸﴾

معلم العشاء الآخرۃ کما لایت بهذا الوادی شرجئت
بیت المقدس فصلیت فیہ ثم صلیت الغداۃ معکم
الان کما ترون وهذا بین فی انہ یجسده *

جب آنحضرت اور ہم صبح کی نماز پڑھ چکے تو آپ
نے فرمایا اے اُتہانی میں نے عشا کی نماز تمہارا
ساتھ اس وادی میں یعنی مکہ میں پڑھی جیسا کہ
تو نے دیکھا۔ پھر یہیں بیت المقدس گیا۔ اور اس میں نماز پڑھی پھر اس وقت صبح کی نماز تمہارا
ساتھ پڑھی جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور یہ حدیث معراج کے جہانی ہونے پر صریح دلیل ہے *

شدا بن اوس نے ابو بکر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے معراج کی رات کے متعلق رسول اللہ
وعن ابی بکر من وایہ شدا بن اوس عنہ انه قال
للسبی حملی اللہ تلیہ وسلم لیثرا سری بہ طلیبتک
یا رسول اللہ البارحہ فی مکانک فلما جادک فلجا بہ
ان جبریل حملہ الی المسجد الاقصی -
(شفاء قاضی عیاض صفحہ ۸۷) *

المقدس لے گئے تھے۔ یہ چھ دلیل ہیں جو
حامیان معراج باجسد نے بیان کی ہیں *

ان تمام دلیلوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ اس بات کے مدعی ہیں کہ اسراء معراج
بجسدہ اور حالت بیداری میں ہوئی تھی اُن کے پاس قرآن مجید سے یا حدیث سے کوئی سند
موجود نہیں ہے قرآن مجید میں کہیں بیان نہیں ہوا ہے کہ اسراء یا معراج بجسدہ حالت بیداری
میں ہوئی تھی صحاح کی کسی حدیث میں اس کی تصریح نہیں ہے بلکہ اگر کچھ ہے تو اس کے
برخلاف ہے اور جو دلیلیں بیان کی ہیں وہ نہایت ہی ضعیف اور غیر مثبت مدعا ہیں جیسا کہ
ہم بیان کرتے ہیں *

پہلی دلیل کہ لفظ عبد میں جسم و روح دونوں شامل ہیں اور اس لئے اسراء معراج
بجسدہ ہوئی تھی ایسی بے معنی ہے کہ اُس پر نہایت تعجب ہوتا ہے اگر خدایوں فرماتا کہ
”اسریت عبیدی فی المنا من الکعبۃ الی المدینۃ یا ایت عبیدی فی المنا کذا وکذا“ تو کیا اُس وقت
بھی یہ لوگ کہنے کہ عبد میں جسم و روح دونوں شامل ہیں اور اس لئے خواب میں مع جسم جانا
ثابت ہوتا ہے *

جو شخص خواب دیکھتا ہے وہ ہمیشہ منکھم کا میغہ استعمال کرتا ہے اور اگر کوئی شخص اس بات
پر قادر ہو کہ دوسرے کو بھی خواب دکھاسکے تو وہ ہمیشہ اس کو مخاطب کر لیا خواہ نام لے کر یا اس

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَلْنَا
لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ شَرِيدٌ
ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ
يَصْطَلِهَا مَنْ مَذْمُومًا

مَذْخُورًا (۱۹)

جو کوئی چاہتا ہے جلدی جانے والی (یعنی آسودگی
دنیا) کو جلدی دیتے ہیں ہم اُس کو اُسی میں جو ہم
چاہتے ہیں جس کے لئے چاہتے ہیں پھر ہم کرتے ہیں
اُس کے لئے جہنم جا دیکھا اُس میں بد حال ہوا راندہ
ہوا (۱۹)

کی کسی صفت کو بجائے نام قرار دیکر اور اُس پر اس طرح سے استدلال نہیں ہو سکتا جیسا کہ ان
صاحبوں نے عبد کے لفظ سے استدلال چاہا ہے *

قرآن مجید میں حضرت یوسف نے اپنے خواب کی نسبت کہا، ”یا بیت انی رایت احد
عشروں کیا،“ اور قیدیوں نے اپنا خواب اس طرح بیان کیا ”ایک نے کہا،“ انی اذانی عَصْر
خمر“ دوسرے نے کہا، ”انی اذانی حمل فوق ناسی خبزا“ حالانکہ یہ سب خواب تھے پھر لفظ
”انی“ پر یہ بحث کر اُس میں جسم و روح دونوں داخل ہیں اور خواب میں جو فعل کیا فی الواقع وہ
جسمانی فعل ہی تھا کیسی لغو و بیہودہ بات ہے *

تو رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنے خواب بیان کئے ہیں اور دوسروں نے بھی اپنے
خواب آنحضرت کے سامنے بیان کئے ہیں جن میں منکلم کے صیغے ”دایت“ استعمال ہوئے ہیں
اور ان اشیاء اور اشخاص کا ذکر آیا ہے جن کو خواب میں دیکھا پس کیا اس پر خواب میں اُن
اشیا اور اشخاص کے فی الواقعہ مجسمہ موجود ہونے پر استدلال ہو سکتا ہے *

اور یہ قول کہ اگر معراج کا واقعہ خواب ہوتا تو خدا فرماتا ”اسی بروح عبد“ ایسا ہی
بیہودہ ہے جیسا کہ عبد کے لفظ سے جسمانی معراج پر استدلال کرنا۔ اس قول کے لئے ضرور
تھا کہ کوئی سند کلام عرب کی پیش کی جاتی کہ خواب کے واقعہ پر ”فعل بروح کذا و کذا“ بولنا
عرب کا محاورہ ہے پس صاف ظاہر ہے کہ جو دلیل پیش کی ہے وہ محض لغو و بیہودہ ہے اور اس
مطلب ثابت نہیں ہوتا *

دوسری دلیل کی نسبت ہم خوشی سے اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ سبحان کا لفظ تعجب
کے موقع پر بولا جاتا ہے۔ مگر اُس کو اسرا سے خواہ وہ خواب میں ہوئی ہو یا حالت بیداری
میں اور مجسمہ ہوئی ہو یا بروح کچھ تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اُس کو اُس سے تعلق ہے جو مقصد
اعظم اس اسرا سے تھا اور وہ مقصد اعظم تو خدا نے فرمایا ہے ”لنریہ من آیاتنا انہ ہوا المصی
بالبصیر“ اور اسی کے لئے خدا نے ابتدا میں فرمایا ”سبحان الذی“ *

تیسری اور چوتھی دلیل مبنی ہے سورہ النجم کی چند آیتوں اور سورہ تکویر کی ایک آیت پر

اور جو کوئی چاہتا ہے اور کوشش کرتا ہے اُس کے لئے پوری کوشش اُس کی اور وہ ایمان والا ہے پھر یہ لوگ ہیں کہ ہوگی اُن کی سعی قبول کی گئی (۲۰)

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا (۲۰)

کہ انہوں نے اُن آیتوں کو معراج سے متعلق سمجھا ہے حالانکہ قرآن مجید سے کسی طرح نص یا اشارتاً نہیں پایا جاتا کہ وہ آیتیں معراج سے متعلق ہیں۔ علاوہ اس کے کہ یہ بعید معلوم ہوتا ہے کہ سورہ بنی اسرائیل میں جس میں معراج کا ذکر ہے وہاں تو معراج کے حالات نہ بیان کئے جاویں اور ایک زمانہ کے بعد یا قبل جب سورہ والنجم نازل ہوئی ہو اس میں معراج کا حال بیان ہو۔ سورہ والنجم سے ظاہر ہے کہ جو وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تھی اور جس کو کفار تسلیم نہیں کرتے تھے اور آنحضرت کو نعوذ باللہ جھٹلاتے تھے اُس کی تردید اور وحی کے من اللہ ہونے کی تصدیق میں وہ آیتیں نازل ہوئی ہیں اُن کو معراج سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ علما و محدثین کو سورہ والنجم کی آیتوں کے معراج سے متعلق ہونے میں اس وجہ شبہ پڑا ہے کہ بعض راویوں نے معراج کا حال بیان کرنے میں سورہ والنجم کی آیتوں کو بیان کر دیا ہے مثلاً بخاری میں انس ابن مالک سے جو روایت ہے اس کے راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ کہے ہیں ”ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان قاب قوسين وادنى فادعى الله اليه“ اور یہ الفاظ قریب اُنہی الفاظ کے ہیں جو سورہ والنجم میں آئے ہیں۔

اسی طرح مسلم میں عبد اللہ ابن سعد سے جو روایت ہے اُس کے راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ کہے ہیں، ”اذ ينشئ السدرة ما يغشى“ اور یہ الفاظ بعینہ وہی ہیں جو سورہ والنجم میں آئے ہیں۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سورہ والنجم کی آیتیں معراج سے متعلق ہیں کیونکہ حدیثوں کے راوی اپنے لفظوں میں حدیثوں کا مطلب بیان کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ اسی مطلب کے مختلف راویوں نے مختلف لفظوں میں بیان کیا ہے کسی نے، ”فلما غشيها (السدرة) من امر الله ما غشيها“ کسی نے بیان کیا ہے، ”فغشيها (السدرة) الحان لا اذى ما هي“، غرض کہ کسی راوی کا حدیث کے مطلب کو قرآن مجید کے الفاظ سے تعبیر کرنا اُس کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ وہ الفاظ اُس واقعہ سے متعلق ہیں۔

علاوہ اس کے سورہ والنجم میں یہ آیت ہے، ”ولقد رآه نزلة اخرى عند سدرة المنتهى“ یعنی آنحضرت نے اُس کو اور ایک دفعہ سدرة المنتهى کے پاس دیکھا۔ یہاں تک کہ معراج میں آنحضرت پر طاری ہوئی تھی سورہ والنجم سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس وقت جو وحی آئی تھی اُس وقت بھی وہی حالت طاری ہوئی تھی اور لفظ اخری صاف دلالت کرتا ہے کہ جو واقعہ سورہ والنجم میں

كَلَّا مُدُّ هُوَ لَا اِمْ وَّهُوَ لَا اِمْ
عَطَاءُ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ
مُخْطَلًا ۚ (۲۱)

ہر ایک کو مدد دیتے ہیں ہم اُس گروہ کو تیرے
پروردگار کی بخشش سے اور نہیں ہے بخشش
تیرے پروردگار کی رو کی گئی (۲۱)

مذکور ہے وہ واقعہ معراج سے علیحدہ ہے *

سورہ النجم سے جس امر میں وحی آنا معلوم ہوتا ہے وہ متعلق اصنام عرب تھا اور اس لئے
ان آیتوں کے بعد خدا نے فرمایا، "اخریتہم آلات والعزى ومنات الثالثة الاخرى" اور آخر کو
فرمایا، "ان يتبعون الا الظن وما تهوى الا نفس" لقد جاءهم من ربهم الهدى *

سورہ النجم کی آیتیں جن کو مفتی ابن عربی نے معراج سے متعلق سمجھا ہے اور ہم نے ان آیتوں کو
معراج کے متعلق قرار نہیں دیا وہ بلاشبہ تفسیر کے لائق ہیں تاکہ ہمارے نزدیک جو ان کی صحیح
تفسیر ہے معلوم ہو جاوے اور پھر اُس میں کچھ شبہ نہ رہے اور اگر ان آیتوں کی تفسیر عربی زبان
میں ہو تو ان کی ضمیروں کا مرجع زیادہ وضاحت سے معلوم ہوگا اس لئے ہم ان کی تفسیر عربی زبان
میں معراج و ترجمہ کے اس مقام پر لکھتے ہیں *

تفسیر آیات سورہ النجم

شمارہ کی قسم جب کہ وہ ڈھلتا ہے۔ نہیں
بھٹکا تمہارا صاحب یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اور نہ ہٹکا۔ اور وہ نہیں بولتا اپنی خواہش سے۔
نہیں ہے وہ بولنا مگر وحی جو بھیجی جاتی ہے
سکھایا ہے اُس کو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ
علم میں جو ضمیر ہے اُس کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف پھیرا جائے۔ تفسیر کبیر میں بھی
لکھا ہے کہ بہتر ہے کہ یہ کہا جاوے کہ ضمیر بھرتی
ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ اور اُس کی
مراد یہ ہے کہ سکھایا محمد کو بہت بڑی قوتوں
والے صاحب قوت نے اور اس سے مراد خدا
ہے یعنی خدا نے محمد کو سکھایا۔ جو لفظ شدید کا
اس آیت میں ہے اُس کو خدا تعالیٰ نے بہت جگہ

والنجم اذا هوى ما صاحكم يعني محمد صلعم
وما غوى۔ وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى
يوحى علمه يعني محمد صلعم في التفسير الكبير والاولى
ان يقال الضمير عائذ الى محمد صلى الله عليه وسلم
تقديره علم محمد۔ شديد القوى ذو مرة وهو الله
العلی الكبير کمال قال لنفسه ان الله قوى شديد
العقاب۔ وهو شديد الحال۔ وقال اكثر المفسرين
وهو جبريل ولا نسلم فاستوى اي محمد صلعم
وهو اي محمد صلعم بالافتقار الى علمه۔ قال صاحب
التفسير الكبير وناظر الملام محمد صلى الله عليه وسلم
مناه استوى بكان هو بالمكان العالي رتبة ومنزلة
في رتبة التقدير لا حقيقة في الحصول في المكان فان
قبل كيفية شدة هذا المكان تبال في تقديره لغيره

أَنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمُ عَلَى الْآخَرَةِ
الْكَبَرُ دَرَجَتٍ وَآكِبَرُ
تَفْضِيلًا ۝ ۲۲

دیکھ کس طرح ہم نے بزرگی دی اُن میں سے بعضوں
کو بعضوں پر اور بے شبہ کہ خرت بہت بڑی ہے
درجوں میں اور بہت بڑی بزرگی دینے میں ۝ ۲۲

بالاق المبین“ اشارۃ الی ائمہ راجعہ جبریل بالا فاق
المبین نقول وفي ذلك الموضع ايضا نقول ما قلنا
هنا انه صلى الله عليه وسلم راجع جبريل وهو
بالاق المبین يقول القائل بآيات الهاديات المبین آية
فيقول فوق السطح اذا الراى فوق السطح للمرفق والمبین
هو الفارق من ابان اى فرق اى هو بالا فاق الفارق
بين درجة الانسان ومثله الملك فانه صلى الله
عليه وسلم انتهى وبلغ الغاية وصار نبيا كما صار
بعض الانبياء نبيا ياتيه الوحي في نومه وعلی
هيئته وهو اصل الی بالا فاق الی الی والا فاق
الفارق بين المنزلتين - وايضا في التفسير
المذكور فان قيل الاحاديث تدل علی خلاف
ما ذكرته حيث ورد في الاخبار ان جبريل صلى الله
عليه وسلم راجع النبي صلى الله عليه وسلم نفسه
على صورته فسد المشرق فنقول نحن ما قلنا انه
لم يكن في الحديث ان الله تعالى اراد بهذا
الاية تلك الحكاية حتى يلزم مخالفة الحديث
وانما نقول ان جبريل راجع النبي صلى الله عليه وسلم
نفسه مرتين بسط جناحيه وقد ستر الجانِب
المشرق وسد الكبر الاية لم ترد لبيان ذلك
ثم قال تعالى شهدنا نافتى - قال في التفسير
الكبير الدنو والتدلي بمعنى واحد كانه قال
دني فقترب انتهى - والمعنى عندنا فقترب محمد
صلى الله عليه وسلم الى ربه وربه اليه فقتربا

اپنی ذات کے لئے بولا ہے - جیسے کہ ان الله
قوى شديد العقاب - وهو شديد المحال -
اکثر مفسرین نے شدید القوی ذمیرہ یعنی
بہت بڑی قوت والے صاحب قوت سے جبریل
مراولی ہے - مگر ہم اس کو نہیں مانتے بلکہ یہ کہتے
ہیں کہ اُس سے مراد خدا ہے - پھر وہ یعنی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کامل ہوا - اور وہ یعنی محمد صلی
علیہ وسلم ایک بلند مکان یعنی اعلیٰ درجہ پر تھا
ہم نے “استوی” اور “هو” کی ضمیر دونوں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراولی ہے تفسیر کثیر
لکھا ہے یہ بات ظاہر ہے کہ اس سے مراد محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - اور معنی یہ ہیں کہ وہ
باعتبار رتبہ اور منزلت اور بلند قدر کے ایک عالی
مکان میں یعنی درجہ میں تھے نہ یہ کہ وہ حقیقت
کسی مکان میں پہنچ گئے تھے - اگر یہ کہا جائے
کہ کس طرح یہ بات درست ہوگی ایسی حالتیں
کہ خدا نے ایک اور جگہ فرمایا ہے “ولقد رآه
بالاق المبین” جس میں اشارہ اس بات کا ہے
کہ آنحضرت نے جبریل کو افاق میں پر دیکھا تھا -
تو ہم اُس مقام پر بھی وہی کہیں گے جو اس مقام پر
کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل
کو دیکھا اور وہ یعنی آنحضرت افاق میں یعنی مکان
روشن میں باعتبار رتبہ و منزلت کے تھے جیسے کہ
کوئی شخص کسی سے کہے کہ میں نے چاند دیکھا اور

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقْصِدَ
مَذْمُومًا تَحْذَرُ ۚ (۲۳)

مت ٹھیرا اللہ کے سوا دوسرے کو معبود پھرتو
بیٹھ رہیگا بد حال ہوا تباہی میں پڑا ہوا (۲۳)

فی المنزلة والدرجة لا تقرب بالحسبیا قال فی
التفسیر الکبیر ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم
دنا من الخلق والامة ولا ن له صا رکوا حدنا
فندلی ای نند لی الیم بالقول اللیم الدعاء للیق
فقال انا بشر مثلك یوحی الی "وعلی هذا
ففی الکلام کما لان کانه تعالی قال الوحی یوحی
جبریل علی محمد فاستوی محمد وکمل قدنا من
الخلق بعد علویہ ونند لی الیم یلم الرسالة
وفی التفسیر المذکور ان المصدا منه هو ربہ تعا
وهو مذهب القائلین بالجبرۃ والمکان اللهم الا ان
یرید القرب بالمنزلة وعلی هذا یكون فیما فی
قوله صلی الله علیه وسلم حکایة عن ربہ تعالی من
تقرب الی شبرا تقربت الیه ذرا عا ومن تقرب
الی ذرا عا تقربت الیه باعا ومن مشی الی انبیتہ
هزلة اشارۃ الی المعنی المجازی هذا ما اختارہ
وهنا لما بین ان النبی صلی الله علیه وسلم استوی
وعلی فی المنزلة العقلیة لا فی المکان الحسی قال
قرب الله منه تحقیقا لما فی قوله من تقرب الی
ذرا عا تقربت الیه راعا۔

وہ پوچھے کہ کہاں دیکھا اور وہ جواب دے کہ
چھت پر۔ اس سے مراد یہ ہوگی کہ دیکھنے والا
چھت پر تھا نہ یہ کہ چاند چھت پر تھا۔ اور مبین
کے معنی میں جدا کرنے والے اور یہ نیا
لفظ ابان سے جس کے معنی جدا کرنے کے ہیں
پس طلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
انسان اور فرشتہ کے درجہ اور منزلت کے
جدا کرنے والے افق پر تھے کیونکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم انجیر درجہ پر پہنچ گئے تھے اور
نبی ہو گئے تھے جس طرح اور بعض نبی نبی ہوئے
ہیں۔ آنحضرت کو وحی ہوتی تھی سوتے میں اور
صلی حالت میں۔ اور آنحضرت پہنچ گئے تھے
افق اعلیٰ کو یعنی اُس افق کو جو جدا کرنے والا
ہے دونوں درجوں کو یعنی ملکیت اور
بشریت کو۔

اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے اگر یہ کہا جا
کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا۔ حدیثیں اُس کے
برخلاف دلالت کرتی ہیں۔ جہاں کہ حدیثوں
میں آیا ہے کہ جبریل نے اپنے آپ کو اپنی صلی
صورت میں آنحضرت کو دکھایا اور مشرق کو گھیر
لیا۔ تو ہم کہیں گے کہ ہم نے ایسا نہیں کہا کہ یہ
نہیں ہوا۔ اور حدیث میں یہ بات نہیں ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارادہ کیا ہے
اُس بات کے کہنے کا یعنی جو حدیثوں میں ہے
تاکہ حدیثوں کی مخالفت لازم آوے۔ بیشک

فکان قاب قوسین او ادنی ای بین محمد
علیہ السلام و بین ربہ مقدار قوسین او اقل
وہذا علی استعمال العرب قال فی التفسیر الکبیر
یکون قوس عبارة عن بعد من قاس یقوس فلو حی
ای وحی اللہ الی عبیدہ ما وحی ما کذب الفواد
ما رای قال فی التفسیر الکبیر المشہور انہ فراد

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا يَاقًا وَ
بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِنَّمَا يَبْغُفَنَّ
عِنْدَكَ الْكَبِيرُ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا
فَلَا تَقْتُلْ لَهُمَا أَقْرَبَ
وَلَا تَتَّبِعْهُمَا ذَلُّ لَهُمَا قَوْلًا
كَرِيمًا ﴿٢٣﴾

اور حکم کیا تیرے پروردگار نے کہ نہ عبادت کرو
(کسی کی) مگر اسی کی اور (حکم کیا) ما باپ کے
ساتھ احسان کرنے کو اگر پہنچے تیرے ساتھ بڑھاپے
کو ان دونوں میں کا ایک یا دونوں تو مت کہ
ان کو اف تک اور مت بھڑک ان کو اور کہ
ان کے لئے بات تعظیم کی ﴿۲۳﴾

محمد صلی اللہ علیہ وسلم معناه انہ ما کذب
فوادہ واللام لتعریف ما علمہ لیسبق ذکر محمد
علیہ الصلوٰۃ والسلام فی قوله "الی عبدا" وفی قوله
"وهو بالا فوق الاعلیٰ" وقوله تعالیٰ "ما حصل
صاحبکم" والرائی هو فواد محمد علیہ السلام
والمرئی الایات العجیبۃ الالہیۃ +

افتخار و تہ علی مایری ای علی ما قدرای
محمد علیہ السلام و لقد راہ اے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم ربہ برویۃ الفواد نزلة وفی التفسیر الکبیر
النزل بالقرب المعنوی لا الحسی فان الله تعالیٰ
قد یقرب بالرحمة والفضل من عبدا ولا یرا
العبدا لهذا قال موسى علیہ السلام "رب ارنی"
ای ازل بعض حجج العظمت والمجد لادن من العبد
بالرحمة والا فضل لاراک اخری فی تفسیر ابن
عباس منہ اخری غیر الذی اخبر کہ ہا عند
سدرة المنتہی عند حاجۃ المادی و هذا دلیل
علی الواقعتی الذی ذکرہا فی هذه السورة ماعدا
وافقت المعراج فانما مہا بواقعة المعراج لیس
بصحیحہ ولہ دلیل ثان فی الاية الاتية - اذ یغشی
السدرۃ ما یغشی وهذا اخبارا وقع فی المعراج -
فی البحاری عن ابن شہاب عن النسائی عن مالک

ہم کہتے ہیں کہ جبریل نے اپنے میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو دودفعہ دکھایا اور اپنے بازو پھیلا دیا
اور مشرق کی طرف کو گھیر لیا۔ لیکن یہ آیت اس
بیان میں نازل نہیں ہوئی۔ واضح ہو کہ اس مقام
پر ہم کو اس بات سے بحث کرنی کہ جبریل نے
آنحضرت کو کس طرح پردہ کھلایا اور آنحضرت
نے ان کو کس طرح پردہ کھیا ضرور نہیں ہے۔ کیونکہ اس
بحث کو چھڑیں تو غلط بحث ہو جاتا ہے +

اس کے بعد خدا تعالیٰ نے فرمایا پھر وہ
قریب ہوا پھر قریب ہو گیا۔ تفسیر کبیر میں لکھا
ہے کہ دنو اور ندلی کے لفظ جو اس آیت
میں آئے ہیں۔ ان کے ایک ہی معنی ہیں۔ ان
کے ایک ہی معنی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ قریب
ہوا پھر قریب ہو گیا۔ ہمارے نزدیک ان دونوں
لفظوں دنی۔ فتدلی میں جن کے معنی ہیں
قریب ہوا پھر قریب ہو گیا۔ جو ضمیر میں ہیں وہ
خدا اور پیغمبر خدا کی طرف پھرتی ہیں۔ اور معنی
یہ ہیں۔ کہ قریب ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے رب سے یا ان کا رب ان سے یعنی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم سے۔ اس قرب سے قریب ہونا نزول
اور درجہ میں مراد ہے نہ ظاہر میں دو چیزوں کے

اور مجھ کا اُن کے لئے بازو تواضع کے مہربانی سے
اور کہ لے پروردگار رحم کر اُن پر جس طرح پر کہ
انہوں نے پالا مجھ کو چھٹ پنے میں (۲۵)

وَ اَخْفِضْ لِهٖمَا جَنَاحَ الدَّلِّ مِّنَ
الرَّحْمٰنِ وَقُلْ رَّبِّ اَرْحَمُهُمَا كَمَا
رَبَّيْنِيْ صَغِيْرًا (۲۵)

پاس پاس ہو جانے سے تفسیر کبیر میں لکھا ہے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لوگوں سے اور
اپنی امت سے قریب ہوئے۔ اور اُن کو کئے
نرم ہو گئے۔ اور انہی میں سے ایک کی مانند ہوئے۔
پھر قریب ہو گئے اُن سے نرم باتوں اور نرم کلام
سے پھر کہا میں انسان ہوں تم جیسا۔ وحی آتی
ہے مجھ پر۔ اور اس بنا پر کلام میں دو خوبیاں ہیں
گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر وحی کہ لاتے ہیں
جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کامل اور پورے ہوئے۔ پھر اپنے اونچے
ہونے بعد دنیا کے لوگوں سے قریب ہوئے۔
اور اُن سے نزدیک ہوئے اور خدا کا پیغام
پہنچا دیا۔

اسی تفسیر میں ہے کہ تدلی کی ضمیر خدا
کی طرف پھرتی ہے اور یہ اُن کا نہر ہے جو
خدا کے لئے جنت اور مکان کے قائل ہیں۔
مگر حاشا و کلا قرب سے سوائے قرب نہ لیت کی اور کچھ نہیں
ہے۔ اور بنیاد میں طلب کے ہی مطالب میں فعل کا جس میں

آنحضرت نے خدا کی طرف سے کہا ہے کہ جو مجھ سے ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے میں اس سے ہاتھ بھر نزدیک
ہوتا ہوں اور جو مجھ سے ہاتھ بھر قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اور جو میری طرف چلتا ہے
میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔ یہاں قرب سے معنی مجازی مراد ہیں نہ حقیقی۔ اور یہی ہم نے
اختیار کیا ہے۔ اور یہاں جب بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کامل ہونے اور عقلی مرتبہ میں
اونچے ہوئے نہ کہ حسی مرتبہ میں۔ تو پھر فرمایا کہ خدا اُن سے قریب ہوا تحقیقاً جیسا کہ اُس نے
فرمایا کہ جو میری طرف ہاتھ بھر رہتا ہے میں اس کی طرف دو ہاتھ بھر رہتا ہوں۔ پھر یہ کیا فاصلہ

عن ابی ذر۔ ثم انطلق بی حتی انتہی بی الے
السدرۃ المنتہی و غشیہا الوان لا ادری ماہی۔
وفی النسائی عن سعید بن عابد العزیز عن یزید
ابن ابی مالک عن انس بن مالک۔ ثم صعد بی
فوق سبع سموات فایتی سدرۃ المنتہی فغشیہ
ضبابہ بن غمرات ساجدا۔ وشریک ابن عبد اللہ
فی حدیثہ عن انس بن مالک اتی بعدۃ الفاظ من
سورۃ النجم قال حتی جاء سدرۃ المنتہی و فی
الجبار رب العزۃ فتدلی حتی کا قلاب قوسین
اواد فی فا وحی اللہ الیہ فیما یروی اللہ۔ ما زاغ
البصر وما طغی فی التفسیر الکبیر وما علی قولنا
غشیہا نور فقوله "ما ناغ" ای ما مال عن الا نوا
"وما طغی" ای ما طلب شیئاً وراءہا
وفیہ وجہ اخر وہو ان یکرر ذلک بیان
لوصول محمد صلی اللہ وسلم الی سدرۃ الیقین
الذی لا یقین فوقہ ولقد لدی من آیات
ربہ الکبری و ہذا کقولہ تعالیٰ فی سورۃ
الاسراء "لنزله من ایتنا"۔

کَرِّبْكُمْ أَعْلَمَ بَعَانِي نُفُوسِكُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا تَكُونُوا
صَالِحِينَ ﴿۲۶﴾

تمہارا پروردگار جاننا ہے جو کچھ کہتا ہے جی میں
ہے اگر تم ہو گے نیک ﴿۲۶﴾

دو کمانوں کا یا اس سے بھی کم یعنی حضرت محمد علیہ السلام اور خدا کے درمیان دو کمانوں کا فاصلہ یا اس سے بھی کم رہ گیا۔ یہ الفاظ عرب کے محاورہ کے موافق آئے ہیں۔
تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ قوس سے دوری مراد ہو سکتی ہے کیونکہ قاس یقوس کے معنی ہیں دور ہوا اور دور ہوگا۔ پھر وحی بھیجی یعنی اللہ نے اپنے بندہ کی طرف جو بھیجی۔ نہیں جھٹلایا دل نے اس چیز کو کہ دیکھا تھا۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ کہ مشہور یہ ہے کہ یہاں دل سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مراد ہے۔ معنی یہ کہ اُن کے دل نے نہیں جھٹلایا۔ اور لام تعریف کا اس لئے آیا کہ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلے ذکر ہو چکا ہے خدا کے اس قول میں کہ اپنے بندہ کی طرف اور اس قول میں کہ وہ افونجی افق پر تھا اور اس قول میں کہ تمہارا صاحب نہیں ٹھیکا۔ اور دیکھنے والا محمد علیہ السلام کا دل ہے اور جو دیکھا وہ خدا کی عجیب نشانیاں ہیں۔

کیا تم جھگڑتے ہو اُس سے اُس چیز پر کہ اُس نے دیکھی یعنی اس پر جو محمد علیہ السلام نے دیکھا اور بیشک دیکھا اس کو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دل کی میثاق سے دیکھا۔ انزاتا تفسیر کبیر میں ہے کہ یہاں قرب سے نزول معنوی مراد ہے نہ حسی کیونکہ خدا بھی رحمت اور مہربانی کے ساتھ اپنے مہربانی کے ساتھ اپنے بندہ سے قریب ہوتا ہے۔ اور بندہ ہا کو نہیں دیکھتا۔ اسی احوال سے علیہ السلام نے کہا اے خدا مجھ کو دکھا یعنی عظمت و جلال کا ایک پردہ ہٹا دے اور رحمت اور مہربانی کے ساتھ اپنے بندہ سے قریب ہو۔ تاکہ تجھ کو دیکھوں۔ دوسری بار تفسیر ابن عباس میں ہے کہ دوسری بار نہ وہ کہ جس کی تم کو خبر دی۔ سدرۃ المنتہی کے پاس جبکہ پاس جنت الماویٰ ہے یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ جو واقعہ اس سورہ میں بیان ہوا وہ معراج کے سوا ایک اور واقعہ ہے۔ اس کا ملانا واقعہ معراج کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ اور اگلی آیت میں دوسری دلیل ہے۔ جب چھا گیا سدرہ پر جو چھا گیا یعنی ڈھانپ لیا سدرہ کو جس نے ڈھانپ لیا یہ واقعہ معراج کی خبر ہے۔ بخاری میں ابن شہاب سے پھر انس بن مالک سے پھر ابو ذر سے روایت ہے کہ پھر مجھ کو لے گیا یہاں تک کہ سدرۃ المنتہی تک پہنچا دیا۔ اور اس پر ایسے رنگ چھائے تھے کہ میں نہیں سمجھا وہ کیا چیز تھے اور نسائی میں سعید بن عبدالعزیز سے پھر زید بن ابیہ مالک سے پھر انس بن مالک سے روایت ہے کہ پھر مجھ کو سنا آسمانوں سے اوپر لے گیا۔ پھر ہم سدرۃ المنتہی تک پہنچے اور مجھ پر ایک کمرسی چھا گئی اور میں

فَإِنَّهٗ كَانَ لِلَّهِ أَبْنٌ
خَفِيًّا رَّآ (۲۷)

پھر بیشک وہ ہے (گناہوں سے) پھر نبیوالوں
کو بخشنے والا (۲۷)

سجدہ میں گرا۔ اور شریک بن عبد اللہ نے اپنی حدیث میں جو انس بن مالک سے روایت کی ہے چند الفاظ سورہ نجم کے بیان کر دئے ہیں۔ اور کہا کہ یہاں تک کہ سدرۃ المنتہی تک آیا۔ اور خدا سے رب العزت قریب ہوا پھر قریب ہو گیا۔ یہاں تک کہ دو کمانوں کا فاصلہ یا اس سے بھی کم ہو گیا۔ پھر خدا نے اُس کی طرف وحی بھیجی جو کچھ بھیجی۔ نہیں پہلی نظر نہ حد سے بڑھی تفسیر کہ یہ میں ہے کہ ہمارے اس قول کے موافق کہ اس پر نور چھایا ہوا تھا۔ خدا کے اس قول کے معنی یہ ہونگے کہ نہ وہ انوار سے دور ہوا۔ نہ سوائے اُن کے اور چیز اُس نے طلب کی۔ اور ایک معنی اس کے اور بھی ہیں۔ وہ یہ کہ شاید یہ بیان ہو حضرت رسول اللہ کے سدرۃ الیقین تک پہنچنے کا جس سے بالاتر کوئی یقین نہیں ہے۔ اور بیشک و یحییٰ اُس نے اپنے خدا کی بڑی نشانیاں۔ یہ قول خدا کا ایسا ہے جیسا سورہ اسراء میں ہے تاکہ ہم اس کو اپنی نشانیاں دکھائیں انتہے *

اس تفسیر میں ہم نے ”شدید القوی ذومرہ“ سے خدا مراد لی ہے اور اکثر مفسرین نے جبریل مراد لی ہے حالانکہ جبریل کے مراد لینے کے لئے کوئی اشارہ اس مقام میں نہیں ہے بلکہ جب خدا نے سورہ قیامہ میں فرمایا ہے ”ان علینا جمیعہ وقلانہ فاذا قلنا ہ فانتقم قتلانہ“ تو نہایت مناسب ہے کہ ”علہ شدید القوی ذومرہ“ سے خدا مراد لی جاوے لیکن اگر جبریل مراد لیجائے تو اس وقت یہ بحث پیش ہوگی کہ حقیقت جبریل کیا ہے اور نتیجہ بحث کا یہ ہوگا کہ ہوقوت اللہ وقد رتد اور اُس وقت شدید القوی ذومرہ سے خدا مراد لینا یا جبریل مراد لینا دونوں کا نتیجہ متحد ہو جاوے گا *

سورہ النجم میں یہ آیت ہے ”فاستوی وهو بالافق الاعلیٰ“ اسی کی مانند ایک آیت سورہ تکویر میں ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے ”لقد دنا بالافق المبین“ صاحب تفسیر کہنے جس طرح کہ وہ بالافق الاعلیٰ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کیا ہے اسی طرح بالافق المبین کو بھی آنحضرت سے متعلق کیا ہے مگر داہ میں جو ضمیر غائب کی ہے اُس کو جبریل کی طرف راجع کیا ہے مگر جب ہم ان دونوں آیتوں میں سے ایک کی تفسیر دوسری آیت سے کریں تو سورہ تکویر کی آیت کی تفسیر اس طرح پر ہوتی ہے ”لقد دنا ای دالہ محمد بالافق المبین ای علی مرتبہ ومنزلتہ فی رفعتہ القد رکما فسر صاحب التفسیر البکیر قولہ تعالیٰ بالافق الاعلیٰ *

وَآيَاتِ الْقُرْآنِ حَقًّا
وَالْمُسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَلَا
تُبَيِّنْ دُنْيَانِيْرًا ۝۲۸

اور (حکم کیا) دسے قرابت والے کو اس کا حق اور
مسکین کو اور مسافر کو اور مت خچ کر بے جانچ
کرنا ۝۲۸

پس اس تفسیری دلیل میں جو سورہ بنجم کی آیت کو معراج سے متعلق کیا ہے اور شفاء
میں قاضی عیاض نے جو یہ حجت پکڑی ہے کہ اگر معراج سوتے میں ہوتی تو اُس میں نہ کوئی
نشانی ہوتی نہ معجزہ درست نہیں ہے اس لئے کہ اگر معراج رات کو بحجرہ اور جاگنے کی
حالت میں ہوئی ہوتی تو بھی اُس پر معجزہ کا اطلاق نہیں ہو سکتا کیونکہ معجزہ کے لئے تحدی
اور اُس کا وقوع سب کے سامنے اور کم سے کم منکرین کے سامنے ہونا لازم ہے معراج اگر
رات کو چپکے چپکے ہو گئی تو وہ معجزہ کیونکر قرار پا سکتی ہے *

مگر یہ کہنا قاضی صاحب کا کہ نہ کوئی نشانی ہوتی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ انہوں نے
آیت کو معجزہ سے علیحدہ بیان کیا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ انبیاء علیہم السلام
کے خواب جن میں وحی کا ہونا بھی ممکن ہے آیت من آیات اللہ ہوتے ہیں بخاری میں
حضرت عایشہ کی حدیث میں ہے "اول ما بدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم
من الوحى المودى المصالحه فى النوم" یعنی حضرت عایشہ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کو اول اول جب وحی آئی شروع ہوئی تو اچھی اور بھی خوابوں کا دیکھتا تھا اور بلاشبہ
ایک آیت ہوتی ہیں آیات اللہ میں سے *

چوتھی دلیل تو اس سے زیادہ بودی ہے۔ حضرت عایشہ کا مذہب یہ ہے کہ معراج
بحجرہ نہیں ہوئی۔ مگر قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ مشہور مذہب حضرت عایشہ کا نہیں
ہے۔ بلکہ صحیح مذہب اُن کا اس کے برخلاف ہے کیونکہ انہوں نے خدا کی رویت سے
واقعہ معراج میں انکار کیا ہے اور اگر معراج صرف خواب ہوتی تو وہ رویت کا انکار نہ
کرتیں *

اول تو یہ پوچھنا ہے کہ خواب میں خدا کے دیکھنے کی حضرت عایشہ قائل ہیں۔ اس کا
کیا ثبوت ہے؟ کیونکہ خدا کو نہ کوئی جاگتے میں دیکھ سکتا ہے نہ خواب میں *

حضرت عایشہ کے انکار رویت پر جو دلیل قاضی عیاض نے بیان کی ہے وہ صحیح بخاری
کی اُس حدیث سے استنباط کی ہے جو ہم نے اوپر بیان کی ہے۔ اُس حدیث سے کسی طرح یہ
استدلال نہیں ہو سکتا کہ حضرت عایشہ خواب میں رویت باری کی قائل تھیں۔ اُس حدیث
میں صرف اتنا بیان ہے کہ حضرت عایشہ نے فرمایا کہ جو شخص یہ بات کہے کہ آنحضرت نے

إِنَّ الْمُبَدِّدِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ
وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ
كَفُورًا (۲۹)

بیشک بچا خرچ کرنے والے میں بھائی شیطانوں
کے اور ہے شیطان اپنے پروردگار کیلئے
ناشکری کرنے والا (۲۹)

خدا کو دیکھا تھا۔ تو وہ خدا پر بتان باندھتا ہے *

مشرق و اُٹل موجود تھے انہوں نے حضرت عایشہ سے کہا کہ قرآن میں تو ہے -
”وَلَقَدْ دَاوَاهُ بِالْأَفْقِ الْمُبِينِ“ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو افق مبین پر دیکھا حضرت
عایشہ نے کہا کہ میں آنحضرت سے پوچھ چکی ہوں - اس سے مراد جب وہ اُٹل کا دیکھتا ہے - اور
یہ بھی حضرت عایشہ نے کہا کہ خدا نے فرمایا ہے ”لَا تَدْكُمَا الْبَصَارُ وَهَوِيْدُكُمَا الْبَصَارُ“
اتنے کلام میں کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عایشہ خواب میں خدا کے دیکھنے کی
قائل تھیں *

اگر کوئی یہ استدلال کرے کہ حضرت عایشہ کا مذہب یہ تھا کہ معراج مجیدہ نہیں ہوئی
اور اس لئے انہوں نے اُس حدیث میں خدا کے دیکھنے سے انکار کیا تو اس سے لازم آتا
ہے کہ قاضی عیاض نے جو یہ بات لکھی ہے ”الذی يدل عليه صحيح قولها انه بجسد“
غلط اور باطل ہے *

علاوہ اس کے حدیث مذکور میں عام طور پر بلا ذکر معراج کے حضرت عایشہ نے فرمایا ہے
جس شخص نے خیال کیا کہ آنحضرت نے خدا کو دیکھا ہے تو اُس نے خدا پر بتان کیا اور اُس
میں کچھ ذکر نہیں ہے آنکھ سے دیکھنے یا خواب میں دیکھنے کا - تو کسی طرح اُس سے ثابت
نہیں ہوتا کہ حضرت عایشہ کا یہ مذہب تھا کہ خواب کی حالت میں انسان خدا کو دیکھ سکتا
ہے *

پانچویں دلیل بھی نہایت بودی ہے - وہ دلیل اس امر پر مبنی ہے کہ اگر آنحضرت
بیت المقدس میں جانا خواب کی حالت میں بیان کرتے تو قریش اُس سے انکار نہ کرتے
اور جھگڑے کے لئے مستعد نہ ہوتے - اُن کا جھگڑا صرف اسی لئے تھا کہ آنحضرت کا
بیت المقدس مجیدہ جانا خیال کیا گیا تھا - اس دلیل کے ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قریش
کی مخالفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس وجہ سے تھی کہ آنحضرت نے دعوئے نبوت و رسالت
کیا تھا - اور واقعات معراج جو کچھ ہوئے ہوں وہ نبوت اور رسالت کے شعیبوں میں سے تھے
اور اس لئے ضرور تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن واقعات کا سوتے میں دیکھنا
فرمایا ہو یا جائز گئے کی حالت میں - قریش اُس سے انکار کرتے اور نعوذ باللہ آنحضرت کو جھٹلاتے

وَمَا تَعْرَضْنَ عَنْهُ
ابْتِغَاءَ
رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ
تَرْجُوْنَ مَا فَتَقُلُّ لَكُمْ فَوْقَ
مَبْسُورًا (۳۰)

اور اگر تو منہ پھیرے اُن سے خواہش میں کسی
رحمت کی اپنے پروردگار سے جس کی تومید
رکھتا ہے (یعنی بالفعل تیری پس اُن کی ساتھ ملوک
کرنے کو کچھ نہ ہو اور تجھ کو خدا کی رحمت سے کشائش
کی امید ہو) تو کہ اُن کو بات نرمی سے (۳۰)

کیونکہ وہ اصل نبوت و رسالت سے منکر تھے پھر جو امور کہ شعبہ نبوت تھے اُن سے بھی انکار
کرنا اُن کو لازم تھا۔

قریش خواب کو بھی شعبہ نبوت سمجھتے تھے اور جو خواب کہ اُن کے مفصد کے برخلاف
ہوتا تھا۔ اُس سے گھبراہٹ اور ناراضی اُن میں پیدا ہوتی تھی۔ اس کی مثال میں عائکہ
بنت عبدالمطلب کا ایک لمبا چوڑا خواب ہے۔

عائکہ نے جو عبدالمطلب کی بیٹی تھیں ضمضم کے مکہ میں آنے سے تین دن پہلے ایک
وكانت عائكة بنت عبدالمطلب قد رأت قبل قدوم
ضمضم مكة ثلاث ليالٍ رأتها ففتنتها على
أخيها العباس واستلكتها خبرها - قالت رأت رابكا
على بعير له واقفاً لا يطمئئنه صرخه على صوته ان
انصرفوا إلى آل غدلم صار كمن ثلاث قالت فإرى
الناس قد اجتمعوا إليه ثم دخل المسجد فمثل بعيرة
على الكعبة ثم صرخ مثلاً مثل بعيرة على رأس
أبي قيس فصرخ مثلاً ثم اخذ حجرة عظيمة و
ارسلها فلما كانت باسفل الوادي رخصت فما بقي بيت
من مكة الا دخله فلفه منها فخرج العباس فلق الوليد
بن عتبة بن ربيعة وكان صدقته فذبحها له واستلكتها
ذلك فذبحها الوليد لآبيه عتبة ففتن الخبر فلف أبو جهم
العباس فقال لي يا أبا الفضل قبل البينا قال فلما فرغت
من طوافي قبلت إليه فقال لي متى حدثت فيكم هذه
الغيبية وذكري يا عائكة ثم قال ما رضيت من انبياء
جالكم حتى تنبأ نساؤكم -

(صغره جلد حدو تاریخ کامل ابن اثیر)۔

بکھر گئے اور کوئی مکان مکہ کا نہیں بچا جس میں
پتھر کا ٹکڑا نہ گرا ہو۔ اس خواب کو سنکر عباس
نکلے اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جو اُن کا دوست تھا ملے اور اُس خواب کا اُس سے ذکر کیا۔ اور

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولًا إِلَىٰ غُنْفِكَ
وَلَا تُبْسِطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ تَتَقَدَّرُ مَلُومًا
مَحْسُومًا ﴿۳۱﴾

اور مت کر اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا سا تھا پنی گردن
کے اور مت کھول اُس کو بالکل کھول دینا پھر
میٹھ رہیگا تو ملامت کیا گیا اور پختا ہوا ﴿۳۱﴾

اُس سے اس خواب کے چھپانے کی خواہش کی ولیب نے اپنے باپ بختہ سے اُس خواب
کو بیان کیا اور چرچا پھیل گیا۔ پھر ابو جہل کی ملاقات عباس سے ہوئی۔ اس نے اُن سے کہا
اے ابو الفضل میرے پاس آؤ۔ عباس کہتے ہیں کہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہو کر میں اس کے
پاس گیا۔ اُس نے کہا کہ تم میں یہ پیغمبری کب سے پیدا ہو گئی اور اُس نے عاتکہ کے خواب کا
ذکر کیا۔ پھر کہا اس سے تمہاری تسلی نہیں ہوئی کہ تمہارے مردوں نے نبوت کا دعوے کیا
یہاں تک کہ تمہاری عورتیں بھی پیغمبری دعوے کرنے لگیں *

اصل یہ ہے کہ آنحضرت نے معراج کی بہت سی باتیں جو خواب میں دیکھی ہو گئی لوگوں سے
بیان کی ہو گئی مگر اُن کے بیت المقدس میں جانا اور اُس کو دیکھنا بھی بیان فرمایا ہوگا۔
قریش سوائے بیت المقدس کے اور کسی حال سے واقف نہیں تھے۔ اس لئے اُنہوں نے
امتحاناً آنحضرت سے بیت المقدس کے حالات دریافت کئے۔ چونکہ انبیاء کے خواب صحیح اور
سچے ہوتے ہیں۔ آنحضرت نے جو کچھ بیت المقدس کا حال خواب میں دیکھا تھا بیان کیا جس کو
راویوں نے "فعلی اللہ لی بیت المقدس" فرقعہ اللہ لی انظر الیہ کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے
پس اُس محاسنت سے جو قریش نے کی آنحضرت کا بحسدہ اور بیداری کی حالت میں بیت
المقدس جانا ثابت نہیں ہو سکتا *

چھٹی دلیل طبرانی اور بیہقی کی احادیث پر مبنی ہے۔ ان دونوں کتابوں کا ایسا درجہ
نہیں ہے جن کی حدیثوں سے ردّ و قبولاً بحث ہو سکتی ہے۔ اُس کا کچھ ذکر نہ ہو۔ بائیں ہمہ
اتہانی کی حدیث سے تو کوئی امر ثابت نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اُس حدیث میں ہے کہ
آنحضرت نے نماز عشا یہاں پڑھی اور ہمارے پاس سور ہے۔ پھر صبح کو ہم کو جگایا اور صبح کی
نماز ہمارے ساتھ پڑھی۔ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ عشا کی نماز تو میں نے تمہارے ساتھ پڑھی اور
پھر میں بیت المقدس میں گیا اور وہاں نماز پڑھی پھر صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی *

اس حدیث میں یہ لفظ ہیں "شرجئت بیت المقدس" اور اسی پر قاضی عیاض نے
استدلال کیا ہے کہ اسرار بحسدہ تھی حالانکہ صرف "جئت" کے لفظ سے جس کے ساتھ کچھ بیان
نہیں ہے کہ آنحضرت کا جانا یہ روحانی طور پر تھا یا جسمانی طور پر۔ بحسدہ جانے پر استدلال نہیں ہو سکتا
خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ اس کی تشریح اس مقام پر پہنچی ضرور تھی *

إِنَّ رَبَّكَ يَبْطِئُ الزُّزْزَىٰ مَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ
لَهُ كَانِ عِبَادٌ خَاسِرُونَ (۳۶)

بیشک تیرا پروردگار فراخ کرتا ہے رزق کو جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے بیشک وہ ہے اپنے بندوں پر خبر رکھنے والا دیکھنے والا (۳۶)

دوسری حدیث - شدا بن اوس کی ایسی رکات لفظ و معنی پر مشتمل ہے اور جو طرز کثرت بیان کرنے کا ہے - اس سے اس قدر بعید ہے کہ کسی طرح قابل اعتناء نہیں

صوت دوم یعنی اسراء کا مکہ سے بیت المقدس تک
بجسدہ و بحالت بیداری ہونا اور معراج کا اُس کے
بعد بیت المقدس سے آسمانوں اور سدرة المنتہی تک
بروحہ ہونا

ایک قلیل گروہ علماء اور محدثین کا یہ مذہب ہے کہ اسراء مکہ سے بیت المقدس تک بجسدہ و بحالت بیداری ہوئی اور اُس کے بعد بروحہ - جن لوگوں کا یہ مذہب ہے وہ مکہ سے بیت المقدس تک جانے کا نام اسراء رکھتے ہیں اور بیت المقدس سے آسمانوں اور سدرة المنتہی تک جانے کا معراج

اُن کی اس رائے کی تائید میں نہ قرآن مجید میں کچھ تصریح ہے اور نہ احادیث سے و ذہب بعضہم الى ان الاسراء كان في اليقظة والمعالج كان في النوم * * * قال الله سبحانه وتعالى قال " سبحان الذي اسرى عبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى " فلو وقع المعالج في اليقظة كان ذلك في الذكر الى اخره - (فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۱۵۱) *
اُس کی تصریح معلوم ہوتی ہے مگر فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ بعض لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ اسراء بیداری کی حالت میں ہوئی اور معراج سونے کی حالت میں اور اُن کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ، " پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بند کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک " اور اگر معراج جاگنے میں ہوتی تو اُس کا ذکر کرنا زیادہ مبالغہ ہوتا

اگرچہ اس بیان میں اسراء کے بجسدہ ہونے کا کچھ ذکر نہیں مگر لفظ في اليقظة اسراء ہونے سے سمجھا جاسکتا ہے کہ بجسدہ في اليقظة ہوئی تھی *
مگر اس دلیل کے ناکافی ہونے کے لئے اسی بات کا کہنا کافی ہے کہ بلاشبہ خدا نے

اور بت مار ڈالو اپنی اولاد کو ڈر سے افلاس کے
ہم اُن کو رزق دیتے ہیں اور تم کو شیک اُن کا ڈرنا
سے خطا بہت بڑی (یعنی بہت بڑا گناہ) (۳۲)

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ حَتَّىٰ
أَمْلَاقُ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ
قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا (۳۳)

فرمایا ہے کہ ”سبحان الذی اسری بعبدہ لیلۃ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ“ مگر اس میں
کچھ ذکر یا اشارہ اس بات کا کہ اسرا بجمالت بیداری اور بجدہ ہوئی تھی نہیں ہے پس اُس بات
سے اس بات پر کہ معراج بجمالت بیداری ہوئی تھی استدلال نہیں ہو سکتا *

اس بیان سے جو فتح الباری میں ہے لازم آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بیت المقدس میں پہنچنے کے بعد سو رہے تھے اور اُس کے بعد معراج یعنی عروج الی السموات
سونے کی حالت میں ہوا تھا حالانکہ کسی حدیث سے نہیں پایا جاتا کہ آنحضرت بیت المقدس
میں پہنچ کر سو رہے ہوں *

علاوہ اس کے ہم نے صورت اول کی بحث میں ظاہر کیا ہے کہ کوئی دلیل اس بات پر
نہیں ہے کہ اسرا یا معراج بجمالت بیداری و بجدہ ہوئی تھی اور جو کہ اسرا بھی اُسی کا ایک نمونہ
ہے اس لئے اسرا کا بھی بجمالت بیداری اور بجدہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور اس کے لئے
جداگانہ دلیلوں کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے *

تیسری صُوت یعنی معراج کا جس میں اسرا بھی داخل ہے ابتدا سے

انتہا تک بروحہ اور سو کی حالت میں یعنی خواب میں ہونا

اس میں کچھ شک نہیں کہ ایک قلیل گروہ علماء و محدثین کا یہ مذہب ہے کہ معراج ابتدا سے
انتہا تک سونے کی حالت میں ہوئی تھی یعنی وہ ایک خواب تھا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے دیکھا تھا مگر اُس کی دلیلیں ایسی قوی ہیں کہ جو شخص اُن پر غور کرے گا وہ یقین کرے گا کہ تمام
واقعات معراج سونے کی حالت یعنی خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے
تھے اور اُس کے لئے یہ دلیلیں ہیں *

اول۔ ولالت انص یعنی خدا کا یہ فرمان کہ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلۃ یعنی رات
کو خدا اپنے بندہ کو لے گیا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خواب میں یہ امر واقع ہوئے تھے جو
وقت عام طور پر انسانوں کے سونے کا ہے ورنہ ”لیلۃ“ کی قید لگانے کی ضرورت نہ تھی۔
اور ہم اس کی مثالیں بیان کرینگے کہ خواب کے واقعات بلا بیان اس بات کے کہ وہ خواب ہی

وَلَا تَقْرَبُوا الزَّيْفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً
وَسَاءَ سَبِيلًا (۳۶)

اور نہ پاس پھٹکوزنا کے بیشک وہ ہوجیائی
اور بُری راہ (۳۶)

بیان ہوئے ہیں کیونکہ خود وہ واقعات دلیل اس بات کی ہوتے ہیں کہ خواب کا وہ بیان ہے

دوہ خود اسی سورۃ میں خدا نے معراج کی نسبت فرمایا ہے، "وما جعلنا الرويا للذي ادبناك الا فتنة للناس" یعنی ہم نے نہیں کیا اُس خواب کو جو تجھے دکھایا مگر آزمائش واسطے لوگوں کے۔ بخاری میں عبد اللہ بن عباس سے دو حدیثیں ہیں کہ اس آیت میں جس میں رويا کا ذکر ہے اُس سے معراج میں آنحضرت نے جو دیکھا وہ مراد ہے مگر اس مقام پر لفظ رويا کی نسبت جو قرآن مجید میں ہے اور لفظ عین کی نسبت جو عبد اللہ بن عباس کی روایت میں ہے بحث ہے جس کو ہم آئندہ بیان کریں گے اور ثابت کریں گے کہ رويا سے خواب ہی مراد ہے اور لفظ عین سے جو عبد اللہ بن عباس کی حدیث میں آیا ہے اُن معنوں میں کچھ تغیر نہیں ہوتا

پہلی حدیث بخاری کی یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبد اللہ نے اُس نے
حدثنا علي بن عبد الله قال حدثنا سفيان عن
عمر عن عكرمة عن ابن عباس ما جعلنا الرويا للذي
ادبناك الا فتنة للناس قال هي رويا عین رہا
رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة اُسرى به الخ۔
(بخاری صفحہ ۶۸۶) *
مراد ہے جو رسول اللہ کو اسرار کی رات دکھایا گیا

دوسری حدیث بخاری کی یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے حمید بن اُس نے کہا
حدثنا الحميد بن عبد الله قال حدثنا سفيان قال حدثنا
عمر عن عكرمة عن ابن عباس في قوله تعالى وما جعلنا
الرويا للذي ادبناك الا فتنة للناس قال هي رويا عین
ارها رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة اُسرى
به الى بيت المقدس -
(بخاری صفحہ ۵۰) *
رویا سے آنکھ کا دیکھنا مراد ہے جو رسول اللہ

کو دکھایا گیا اُس رات جب کہ بیت المقدس لیجائے گئے *
سورہ - مالک بن معصومہ اور انس بن مالک کی حدیثیں جو بخاری اور مسلم میں مذکور
ہیں اُن سے پایا جاتا ہے کہ معراج کے وقت آپ سوتے تھے اور اُن حدیثوں کے

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ
اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا
فَنَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا
يُسْرِفُ فِي الْقَتْلِ
إِنَّهُ كَانَ
مَنْصُورًا ۝۳۵

اور مت مارڈو اُس جان کو جس کو (مارڈانا) حرام کیا ہے
اللہ نے مگر ساتھ حق کے (یعنی بحق قصاص) اور
جو کوئی مارا جائے مظلوم ہو کر تو بیشک ہم نے کیا ہے
اُس کے ولی کے لئے علیہ پھر نہ زیادتی کرے (کوئی)
مارڈالے میں بیشک وہ (یعنی اُس کا ولی) ہے
مدد دیا گیا ۝۳۵

مندرجہ ذیل الفاظ ہیں *

مالک بن صعصعہ کی حدیثوں میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
”بینا انا عند البیت بین الناس والبقطان“ *
انہی مالک بن صعصعہ کی ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ”بینما
انا فی الحطیم وربنا قال فی الحج ومضطجعاً“ *
انس بن مالک کی حدیثوں میں ہے ”فیما یرى قلبہ وتنام عینہ ولا ینام قلبہ“ اور اسی
حدیث کے آخر میں ہے ”فاستیقظ وهو فی المسجد الحرام“ *
صحاح کی اور کسی حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ کسی وقت معراج کے اوقات
میں آپ جاگتے تھے *

چہارم - معاویہ حسن - حذیفہ بن الیمان اور حضرت عائشہ کا مذہب تھا کہ اسرار یا
معراج خواب میں ہوئی ہے *

مگر قاضی عیاض نے جو قول نقل کئے ہیں ان کے اوپر کچھ اعتراض بھی وارد کئے ہیں۔
خصوصاً حضرت عائشہ کے قول پر۔ مگر جب ہم اس وجہ کی تشریح کریں گے تو بیان کریں گے کہ وہ
اعتراض صحیح نہیں ہے اور اس قدر ہم اب بھی یاد دلادیتے ہیں کہ شفاء قاضی عیاض میں
حضرت عائشہ کا قول مذکور ہے اور جس میں ”ما فقدت“ کا لفظ بصیغہ مشکم آیا ہے وہ
صحیح نہیں بلکہ صحیح لفظ ہے ”ما فقد“ بصیغہ مجہول۔ چنانچہ ہم اس کا اشارہ اوپر بھی کر چکے
ہیں۔ اور بیان کر چکے ہیں کہ عینی شہج بخاری میں بجائے لفظ ”ما فقدت“ کے لفظ
”ما فقد“ چھاپا ہوا ہے اور صحیح شفاء نے ”ما فقد“ کے لفظ کو اختیار کیا ہے۔ دیکھو ہمارے
تفسیر کا صفحہ ۱۲ *

بہر حال جن روایتوں سے معاویہ اور حسن اور حذیفہ بن الیمان اور حضرت عائشہ کا مذہب
پایا جاتا ہے ان کو ہم بعینہ نقل کرتے ہیں *

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي
هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ
أَشَدُّهُ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ
كَانَ مَسْئُولًا (۳۶)

اور نہ پاس جاؤ یتیم کے مال کے مگر اس طریق سے کہ وہ بچہ
اچھا ہے (یعنی اُس کی حفاظت کے لئے) یہاں
کہ وہ پہنچے اپنی جوانی کو اور پورا کرو عہد کو بیشک
عہد پوچھا جاوے گا (۳۶)

کشف میں ہے کہ اس بات میں اختلاف ہے کہ معراج جائگے میں ہوئی یا سونے
میں حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ انہوں
کہا خدا کی قسم آنحضرت کا جسم غائب نہیں ہوا
بلکہ اُن کو روح کو معراج ہوئی اور معاد کیا قول ہے
کہ معراج بروح ہوئی۔ اور حسن منقول ہے
کہ معراج ایک واقعہ تھا جو رسول خدا نے خواب
اختلف فی ان كان فی البقعة امر فی المنام
فمن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت واللہ ما فقد جسد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا کن عرج بروحہ
ومن معاویۃ انما عرج بروحہ وعن الحسن کان فی
المنام رویا دأھا واكثر الا قال بل بخلاف ذلک۔
(کشف صفحہ ۷۷۰)

میں دیکھا۔ اور اکثر قول اس کے برخلاف ہیں *

اور تفسیر کبیر میں ہے کہ محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں خلیفہ بن ایمان کا قول
نکھایا ہے کہ واقعہ معراج ایک خواب تھا اور
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم غائب نہیں
ہوا۔ بلکہ اُن کی روح کو معراج ہوئی اور یہی
قول حضرت عائشہ اور معاویہ سے منقول
ہے۔

(تفسیر کبیر جلد چہام صفحہ ۱۹۹)

اور سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے آل ابوبکر میں سے ایک
شخص نے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی
تھیں کہ رسول خدا کا جسم مبارک غائب نہیں ہوا
بلکہ خدا اُن کی روح مبارک کو معراج میں لے گیا
تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے یعقوب بن
عقنبہ بن مغیرہ بن غنم نے بیان کیا ہے کہ
معاویہ بن سفیان سے رسول خدا کی معراج کا
حال پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تمام واقعہ
خدا کی طرف سے ایک سچا خواب تھا۔ وہ قول
کے اس قول کا کسی نے انکار نہیں کیا ہے۔

قال ابن اسحاق وحدثنی بعض آل ابی بکر
ان عائشۃ کانت تقول ما فقد جسد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لکن اللہ اسری بروحہ قال
ابن اسحاق وحدثنی یعقوب بن عتبۃ بن المغیرۃ
بن الاخس ان معاویۃ بن سفیان کان اذا سئل
عن سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت
ریا من اللہ صادقۃ فلم ینزلک من قولہما
لقول الحسن انہ ذلک لایہ نزلت فی ذلک قول
اللہ عز وجل «وما جعلنا الرویا اللتی اریناک
الا فتنة للناس» ولقول اللہ عز وجل فی الخبر
عن ابراہیم علیہ السلام «اذ قال لابنہ یا بنی انی

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزَنُوا
بِالْقِسْطِ أَسْمَاءَ الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكَ خَيْرٌ
وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (۳۷)

اور پورا کرو پیمانہ کو جس وقت کہ تم ناپو اور تولو ترازو
سیدھی سے یہ بہتر ہے اور زیادہ اچھا ہے ملحوظ
عاقبت کے (۳۷)

کیونکہ حسن قول ہے کہ اسی علاج کے باب
میں یہ آیت نازل ہوئی، "وما جعلنا الرويا
التي ارياك الا فتنة للناس" اور خدا نے
ابراہیم علیہ السلام کا خواب بھی حکایتاً بیان
کیا ہے، "اذ قال لابنه يا بني اني ادري في المنام
اني اذبحك" پھر اس پر عمل کیا اس لئے
میں نے جان لیا کہ خدا کی طرف سے انبیاء

ادی فی المنام انی اذبحک "نہ مضی علی ذلک
فدرفت ان النوح بن النبیاء یقظان ویناما
قال بن اسحق وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم
فيما يلغى يقول تنام عيني وقلبي يظنان قال الله اعلم
اعذلك كان قد جاء عابن فيه ما عاب من امر الله
عليه اى حاله يكونا قد اوتيا ان يكل ذلك حتى وصفا
سيرة ابن هشام جلد اول صفحات ۲۲۵ و
۲۲۶ مطبوع لندن

پر خواب و بیداری دونوں میں وحی آتی ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی
ہے کہ رسول خدا فرماتے تھے کہ میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا ہے۔
پس خدا ہی جانتا ہے کہ کس حالت میں وحی آنحضرت کے پاس آئی اور کس حالت میں دونوں
حالتوں میں سے جو کچھ خدا کے حکم سے دیکھنا تھا دیکھا جاتے ہیں یا سوتے ہیں اور یہ
کچھ حق اور سچ ہے۔

شفا قاضی عیاض میں ہے کہ اگلے لوگوں اور عالموں کے اسراء کے روحانی یا جسمانی
ہونے میں نین مختلف قول ہیں۔ ایک گروہ
اسراء کے روح کے ساتھ خواب میں ہونے کا
قائل ہے اور وہ اس پر بھی تحقیق ہیں کہ پیغمبروں
کا خواب وحی اور حق ہوتا ہے معاویہ کا مذہب
بھی یہی ہے حسن بصری کو بھی اسی کا قائل
بتاتے ہیں لیکن ان کا مشہور قول اس کے
برخلاف ہے اور محمد ابن اسحاق نے اس طرف
اشارہ کیا ہے ان کی دلیل ہے خدا کا یہ فرمانا
کہ "نہیں کیا ہم نے وہ خواب جو دکھایا تجھ کو
مگر آزمائش واسطے لوگوں کے" اور حضرت
شما خلت السلف العلماء اهل كان الاسراء
برو مع وجده عايشة متكلات فذهبت
طائفة انما اسرا بنو حمرانه ويا منام المقام
ان ويا الانبياء وحى وحق واليه هذا ذهب معاوية
وحكى عن الحسن المشهور عنه خلافه واليه اشار
محمد بن اسحاق وجمعت قولهم قوله تعالى "وما جعلنا الرويا
التي ارياك الا فتنة للناس" وما حكوا عن
عايشة ما فقدت جسد رسول الله صلى الله عليه
وسلم قبله بلينا انا ناكم وقرئ التوراة باسمه في
المسجد الحرام وذاكر القصصه ثم قال في اخر
قاسية فقلت وانا بالمسجد الحرام بالخ -
(شفا قاضی عیاض صفحہ ۵۸)

عائشہ کا یہ قول کہ نہیں کھویا میں نے رسول اللہ کے جسم کو معنی آپ کا جسم مبارک علاج میں نہیں گیا

وَلَا تَقْنُفْ مَا كُنْتَ لَكَ بِهِ عَلِيمًا إِنَّ السَّمْعَ
وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ
عِنْدَهُ مَسْنُوكًا ﴿۳۸﴾

اور نہ پیروی کرو اُس چیز کی کہ نہیں ہے تجھ کو اس کا
علم بیشک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک اُن
میں کا ہے کہ اُس سے پوچھا جاوے گا ﴿۳۸﴾

تھا اور آنحضرت کا یہ فرمانا کہ اس حالت میں کہ میں سوتا تھا اور اس کا یہ قول کہ آنحضرت
اُس وقت مسجد حرام میں سوتے تھے پھر معراج کا قصہ بیان کر کے آخر میں کہا کہ میں جاگا اور
اُس وقت مسجد حرام میں تھا۔ الخ *

پنجم۔ اگر کسی حدیث میں ایسے امور بیان ہوں جو ایک طرح پر ہدایت نقل کے
بغیر نہ ہوں۔ ان امور ایک طرح پر نہیں اور اگلے علما اور صحابہ کی سائیں مختلف ہوں کہ کوئی اس میں
گیا ہو اور کوئی اُس طرف تو بموجب اصول علم حدیث کے لازم ہے کہ اُس صورت کو اختیار
کیا جاوے جو ہدایت عقل کے مخالف نہیں ہے *

نصیح پہلی دلیل کی

اب ہم پہلی دلیل کی تصریح کرتے ہیں یہ جان لینا چاہئے کہ قرآن مجید و نیز احادیث میں
جب کوئی امر خواب کا بیان کیا جاتا ہے تو یہ لازم نہیں ہے کہ اُس سے پہلے یہ بھی بیان کیا
جاوے کہ یہ خواب ہے کیونکہ قرینہ اور سیاق کلام اور نیز وہ بیان خود اس بات کی دلیل
ہوتا ہے کہ وہ بیان خواب کا تھا مثلاً حضرت یوسف نے اپنے باپ سے اپنا خواب
بیان کرتے وقت بغیر اس بات کے کہنے کے کہ میں نے خواب دیکھا ہے یوں کہا "یا
ابت انی رایت احد عشر کواکبا والشمس والقمر ایتهم لی ساجدین" لیکن قرینہ اس بات
پر دلالت کرتا تھا کہ وہ خواب ہے اس لئے اُن کے باپ نے کہا "یا بنی لا تقصص باک
علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا"۔ پس معراج کے واقعات خود اس بات پر دلالت کرتے
تھے کہ وہ ایک خواب ہے اس لئے اس بات کا کہنا کہ وہ خواب ہے ضرور نہیں تھا بلکہ صرف
یہ کہنا کہ رات کو اپنے بندہ کو لے گیا صاف قرینہ ہے کہ وہ سب کچھ خواب میں ہوا تھا۔
اسی طرح چار حدیثیں عبد اللہ ابن عمر کی روایت سے مسلم میں موجود ہیں جن
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کعبہ کے پاس حضرت مسیح علیہ السلام اور مسیح دجال کے دیکھنے
کا ذکر ہے اُن حدیثوں کے لفظ جیسا کہ روایت بالمعنی میں راویوں کے بیان میں ہوتا ہے
کسی قدر مختلف ہیں مگر سب میں مسیح علیہ السلام اور مسیح دجال کے دیکھنے کا ایک ہی قصہ
بیان ہوا ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت نے اس کو خواب میں دیکھا تھا

وَلَا تَشْهَدُ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ
لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ
طُولًا (۳۹)

اور مت چل زمین میں کرتا ہوا بیشک تو ہرگز
نہ بھارتیکا زمین کو اور ہرگز نہ پہنچیکا پہاڑ کے
لمباؤ کو (۳۹)

اُن حدیثوں میں سے ایک حدیث کے ابتدا میں یہ لفظ ہیں، "رایت عند الکعبة رجلاً" یعنی میں نے دیکھا کعبہ کے پاس ایک شخص کو۔ پس اس میں سے کوئی اشارہ قطعی اس بات کا نہیں ہے کہ خواب میں دیکھا تھا مگر خود مضمون اس قصہ کا دلالت کرتا ہے کہ خواب میں دیکھا تھا اس لئے کسی ایسے لفظ کے لانے کی جس سے خواب کا اظہار ہو ضرورت نہ تھی۔

دوسری حدیث کے شروع میں ہے، "ارانی لیلة عند الکعبة" اس میں صرف لیلة کا لفظ اس بات کا مطلب ادا کرنے کو کافی سمجھا گیا ہے کہ آنحضرت نے خواب میں دیکھا تھا اسی طرح معراج کے قصہ میں خدا کا یہ فرمانا، "اسری بعیدہ لیلہ" اس بات کے اشارہ کے لئے کہ وہ خواب ہی کافی ہے اور بطور دلالت انص کے معراج کا روحانی خواب میں ہونا پایا جاتا ہے۔

تیسری حدیث کے شروع میں یہ الفاظ ہیں، "بینما انا بالیہ ایتنی اطوف بالکعبة" یعنی جب کہ میں سوتا تھا میں نے دیکھا کہ میں کعبہ کا طواف کرتا ہوں۔ انہی الفاظ کے مثل و لفظ ہیں جو بعض حدیثوں میں جن کو ہم کچھ چکے ہیں معراج کی نسبت آئے ہیں اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کو خواب نہ سمجھیں۔

چوتھی حدیث کے شروع میں یہ الفاظ ہیں، "ارانی لیلة فی المنام عند الکعبة" یعنی ایک رات مجھ کو کعبہ کے پاس خواب میں دکھائی دیا۔ اس حدیث میں بالکل تصریح خواب کی اس واقعہ کی نسبت موجود ہے جس سے کسی کو اس میں کلام نہیں رہتا کہ وہ قصہ خواب میں دیکھا تھا پس ہم کو اس باب میں شک کرنے کی کہ معراج کا واقعہ خواب میں ہوا تھا کوئی وجہ نہیں ہے۔

تصحیح دوسری دلیل کی

اس دلیل میں جو ہم نے لکھا ہے، "وما جعلنا الرویا اللتی ارناک الا فتنة للناس" یہ آیت متعلق ہے معراج سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ معراج سے متعلق نہیں ہے۔ مگر انہی تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ آیت خاص اسی سورۃ میں ہے جس میں معراج کا ذکر ہے تو اس کو معراج سے متعلق نہ سمجھنے کی کوئی وجہ معقول نہیں ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ خود اس جہاں سے

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ
مَكْرُوْهُهَا ۝۴۰

یہ سب باتیں ہیں بری تیرے پروردگار کے
نزدیک ناپسند ۴۰

اس آیت کو اسرار سے متعلق سمجھا ہے۔

سورہ نبی اسرائیل کی پہلی آیت بطور انہما شکریہ اُس نعمت کے ہے جو خدا تعالیٰ نے معراج کے سبب قلب مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر انکشاف فرمائی تھی اُس کے بعد نبی اسرائیل کا اور اُن قوموں کا ذکر کیا ہے جن کے لئے بطور امتحان اطاعت فرمان باری تعالیٰ کچھ نشانیاں مقرر کی گئیں تھیں اور باوصف اس کے انہوں نے رسولوں سے انکار کیا۔ اور خدا کی نافرمانی کی۔ اسی موقع پر خدا نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ ہم نے جو خواجہ تجھ کو دکھلایا ہے وہ بھی لوگوں کے امتحان کے لئے ہے کیونکہ وہ بھی نبوت کے شعبہ میں سے ہے۔ تاکہ امتحان ہو کہ کون اُس سے انکار کرتا ہے اور کون اس کو تسلیم کرتا ہے کیونکہ اُس سے انکار کرنا بمنزلہ انکار رسالت اور تسلیم کرنا بمنزلہ تسلیم رسالت کے ہے۔

پس سیاق قرآن مجید پر نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی آیت اور وہ دوسری سبحان الذی اسری بعبدہ لیلۃ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکتنا حولہ لئلا یمنوا انہ ہوا السمع البصیر۔ وما جعلنا الرویا للحق اریناک الا فتنة للناس۔ آیت متصل اور پیوستہ ہیں یعنی خدا نے یوں فرمایا ہے۔ پاک ہے وہ جو لئے گیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تاکہ دکھائیں ہم اُس کو کچھ اپنی نشانیاں بیشک وہ سننے والا ہے اور دیکھنے والا۔ اور نہیں کیا ہم نے وہ خواب جو دکھایا تجھ کو مگر آزمائش واسطے لوگوں کے۔

اور جن لوگوں نے اس آیت کو اُس روایہ سے متعلق کیا تھا جس کا اشارہ سوہ فتح کی اس آیت میں ہے، لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق، اس کی تردید فتح الباری میں خود علامہ ابن حجر نے کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابن عباس کی اس حدیث میں اُس شخص کا رد ہے جو اس آیت کے خواب سے رسول خدا کا مسجد حرام میں داخل ہونے کا خواب مراد لیتا ہے جس کا اشارہ آیت "لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق لتدخلن المسجد الحرام" میں ہے۔ اور کہتا ہے کہ "فتنة للناس" سے حدیث میں رسول خدا کو مسجد حرام میں

وفي ذلك من ان قال المراء بالرویا في هذه الآية روي انه صلى الله عليه وسلم انه دخل المسجد الحرام المشار اليها بقوله تعالى "لقد صدق الله رسولہ الرویا بالحق لتدخلن المسجد الحرام" قال هذا القائل والمراء بقوله "فتنة للناس" ما وقع من صد المشرکین لمدخله بعبية عن دخول المسجد الحرام انتهى وهذا وان كان يمكن ان يكون مراد الآية لا كن الا غمنا في تفسيرها على ترجمان القرآن اولی والله اعلم۔

رفق الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۷۱

ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ
مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ
اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ
فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا
مَدْحُورًا ﴿۴۱﴾

یہ (نصیحتیں) اُن میں سے ہیں جو وحی بھیجی ہے
تیرے پاس تیرے پروردگار نے حکمت (کی
باتوں) سے اور مت ٹھیرا اللہ کے ساتھ دوسرے
کو معبود تو ڈالا جاوے گا جہنم میں ملامت کیا گیا
رانڈہ ہوا ﴿۴۱﴾

داخل ہونے سے مشرکین کا روکنا مراد ہے اگرچہ ممکن ہے کہ اس آیت سے یہی مراد ہو مگر
قرآن کی تفسیر میں ترجمان القرآن (حدیث) پر اعتماد کرنا اولیٰ ہے *
مگر ہم کہتے ہیں کہ اس آیت کو سورہ فتح کی آیت مذکورہ سے کسی طرح کا بھی تعلق
نہیں ہے۔ مگر ہم کو اس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اکثر مفسرین نے بھی
اس آیت کو معراج سے متعلق سمجھا ہے۔ جو کچھ اختلاف کیا ہے وہ رویا کے معنوں میں
کیا ہے۔ جس پر ہم بحث کریں گے *
چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ چونکہ قول جو صحیح تزاویر اکثر مفسرین اس کے قائل ہیں
والقول الرابع وهو كلامه وهو قول اكثر
المفسرين ان المراد بهما اراة الله ليلة الاسراء
واختلاف في معنى هذه الرواية۔
روایا کے معنی میں انہوں نے اختلاف کیا
(تفسیر کبیر جلد چہام صفحہ ۲۴۶) *
ہے *
روایا کے اصلی نبوی معنی کسی چیز کو خواب میں دیکھنے کے ہیں۔ لسان العرب میں ہے
"الروایا ما راہ فی منامک" مگر کہا جاتا ہے کہ روایا کا اطلاق رویت یعنی جاننے میں دیکھنے
پر بھی آتا ہے چنانچہ لسان العرب میں ہے "وقد جاء روایا فی الیقظة" اور اس پر راوی
شاعر جاہلی کا یہ شعر سند میں پیش کیا ہے *
فکبر للروایا وهش فوادہ

اس نظارہ کو دیکھ کر اُس نے (تعجب سے) اللہ اکبر کہا اور اس کا دل خوش ہوا *
ولبشر نفسا کان قبل یلوما
اور اس نے اپنے نفس کو خوشخبری دی جس کو پہلے ملامت کرتا تھا *
اور متنبی کے شعر کے اس مصرعہ کو بھی سند میں پیش کیا ہے *
ومر یاك احلی فی العیون من الغرض
تیرا دیدار آنکھوں میں نیت میں اونگھنے سے زیادہ لذت دہے *
تیرا دیدار آنکھوں میں نیت میں اونگھنے سے زیادہ لذت دہے *

أَفَأَصْفَكَ رَبُّكَ بِالْبَنِينَ
وَأَتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ
إِنَاثًا إِنَّا تَكْفُرُونَ
قَوْلًا عَظِيمًا ﴿۴۷﴾

کیا پسند کیا ہے تم کو تمہارے پروردگار نے
بیٹوں کے ساتھ اور اپنے لئے لیں ہیں فرشتوں
میں سے بیٹیاں بیشک تم کہتے ہو بات
بڑی (۴۷)

حریری نے رویا کو بمعنی "رویت فی القیظۃ"، استعمال کرنا غلط بتایا ہے اور متنبی کے
شعرو پر اعتراض کیا ہے۔ اور درحقیقت متنبی کا ایسا درجہ نہیں ہے کہ اُس کے کلام کو کلامِ نبیؐ
کی طرح مستند مانا جائے۔

حریری نے لکھا ہے۔ کہ لوگ کہتے ہیں میں فلاں کے رویا سے خوش ہوا اور اس سے
اُس کو دیکھنا مراد لیتے ہیں۔ وہ اس محاورہ میں غلطی کرتے ہیں جیسے کہ ابوالطیب متنبی شاعر نے
دیکھو "سررت برویا فلان" اشارۃ
المرآۃ فیوہمون فیہ کما وہم ابوالطیب فی
قولہ لبدربن عمار وقد سامرہ ذات لیلۃ
الی قطع من اللیل +
اپنے اس قول میں غلطی کی ہے جو بدربن عمار
سے کہا تھا اور اُس نے ایک رات کچھ
دیر تک اُس سے باتیں کی تھیں اور اُس
پر ترجمہ ہے :-

مضى الليل والفضل الذي لك لا يمضي

ومر ياك احدى في العيون من الغرض

والصحيح ان يقال سررت برويتك لان العرب
تجعل الروية لما يرى في القیظۃ والرویا لما يرى
في المنام كما قال سبحانه اخبارا عن يوسف عليه السلام
"هذا تاويل رويای من قبل" -

(درۃ الغواص صفحہ ۵۹ و ۶۰) +

علیہ السلام کا یہ قول بیان کیا ہے "هذا تاويل رويای من قبل" +

علامہ خفاجی درۃ الغواص کی شرح میں لکھتے ہیں کہ رویا کے معنی میں اہل لغت کے

تین قول ہیں۔ ایک تو وہ جس کو ذکر مصنف نے
کیا ہے۔ دوسرا یہ کہ دونوں لفظوں (رویت
اور رویا) کے ایک ہی معنی ہیں۔ چلنے کی
حالت پر بولے جائیں یا سونے پر۔ تیسرا

وفیر ثلاثة اقوال الاول ان المعنى هو ما ذكره المصنف
والثاني انهما معنيان فيقظة او مناما والثالث ان
الروية عامة والرويا يختص لما يكون في الليل وفيقظة فقول
المتنبی يحتاج الى التاويل -

(شرح درۃ الغواص صفحہ ۱۴۲) +

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ
لِيَذَّكَّرُوا وَمَا
يَزِيدُهُمْ
إِلَّا نِفُورًا ۝۴۲

اور کائنات میں ہم نے ہر طرح سے بیان کیا
اس قرآن میں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اور نہیں
زیادہ کرتا ان کے لئے (کچھ) بجز نفرت
کے ۴۲

قول یہ ہے کہ حدیث عام ہے اور دویا رات کے دیکھنے سے اگرچہ حالت بیداری میں مخصوص
ہے پس متنبی شاعر کا قول تاویل کا محتاج ہے *

علامہ خضاجی نے راعی کے تین شعر نقل کئے ہیں کہ جن سے پورا مطلب معلوم ہوتا ہے۔
وہ لکھتے ہیں کہ ابن بری نے کہا ہے کہ رویا اگرچہ خواب کے معنوں میں ہے مگر اہل عرب اکثر
جاگنے کی حالت میں دیکھتے پر بھی بولتے ہیں۔ اور یہ استعمال بطور مجاز کے مشہور ہے جیسا کہ
وقال ابن البری الرویا وان كانت فی المنام
فالعرب استعملتہا فی البقیة کثیرا فهو مجاز
مشہور کقول الراعی -
رعی کا قول ہے۔ کتنے کی آواز پر کان لگانے
والاسافر جس کا سر (نیند کی حالت میں) بابا
کجاوہ پر گرتا ہے اندھیری رات میں جس کے
تارے دھندلے ہیں۔ میں نے اس کے لئے
آگ جلائی جس پر مشرق کی ہوا چلی جو کبھی اس کو
ہلاتی ہے اور کبھی اُس کو بھڑکاتی ہے۔ اُس نے
اس نظر کو دیکھ کر (تعجب سے) افسانہ کہا اور
اس کا دل خوش ہوا۔ اور اُس نے اپنے نفس کو
خوشخبری دی جس کو پہلے ملامت کرتا تھا۔ اور
اسی پر اکثر مفسرین نے آیت "وما جعلنا الرویا
اللٹی ریاک الا فتنة للناس" میں رویا کی
تفسیر کی ہے یعنی جو کچھ رسول خدا نے مخرج
کی رات جاگتے میں دیکھا۔ اور یہی معنی صحیح

و مستنبط تھوے ماسا فظ راسہ

علی الوحل فی حنیاء طس نیو مہا

دفع لمرتبوۃ عصفت لها

صبا تزدہیما صۃ و تقیمہا

فکیر للرویا و ہش فوادہ

و بشر نفسا کان قبل یلو مہا

وعلیہ اکثر المفسرین فی قولہ تعالیٰ " وما

جعلنا الرویا اللٹی ریاک الا فتنة للناس "

یعنی ما راہ لیلۃ المعراج یقظة علی الصبح -

(شرح درۃ القواص خضاجی صفحہ ۱۴۲) *

ہیں *

اور فتح الباری شیح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ لفظ رویا کے اُس چیز پر جو جاگنے کی
حالت میں آنکھ سے دیکھی جائے۔ بولنے پر اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ حریری نے
اس استعمال کا اوروں کی طرح انکار کیا ہے۔
وہ کہتے ہیں کہ رویا سوتے میں اور رویت جاگتے
واستدل بہ علی طلاق لفظ الرویا علی ما یری
بالعین و البقیة وقد انکرھا الکسیری تبعاً للخیرة و
قالوا انما یقال رویا فی المنام واما اللٹی فی البقیة

قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا
يَقُولُونَ إِذْ أَكَلَتْ بَنَاتُ
إِلَٰهِ ذِي الْعَرْشِ
سَبِيلًا ﴿۴۷﴾

(کہئے) ایسے غیر الہ ہوا اُس کے ساتھ (یعنی خدا کے
ساتھ) بہت سے مجہود جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو اُس
وقت البتہ دُعوئہ نکالتے عرش والے کی طرف
کوئی رستہ (یعنی جھگڑا کرنے کا) ﴿۴۷﴾

فیقال رویۃ ومن استعمل الروایۃ فی البقظۃ لمتنبی فی قولہ

ورمیاك احلى في العيون من الغض
وهذا التفسير يرد على من خطاه -

میں کچھ دیکھنے پر بولا جاتا ہے - متنبی شاعر اُن
میں سے ہے جو رویا کو جاگتے میں دیکھنے پر

استعمال کرتے ہیں - اس کا قول ہے کہ تیرا رویا

(ویدار) آنکھوں میں نیند کے اونگھنے سے

زیادہ لذیذ ہے اور اس تفسیر سے اُن پر اعتراض آتا ہے جو اس کی خطا پکڑتے ہیں *

اس تمام بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ حقیقی معنی رویا کے خواب میں دیکھنے کے ہیں

اور رویت فی البقظۃ پر مجازاً بولا جاتا ہے - جس کے لئے کوئی قرینہ لفظی یا عقلی یا حالی ایسا موجود

ہو جس کے سبب مجازاً رویا کا استعمال رویت پر پایا جاتا ہو جیسا کہ راعی کے اول اشعار

سے پایا جاتا ہے اور جو کہ متنبی نیند میں غرق تھا اور اُسی حالت میں اُس نے آگ کا شعلہ

دیکھا تھا تو لفظ رویا کا استعمال مجازاً رویت کے معنوں میں نہایت عمدہ تھا - مگر قرآن مجید میں

جو لفظ رویا کا آیت ”وما جعلنا الرویا اللتی اریناک الا فتنة للناس“ میں آیا ہے اُس کا

یہ حال نہیں ہے - پس اگر ہم تسلیم کر لیں کہ رویا کا اطلاق رویت فی البقظۃ پر بھی ہوتا ہے

تو یہ بھی کافی نہیں ہے بلکہ اس بات کا ثبوت بھی درکار ہے کہ اس آیت میں جو لفظ رویا

آیا ہے - اُس سے بھی رویت فی البقظۃ مراد ہے - آیت مذکورہ میں کوئی اشارہ یا کوئی قرینہ

اس بات کا نہیں ہے کہ رویا سے رویت فی البقظۃ مراد لجامائے بلکہ جب اس آیت کو پہلی

آیت سے ملایا جاتا ہے جس میں ”اسری بعدہ لیلہ“ یعنی رات کا لفظ ہے تو قرینہ اس

بات کا ہوتا ہے کہ رویا سے خواب ہی مراد ہے نہ رویت فی البقظۃ - خصوصاً اس صورت

میں کہ قرآن مجید میں کسی جگہ رویا کا اطلاق رویت فی البقظۃ پر نہیں آیا *

علمائے ابن عباس کی حدیث میں جو ”رویاعین“ کا لفظ آیا ہے تو لفظ عین پر بحث

کی ہے اور اس کے سبب رویا کو رویت فی البقظۃ قرار دیا ہے چنانچہ کرمانی شاعر بخاری

رویاعین قید بہ للاشعار بان الرویا بمعنی

نہ ابن عباس کی حدیث کی نسبت لکھا ہے

کہ رویا کے ساتھ لفظ عین کی قید اس لئے

لگائی ہے تاکہ معلوم ہو کہ رویا سے رویت

(حاشیہ بخاری صفحہ ۵۰) *

سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يَقُولُونَ
عَلَّوْا كِبَرًا (۳۵)

پاک ہے وہ اور برتر ہے اُس سے جو وہ کہتے ہیں
برتر ہونا بہت بڑا (۳۵)

فی الیقظة مراد ہے۔ نہ رویا یعنی خواب *

اور پھر کرمانی نے لکھا ہے کہ عین کی قید سے جو دیا کے ساتھ ہے اس بات کا
انما قید الودیا بالعین اشارۃ الی انہا فی
الیقظة والی انہا لیس بمعنی العلم۔
مراد ہے۔ اور وہ علم کے معنی میں نہیں

(حاشیہ بخاری صفحہ ۶۸۶) + ہے *

اور ثقات ماضی عیاض میں لکھا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ رویا سے آنکھ کا دیکھنا
قال ابن عباس ہے رویا عنہا ما لہ فی اللہ علیہ وسلم مراد ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
کا رویا منام (مشافہ صفحہ ۸۷) + دیکھنا نہ خواب کا دیکھنا *

واضح ہو کہ ابن عباس کی حدیث میں لفظ "لا رویا منام" کے نہیں ہیں۔ جن کے
معنی یہ ہیں کہ "وہ دیکھنا سونے کی حالت میں نہیں ہے" *

اگر اس امر کے ثبوت کا مدار کہ حضرت ابن عباس کے نزدیک معراج "فی الیقظة" ہوئی
صرف اسی حدیث پر ہے تو ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ ان کا مذہب یہ تھا کہ معراج
"فی الیقظة" ہوئی کیونکہ اگر حضرت ابن عباس کا یہ مذہب تھا جیسا کہ قاضی عیاض نے قراویا
ہے کہ اسل یا معراج بحالت یقظہ ہوئی تھی تو صاف فرماتے، "ہی رویا فی الیقظة"، یا
"دوہ فی الیقظة ادہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسرہ الی بیت المقدس"
اس صاف لفظ کو چھوڑ کر ایک ایسے لفظ کو اختیار کرنے کی جس کے معنی یقظہ کے نہیں ہیں
اور اگر بہت کوشش کی جائے تو اس سے بطور دلالت التزامی کے یہ معنی کے یہ معنی سمجھیں
آتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی *

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ سلف سے علما اور صحابہ کو اس میں اختلاف ہے وفاقاً
معراج بحالت بیداری ہوئے تھے یا خواب میں۔ لیکن اگر قید لفظ "عین" کی جو ابن عباس
کی حدیث میں ہے۔ ایسی صاف ہوتی جس سے "رویت فی الیقظة" سمجھی جاتی تو علما میں اختلاف
نہ ہوتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ قید لفظ "عین" سے "رویت فی الیقظة" کا سمجھنا ایسا صحابہ نہیں
جیسا کہ بعض نے سمجھا ہے *

عین کے معنی لغت میں "حقیقۃ الشی" کے ہیں۔ لسان العرب میں لکھا ہے اہل عرب کے
العین عند العرب حقیقۃ الشی یقال جاء کلامہ نزویک عین کسی چیز کی حقیقت پر برو لا جاتا ہے

تَسْبِيحُ كَلِمَاتِ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَالْأَرْضِ
وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ
بِحَمْدِهِ وَلَا يَكُنْ لَافِقَهُمْ
تُسَبِّحُ حَمْدَهُ كَانَ حَلِيحًا
عَفْوَرًا (۴۶)

تسبیح کرتے ہیں اُس کے لئے ساتوں آسمان اور
زمین اور جو کوئی اُن میں ہے اور نہیں کوئی چیز
مگر تسبیح کرتی ہے ساتھ اُس کی تعریف کے لیکن
تم نہیں سمجھتے اُن کی تسبیح کو بیشک وہ ہے
بردار بخشنے والا (۴۶)

معین صانیہ از منصفہ و حقیقۃ وجاء بالحق بعینه
ایضاً واضحاً (لسان العرب، صفحہ ۱۸۰) *
لایا یعنی خالص اور روشن حق کو لایا *

کہتے ہیں کہ وہ اس کام کو عین صافی سے لایا یعنی اُس
کام کی اصلیت اور حقیقت سے اور حق کو بعینہ

پس حضرت ابن عباس کا یہ فرمانا کہ ”یا عین۔ اس کے معنی ہیں“ ”یا حقیقۃ“ لان دویا
الانبیاء حق و وحی“ اور اس لئے ہمارے نزدیک ابن عباس کی حدیث میں دویا کے ساتھ جو
عین کے لفظ کی قید لگائی ہے اُس سے دویا کے معنوں کو تبدیل کرنا اور لفظ ”یا“ کو جو قرآن مجید
میں آیا ہے بلا کسی قرینہ کے جو قرآن مجید میں موجود نہیں ہے۔ مجازی معنوں میں لینا مقصود نہیں
ہے بلکہ اُس سے ”یا“ کے صحیح اور واقعی اور حق ہونے کی تاکید مراد ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ خواب وہم و خیال یا اضعاث احلام میں سے نہیں ہے۔ بلکہ درحقیقت خواب
میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ سچ اور حق ہے۔ کیونکہ انبیاء کے تمام خواب
حق اور سچ ہوتے ہیں پس لفظ عین کی قید سے لازم نہیں آتا کہ حالت بیداری میں دیکھا ہو *
ہمارے اس قول کی تائید میں ابن قیم کا یہ قول زاد المعاد میں ہے کہ صحابہ میں اختلاف
واختلف الصحابة هل رآه ربه تلك الليلة
ام لا فصم عن ابن عباس انه رآه ربه وطمع عندانه قال
لا بعوده -
(زاد المعاد جلد اول صفحہ ۳۰۱) *
روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی
رات میں خدا کو دیکھا تھا یا نہیں ابن عباس کی

نے کہا کہ آنحضرت نے خدا کو اپنے دل سے دیکھا تھا یعنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور یہ پوری
دلیل ہے کہ اُن کی روایت میں لفظ عین سے آنکھ کا دیکھنا مراد نہیں ہے *

اگر ہمارے یہ سچ نہ ہو اور ابن عباس نے عین کا لفظ دویا کے ساتھ اسی مقصد سے
بولایا ہو کہ ”یا“ سے ”یا“ بیت العین فی الیقظة مراد ہے۔ تو وہ بھی بخدا اس گروہ کے ہونگے جو
معراج فی الیقظة کے قائل ہوئے ہیں۔ مگر ہم اُس گروہ میں ہیں جو واقعہ معراج کو حالت
خواب میں تسلیم کرتے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک خواب ہی میں ماننا لازم ہے جس کی وجہ ہم پانچویں
دلیل کی تصریح میں بیان کر چکے *

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَجَعَلْنَا بَيْنَكَ
وَالَّذِينَ كَذَبُوا لَا يَسْمَعُونَ
بِالْآخِرَةِ هَـٰ أَفَلَا تَعْقِلُونَ
مُسْتَوْرًا ۝۴۷

اور جس وقت تو قرآن کو پڑھتا ہے تو کر دیتے ہیں
ہم تیرے درمیان میں اور ان لوگوں کے درمیان
میں جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر ایک پردہ
چھپا ہوا ۝۴۷

شاہ ولی اللہ صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج میں بنانا، بھسود بنی
بین المثل والشہادۃ بیان کیا تھا۔ اور ہم نے کہا تھا کہ ہم اس کا مطلب نہیں سمجھ سکتے۔ اسی
طرح ابن قیم نے زاد المعاد میں بیان کیا ہے کہ صرف روح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج
میں گئی تھی۔ اور جسہ نہیں گیا۔ اور اسی طرح پر روح گئی تھی جس طرح پر انسان کی روح مرنے
کے بعد جاتی ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ انسان کی روح نکلنے کے بعد انسان مر جاتا ہے مگر روح خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی روح جانے کے بعد آنحضرت فوت نہیں ہوئے تھے۔ اگرچہ یہ رمز بھی
ہماری سمجھ میں نہیں آتی لیکن اس کا نتیجہ بھی یہ ہے کہ ابن قیم بھی جسہ معراج کا قائل نہیں ہے۔
اور شاہ ولی اللہ صاحب کی رائے کا ماخذ بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال جو کچھ ابن قیم کی رائے
ہے۔ ہم اس کو اس مقام پر بحسنہ نقل کرتے ہیں *

وقد نقل ابن اسحاق عن عائشہ ومعاویہ انہما
قالا لما كان الا سرا ع بر روحه لم يفقد جسده فقل
عن الحسن البصري نحوه لك ولكن ينبغي ان يعلم
الفرق بين ان يقال كان الا سرا ع منا وبين ان يقال
كان بروحه ووجد جسده وبينهما فرق عظيم وعائشہ
ومعاویہ لم يقولوا كان منا ما والا سرا ع بر روحه
ولم يفقد جسده وقرئ بين الامرين فائبا براء
الناشئة قد يكون امثالا مضروبة للعلوم في الصلوة
المحسنة فيرى كانه قد عرج به الى السموات عودا به
الى مكة واقطار الارض وحرارة تصعد لتذهب
انما ملك الويا ضرب له المثل الذين قالوا عرج
برسول الله صلى الله عليه وسلم طائفتان طائفة قالت
عرج بروحه وبدنه وطائفة قالت عرج بروحه ولم
يفقد بدنه وهولا ليديد واز المعجز كان منا ما
وانما اذا دوان الروح ذاتها اسما وعرج بها
حقيقة وباشرة من جنس ما تابا شرع بعد المفارقة وكان
حالها في ذلك كما لها بعد المفارقة في صعد دها

ابن اسحاق نے حضرت عائشہ اور معاویہ کا مذہب
یہ بتایا ہے کہ معراج میں آنحضرت کی روح گئی تھی
اور جسہ غائب نہیں ہوا اور حسن بصری کا مذہب
بھی یہی بتایا ہے لیکن اس قول میں کہ اسرا ع
میں ہوئی تھی اور اس قول میں کہ اسرا ع روح کے
ساتھ ہوئی تھی۔ جسم کے ساتھ فرق جاننا چاہئے۔
اور دونوں میں بڑا فرق ہے حضرت عائشہ اور
معاویہ نے یہ نہیں کہا کہ اسرا ع غائب میں ہوئی تھی
بلکہ انہوں نے کہا کہ اسرا ع روح کے ساتھ ہوئی
تھی اور رسول خدا کا جسم اسرا میں نہیں گیا اور
دونوں میں فرق ہے کیونکہ سونے والا جو کچھ خواب
میں دیکھتا ہے وہ حقیقت میں ایک معلوم چیز کی
مثالیں ہیں جو محسوس شکلوں میں اس کو دکھائی
دیتی ہیں وہ دیکھتا ہے کہ گویا آسمان پر چڑھ گیا

وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ كِتَابًا
يَتَفَكَّرُونَ فِي آيَاتِنَا
وَقُرْآنًا ۝۴۸

اور کر دیتے ہیں ہم اُن کے دلوں پر دھکن
ایسا نہ ہو کہ اُن کو سمجھ سکیں اور اُن کے
کانوں میں ٹھنٹے ۴۸

اور کہہ اور دنیا کے اور اطراف میں چلا گیا ہے۔
حالانکہ اس کی روح نہ پھڑکی نہ کہیں گئی۔ بلکہ
خواب کے غلبہ نے اُس کی نظر میں ایک صورت
بنادی۔ جو لوگ رسول خدا کے معراج کے قائل
ہیں۔ ان کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے
کہ رسول خدا کی روح اور بدن دونوں کو معراج
ہوئی۔ دوسرا کہتا ہے کہ معراج میں اُن کی روح
گئی تھی بدن نہیں گیا۔ اور اس سے اُن کی یہ
مراد نہیں ہے کہ معراج خواب میں ہوئی بلکہ اُن
کی مراد یہ ہے کہ خود آنحضرت کی روح اس میں
گئی اور حقیقت میں اُسی کو معراج ہوئی۔ اور
اُس نے وہی کام کیا جو بدن سے جدا ہونے
کے بعد روح کرتی ہے اور اس واقعہ میں اس کا
حال ایسا ہوا جیسا کہ بدن سے جدا ہونے کے بعد
روح ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر جاتی
ہے یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچتی اور
خدا کے سامنے ٹھہر جاتی ہے۔ پھر خدا چاہتا
ہے اس کو حکم کرتا ہے پھر زمین پر اترتی ہے۔
پس جو حال رسول خدا کا معراج میں ہوا وہ اس
سے زیادہ کامل تھا جو روح کو بدن چھوڑنے
کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جلال
اس کیفیت سے جو سونے والا خواہے نہیں کہیتا
ہے بالاتر ہے لیکن چونکہ رسول خدا نے اپنے
(بدن) مرتبہ کے سبب سے خطر سے محفوظ رہے۔

إِلَى السَّمَاءِ سَمَاءً سَمَاءً حَتَّىٰ يَبْتَهُ بَهَا إِلَى السَّمَاءِ الْاٰخِرَةِ
فَتَقِفُ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيَاْمُرُ بِهَا يَنْشَأُ
شَرْدَ تَنْزِيلِ الْاَرَضِ فَالَّذِي كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةُ الْاَسْرَاءِ اَكْمَلُ مَا يَحْصِلُ لِلرُّوحِ
عِنْدَ الْمَفَارِقَةِ وَمَعْلُومٌ هَذَا الْمَرْفُوقُ مَا يَرَاهُ النَّاسُ
لَكِنْ مَا كَانَ سَعْدُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَقَامِهِ
خَرَقَ الْعَوَالِدَ حَتَّىٰ شَقَّ بَطْنَهُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَتَالَمُ بِذَلِكَ
عَرِجٌ بِذَاتِ رُوحٍ لِقَدَسَةِ حَقِيقَةٍ مِنْ غَيْرِ امَاتَةٍ وَ
وَمِنْ سِوَاةِ لَا يَنَالُ بِذَاتِ رُوحٍ الصُّعُودَ إِلَى السَّمَاءِ
الْاٰخِرَةِ الْمَفَارِقَةِ فَلَا نَبِيَّاءُ اِنَّا اسْتَقَرَّتْ اَرْوَاحُهُمْ
هَنَّاكَ بَعْدَ مَفَارِقَةِ الْاَبْدَانِ مَرَحَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ تَالِي هَنَّاكَ فِي حَالِ الْحَيَوٰةِ ثُمَّ
عَادَتْ وَبَعْدَ وَفَاتِهِ اسْتَقَرَّتْ فِي الْوَفِيَّةِ الْاَعْلَىٰ مَعَ
اَرْوَاحِ الْاَنْبِيَاءِ وَمَعَ هَذَا اَقْلَمَ اَشْرَافُ عَلَى الْبَدَنِ وَ
اَشْرَافُ وَتَغْلُقُ بِهِ بِحَيْثُ يَرُدُّ السَّلَامَ عَلَىٰ مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ
وَهَذَا التَّغْلُقُ رَأْيُ مَوْسَىٰ قَائِمًا يَصِلُ فِي قَبْرِ مُوْسَىٰ فِي
السَّمَاءِ السَّادَةِ وَمَعْلُومٌ اَنَّهُ لَمْ يَجِرْ يَوْسَىٰ مِنْ
قَبْرِهُ ثُمَّ رَدَّ اِلَيْهِ وَانْشَأَ ذَلِكَ مَقَامَ رُوحِهِ اسْتَقَرَّ اَوْ
وَقَبْرِهِ مَقَامُ يَدْنِهِ وَاسْتَقَرَّ اِلَى الْيَوْمِ مَعَادِ الْاَرْوَاحِ
الْمُجَادَّةِ اَوْ اَبْدَانِ يَصِلُ فِي قَبْرِهِ وَرَأَى فِي السَّمَاءِ السَّادَةِ
كَمَا نَهَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَفْعِ مَكَانٍ فِي الْوَفِيَّةِ الْاَعْلَىٰ
مُسْتَقَرًّا هَنَّاكَ وَبَدَنُهُ فِي صَرْحٍ غَيْرِ مَفْقُودٍ وَ اِذَا
سَلَّمَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ اللَّهُ عَلَيْهِ رَحْمَةٌ حَتَّىٰ يَرْجِعَ اِلَى السَّلَامَةِ
وَلَمْ يَفَارِقَ لِلْمَلَأِ الْاَعْلَىٰ وَمِنْ كَثْفِ اَدْرَاكِ غَلْظَتِ
طَبَاعِجُ اَدْرَاكِ هَذَا فَلْيَنْظُرْ إِلَى الشَّمْسِ عَلَوْهَا
وَتَغْلُقُهَا وَتَانِيَهَا فِي الْاَرْضِ وَحَيَوٰةِ الْبَنَاتِ وَالْحَيَوٰةِ
بِهَذَا وَتَانِ الْرُوحِ فَرَقَ هَذَا اَنَّهُ لَا تَانِ الْبَدَنِ
شَانَ هَذَا التَّارِكُونَ فِي مَحَلِّهَا وَحَرَارَتُهَا تَوَثَّرَ فِي
الْجِسْمِ الْبَعِيدِ عَنْهَا مَعَ اِلَّا رَتْبًا وَالتَّغْلُقُ الَّذِي
بَيْنَ الْرُوحِ وَالْبَدَنِ اِنْ قَبْرُهُ اَكْمَلُ مِنْ ذَلِكَ وَالتَّارِكُونَ

وَإِذَا دَعَا رَبُّكَ فِي الْقُرْآنِ وَخُذْ
وَكُنْ أَعْلَىٰ أَدْبَارِهِمْ تُفْوَرًا ﴿٣٩﴾

اور جس وقت تو یاد کرتا ہے اپنے رب کو قرآن
میرا کیلا تو دو پیٹھ کی بل پھرتے ہیں بھاگتے ہوئے ﴿۳۹﴾

فشان الروح اعلى من ذلك والطف

فقل للعيون الومل اياك ان ترى

سنا الشمس استغشى ظلام الليالي

(نظام المعادین قیم جلد اول صفحہ ۳۰-۳۰۲) *

قاعدوں کو توڑا یہاں تک کہ زندگی میں اُن کا
پیٹ چاک کیا گیا اور اُن کو تکلیف نہ ہوئی۔
اس لئے حقیقت میں بدون مرنے کے خود

اُن کی روح مقدس کو معراج ہوئی۔ اور جو اُن کے سوا ہیں اُن میں سے کسی کی روح بدون
مرنے اور بدن چھوڑنے کے آسمان پر صعود نہیں کرتی۔ انبیاء کی رو میں اس مقام پر بدن سے
جدا ہونے کے بعد پہنچتی ہیں۔ اور رسول خدا کی روح زندگی ہی میں اس مقام تک گئی اور
واپس آگئی۔ اور بعد وفات کے دیگر انبیاء کی روحوں کے ساتھ مقام ”ذقیق اعلیٰ“ میں ہے۔
اور باوجود اس کے بدن پر اس کا پر تو اور اس کی اطلاع اور اُس کے ساتھ ایسا تعلق ہے کہ
رسول خدا ہر ایک کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اور اسی تعلق کے سبب سے رسول خدا نے
موتے کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر اُن کو چھپے آسمان پر بھی دیکھا۔ اور یہ سب کو معلوم ہے
کہ نہ موت نے قبر سے صعود کیا نہ واپس آئے۔ بلکہ وہ اُن کی روح کا مقام اور اُس کے ٹھکانے
کی جگہ ہے اور قبر اُن کے بدن کا مقام اور اُس کے ٹھکانے کی جگہ ہے جب تک کہ رو میں
دوبارہ بدنوں میں آئینگی۔ اسی لئے رسول خدا نے اُن کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر چھپے
آسمان پر دیکھا۔ جیسا کہ خود رسول خدا (کی روح) ”ذقیق اعلیٰ“ میں ایک بلند مقام پر ہے۔
اور اُن کا بدن قبر میں موجود ہے اور جب کوئی مسلمان اُن پر درود و سلام بھیجتا ہے خدا اُن کی
روح کو بدن میں واپس بھیجتا ہے تاکہ اُس کے سلام کا جواب دیں حالانکہ پھر بھی رسول خدا کی
روح (ماء اعلیٰ سے جدا نہیں ہوتی۔ اور جس شخص کی عقل تاریک اور طبیعت اس بات کے
سمجھنے سے عاجز ہے۔ وہ دیکھے کہ آفتاب بہت بلندی پر ہے اور اُس کا تعلق اور تاثیر زمین
میں اور نبات اور حیوان کی زندگی میں ہے۔ اور روح کا حال تو اس سے بالاتر ہے۔ کیونکہ
روح کا حال اور ہے اور اجسام کا حال اور۔ یہی آگ اپنی جگہ میں ہوتی ہے اور اس کی گرمی
اُس جسم میں سرایت کرتی ہے جو اس سے دُور ہے حالانکہ جو ربط اور تعلق روح اور بدن کے
درمیان ہے وہ اس سے زیادہ لطیف اور بالاتر ہے۔ درد بھری آنکھوں سے کہہ کر آفتاب
کی روشنی کو دیکھنے سے بچو۔ ورنہ راتوں کا اندھیرا چھا جائیگا *

لَنْ اَعْلَمَ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ اِذْ
يَسْمَعُونَ اَيْتَكَ وَ اِذْ هُمْ يَخْشَوْنَ
اِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ اِنَّا
نَسْمَعُكَ اِلَّا رَحْبًا
مَسْمُورًا ۝۵۰

ہم خوب جانتے ہیں اُس چیز کو جسے وہ سنتے ہیں جس
وقت کہ کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جس وقت
کہ وہ بھید کی باتیں کرتے ہیں جس وقت کہ کہتے
ہیں ظالم کہ تم نہیں پیروی کرتے مگر ایک آدمی
جادو کئے گئے کی ۝۵۰

تصحیح تیسری دلیل کی

جوانفاظ کہ مالک بن صعصعہ کی حدیثوں میں ہیں "انا عند البيت بين النائم واليقظان"
اور ایک حدیث میں ہے "فی الحج مضطجعا" اور انس بن مالک کی حدیث میں ہے "تأمر
عينه ولا ينام قلبه" اور اس حدیث کے آخر میں ہے "فاستيقظ وهو في المسجد الحرام"
یہ صاف و بلیغ اس بات کی ہیں کہ اسرا اور معراج سونے کی حالت میں ہوئی تھیں *

مالک بن صعصعہ کی حدیثوں پر تو کسی شخص نے اعتراض نہیں کیا مگر انس بن مالک کی
حدیث پر جس کے راویوں میں سے ایک راوی شریک بھی ہے اعتراض کیا ہے اور اعتراض
یہ ہے کہ اُس حدیث میں ہے کہ تین فرشتے وحی آنے سے پہلے رسول خدا کے پاس آنے
اور وہ مسجد حرام میں سوتے تھے۔ اُس کے بعد بیان کیا ہے کہ ایک دوسری رات کو فرشتے
آئے ایسی حالت میں جب کہ رسول خدا کا دل دیکھتا تھا اور آنکھیں سوتی تھیں اور دل جاگتا
تھا۔ پس اس حدیث میں دو نقص ہیں اول تو تزلزل ہے بیان میں۔ دوسرے یہ کہ وحی آنے
سے پہلے فرشتوں کا آنا بیان ہوا ہے۔ مگر یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کیونکہ پہلا جملہ ایک الگ
واقعہ کا بیان ہے اور دوسرا جملہ جس میں "فیما يرى قلبه وتنام عينه" آیا ہے وہ بیان ہوا اسرا
اور معراج کا۔ چنانچہ عینی شہج بخاری میں لکھا ہے۔ امام نووی کہتے ہیں کہ شریک کی روایت

میں چند غلطیاں ہیں جن کا علمائے اہل کتب نے انکار کیا ہے
ان میں سے ایک یہ ہے کہ اُس نے کہا ہے کہ معراج
وحی آنے سے پہلے ہوئی اور یہ غلط ہے کسی نے
اس پر اتفاق نہیں کیا۔ اور علمائے اہل کتب پر بھی
متفق ہیں کہ نماز کا فرض ہونا معراج کی رات
میں ہوا۔ پس معراج کیونکر وحی آنے سے پہلے ہو سکتی
ہے * * * * * ابن حزم۔ عبدالمحمّد۔

قال النووي عطاء في رواية شريك او هام انكرها
العلماء من جملتها انه قال ذلك قبل ان يوحى اليه غلط
لما يوافق عليه وايضا العلماء اجمعوا على ان فرض الصلوة
كان ليلة الاسراء فكيف يكون قبل الوحى * * * * *
وانكروا الخطأ في ما بن حزم وعبدالحق والقاضي عيان
والنووي * * * * * وقد صرح هؤلاء المذاهب ان
بان شرى كان نزل بان لك * * * * * فقولنا
يخرج من بعد ذلك حتى انزل ليلة اخرى لما يعين لمدّة
التي بين الحجيتين فيجعل على النجوى الثاني كان بعد

أَنْظُرْ كَيْفَ صَرُّوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَصَلُّوا
فَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ۝۵۱

دیکھ کس طرح وہ گھڑتے ہیں تیرے لئے مثالیں
پھر وہ گمراہ ہوئے پھر نہیں پاسکتے رستہ ۵۱

قاضی عیاض اور امام نووی نے اس کا انکار کیا ہے۔ اور انہوں نے صاف کہہ دیا ہے کہ شریک اس بات میں کیا ہے * * * * * راوی کا یہ قول کہ اس کے بعد اُن کو کسی نے نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ رسول خدا کے پاس دوسری رات آئے۔ اس میں اُس کے دونوں دفعہ آنے میں جو مدت گذری اُس کو

الرحمن والیہ وجہ لئلا تقع الاسرار والمعراج واذا كان بين المجيبين مدة فلا فرق بين ان تكون تلك المدة ليلة واحدة وليالي كثيرة او عدة سنين وهذا لا يرفع الاشكال عن مملوۃ شريك ويحصل الوفاق ان الاسرار كان في اليقظة بعد البعثة وقبل الهجرة فيسقط لتتابع الخطابي وابن حزم وغيرهما بان شريك خالف الاجماع في دعواه ان المعراج كان قبل البعثة -
(یعنی جلد ۱۱ صفحہ ۶۰۲ و ۶۰۳) *

بیان نہیں کیا ہے۔ پس خیال کیا جائیگا کہ دوسری دفعہ کا آنا وحی آنے کے بعد ہوا۔ اور اُس وقت اسرار و معراج واقع ہوئی۔ اور اگر دونوں دفعہ کے آنے میں کوئی مدت ہے تو کوئی فرق نہیں ہے اس میں کہ وہ مدت ایک رات ہو یا بہت سی راتیں ہوں یا چند سال ہوں۔ اور اس سے شریک کی روایت میں جو اشکال پیدا ہوتا ہے۔ وہ اٹھ جاتا ہے۔ اور اس بات پر اتفاق کا ہونا نکلتا ہے کہ اسرا جاتے ہیں بعد نبوت کے اور قبل ہجرت کے ہوئی۔ پس خطابی۔ ابن حزم اور دیگر مفسرین کی یہ ملامت دور ہو جاتی ہے کہ شریک نے اجماع اُمت کو اپنے اس دعوے سے توڑا ہے کہ معراج نبوت سے پہلے ہوئی *۔

اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ پہلا واقعہ ایک رات کا ہے جس میں نہ معراج ہوئی ہے نہ کچھ اور واقعہ ہوا ہے۔ اور اُس رات فرشتے آئے اور صرف دیکھ کر چلے گئے اور اُسی کی نسبت شریک نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ قبل وحی کا ہے۔ دوسرا جملہ متعلق ہے اسرار و معراج سے جیسا کہ عینی نے بیان کیا ہے اس صورت میں شریک کی حدیث میں اور اوڑھنوں میں کہ اسرار بعد نبوت ہوئی تھی کچھ اختلاف باقی نہیں رہتا لیکن عینی نے جو یہ بیان کیا ہے کہ ”و یحصل الوفاق ان الاسرار كان في اليقظة بعد البعثة“ اس جملہ کا پہلا حصہ غلط ہے اس لئے کہ اس بات میں اتفاق نہیں ہوا کہ اسرار فی اليقظة تھی بلکہ اس دوسرے جملہ بھی صاف بیان کیا گیا ہے۔ ”فما يرى قلبه ولا تنام عينه ولا ينام قلبه“ اور تمام قصہ معراج کا بیان کرنے کے یہ حدیث کے اخیر میں بیان کیا ہے، ”فاستقيظ وهو في المسجد الحرام“ یعنی ان تمام واقعات کے بعد آنحضرت جاگے اور وہ مسجد حرام میں تھے۔ پس کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ ان حدیثوں سے صاف ثابت ہو سکتا ہے کہ اسرار و معراج ابتدا سے انتہا تک سونے کی حالت

وَقَالُوا آءِذَا كُنَّا عِظَامًا
وَرُفَاتًا ؕ إِنَّا لَنَكُونُ خَلْقًا
جَدِيدًا ﴿۵۲﴾

اور انہوں نے کہا کہ کیا جب ہو جائیں گے ہڈیاں
اور گلی ہوئی کیا ہم پھر اٹھائے جا دیئے گئے نئی
پیدائش میں ﴿۵۲﴾

میں ہوئی تھی اور وہ ایک خواب تھا جو رسول خدا نے دیکھا ہے

اور عینی میں جو یہ بات لکھی ہے کہ ممکن ہے کہ یہ کہا جاوے کہ آنحضرت شروع معراج
فیہ کان یقال کان فی اول الامر و آخرہ فی النوم اور آخر معراج میں سوتے تھے اور اس حدیث
ولیس فیہ ما یدل علی کونہ ثابثا فی القصة کما ہے میں کوئی دلیل اس بات پر نہیں ہے کہ
(عینی جلد ۱۱ صفحہ ۶۰۳) رسول خدا کل قصہ میں سوتے رہے ہے

ایسی بودی اور ضعیف ہے کہ کوئی شخص بھی اس پر کان نہیں کھ سکتا۔ کیونکہ کسی حدیث
سے ثابت نہیں ہے کہ درمیان معراج کے کسی وقت آنحضرت جاگ اٹھے تھے بلکہ کسی حدیث
میں آنحضرت کے جاگتے ہونے کا اشارہ بھی نہیں ہے

مالک بن صعصعہ کی حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں، "یعنی النائم البقظان" اس کی نہایت
عمدہ تشریح انس بن مالک کی حدیث سے ہوتی ہے جس میں بیان ہے "فیما یری قلبہ وتناسر
عینہ ولا ینام قلبہ" اور تمام انبیاء کا سونے میں یہی حال ہوتا ہے۔ ظاہر میں انکبیں سو جاتی
ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے

تصحیح چوتھی دلیل کی

ہم سمجھتے ہیں کہ اس دلیل کی زیادہ تفسیر کرنے کی ہم کو چنداں ضرورت نہیں ہے
اس لئے کہ جن صحابہ کا مذہب یہ تھا کہ جسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج میں نہیں گیا
تھا بلکہ معراج سونے کی حالت میں بالروح ہوئی تھی ان کے نام مع ان کی اقوال کی سند کے
ہم نے کچھ دئے ہیں اور اس لئے زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں ہے مگر شافعی عیاض نے
مندرجہ حاشیہ نام ان لوگوں کے لکھے ہیں جن کا مذہب یہ ہے کہ معراج بحسدہ فی البقظان
عبداللہ ابن عباس۔ جابر بن عبد اللہ۔
النس بن مالک۔ حذیفہ بن الیمان۔ عمرو بن الخطاب۔
ابو ہریرہ۔ مالک بن صعصعہ۔ ابو حنیفہ البیہقی۔
عبداللہ ابن مسعود۔ ضحاک۔ سعید ابن جبیر۔
قتادہ۔ ابن المسیب۔ ابن شہاب۔ ابن یزید حسن۔
ابراہیم۔ مسروق۔ مجاہد۔ عکرمہ۔ ابن جریر۔
ہوتی تھی۔ ان میں سے معلوم ہوتا ہے کہ
اسامہ بن زید۔ انس بن مالک۔ جابر بن عبد اللہ۔
حذیفہ بن الیمان۔ عبداللہ ابن عباس۔ عبداللہ
بن مسعود۔ عمرو بن الخطاب۔ مالک بن صعصعہ
اور ابو ہریرہ تو صحابی ہیں اور باقی تابعی وغیرہ۔
(شافعی عیاض صفحہ ۸۶)

قُلْ لَّكُنْزُ حِجَارَةٍ أَوْ حَدِيدًا ۖ

کہے (اپنے غم) کہ تم بہتھر ہو جاؤ یا لوہا

مگر ہم کو نہیں معلوم کہ قاضی عیاض نے جو اُن کا مذہب قرار دیا ہے۔ اُس کی کیا سند ہے اور کہاں سے اُس نے استنباط کیا ہے ؟

انس بن مالک اور مالک بن صعصعہ دو صحابیوں کی حدیثیں ہم نے اوپر نقل کی ہیں۔ جن کی حدیثوں میں خود الفاظ ”انا ناشد“ اور ”بین الناس والبقظان“ اور ”فی الحجر مدنیطیا“ اور ”فیما یرى قلبہ وتنام عینہ ولا ینام قلبہ“ اور ”شدا استیقف وهو فی المسجد الحرام۔“ موجود ہیں۔ جن سے صاف پایا جاتا ہے کہ اُن کے نزدیک معراج بحالت نوم ہوئی تھی پس معلوم نہیں ہوتا کہ اُن دونوں صحابیوں کے نام قاضی عیاض نے اُن لوگوں کی فہرست میں کیوں داخل کئے ہیں جن کا مذہب بجسدہ اور فی البیقظہ ہونے کا ہے ؟

مالک بن صعصعہ اور انس بن مالک کی حدیثوں میں قتادہ بھی ایک راوی ہیں۔ پھر وہ کسی طرح اُن لوگوں کی فہرست میں داخل نہیں ہو سکتے۔ جو معراج کے بجسدہ اور فی البیقظہ ہونے کے قائل ہیں ؟

سوائے صحاح کے اور کتب حدیث میں جو حدیثیں ہیں اُن پر بھی ہم نے سرسری طور سے نظر ڈالی ہے سوائے ایک حدیث کے جو بیہقی میں ہے اور جس میں یہ الفاظ ہیں۔ ”بینما انا ناشد عشاءً فی المسجد الحرام اذ اتانی ایت فایقفنی فاستیقظت“ یعنی میں عشاء کے وقت مسجد الحرام میں سوتا تھا کہ ایک آنے والا آیا اُس نے مجھ کو جگایا اور میں جاگا۔ اور کتب حدیث میں جاگتے یا سوتے ہونے کا کچھ ذکر نہیں۔ پس ایسی حدیثوں سے اس بات پر استدلال کرنا کہ اُن کے راویوں کا مذہب یہ ہے کہ معراج بجسدہ اور فی البیقظہ ہوئی تھی۔ کسی طرح پر صحیح نہیں ہے۔ علاوہ اس کے بیہقی اور دیگر کتب کی حدیثیں جو صحاح میں داخل نہیں ہیں لائق وثوق اور قابل احتجاج نہیں ہیں۔ پس قاضی عیاض نے جو فہرست رکھی ہے اُس کا ماخذ ایسا نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جاسکے ؟

تصحیح پانچویں دلیل کی

یہ دلیل اس امر سے علاقہ رکھتی ہے کہ اگر عقل اور نقل میں مظاہر اختلاف پایا جاتا ہو تو نقل کے معنی اس طرح پر بیان کرنے چاہئیں جو عقل کے مطابق ہوں۔ مگر اس کی تصحیح بیان کرنے سے پہلے ہم کو یہ بات بیان کرنی چاہئے کہ حدیثیں جو کتابوں میں جمع ہوئی ہیں اُن کے الفاظ وہ نہیں ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کئے تھے۔ بلکہ راویوں کے لفظ

أَوْخَلَقْنَا مِمَّا يَجْكُرُونَ
صُدُّوا رُكُودًا

یا اور کوئی پیدائش اس طرح کی کہ بری معلوم ہو
تمہارے دلوں میں

ہیں جو انہوں نے اپنی سمجھ کے موافق بیان کئے ہیں *

اس باب میں کہ حدیث بلفظ روایت کرنی لازم ہے یا بالمعنی بھی روایت کرنا جائز ہے محدثین میں اختلاف ہے ایک گروہ محدثین کا حدیث کو بالمعنی روایت کرنا جائز نہیں سمجھتا بلکہ بلفظ روایت کرنا ضروری سمجھتا تھا چنانچہ فتح المغیث شرح الفیہ الحدیث میں جو حافظ زین الدین عراقی کی تصنیف ہے لکھا ہے *

محدثین - فقہاء اور اصولیین شافعیہ وغیرہ کا ایک گروہ روایت بالمعنی کو مطلقاً روا نہیں رکھتا۔ قرطبی نے کہا ہے کہ امام مالک کا اصلی مذہب بھی یہی ہے۔ یہاں تک کہ

جو اس طرف گئے ہیں ان میں سے بعض نے

اس باب میں بہت سختی کی ہے۔ پس ان کے

بزرگ ایک ایک گامہ کا دوسرے گامہ پر یا ایک حرف

کا دوسرے حرف پر مقدم لانا جائز نہیں ہے

نہ ایک حرف کا دوسرے حرف کی جگہ بدلنا۔

نہ ایک حرف کو زیادہ یا کم کرنا چہ جائیکہ بہت

سے حروف کو۔ نہ ثقیل کو خفیف کرنا اور نہ

خفیف کو ثقیل کرنا۔ نہ منصوب کو رفع دینا۔

نہ مجرور یا مرفوع کو نصب دینا اگرچہ ان تمام

صور توں میں معنی نہ بدلتے ہوں۔ بلکہ انہوں

نے لفظ ہی پر پس کی ہے چاہے لغت سے

کے برعکس ہو۔ اور ایسا ہی چاہے غلط ہو۔ خطیب نے کفایہ میں اس کو منسلک فرمایا

کیا ہے *

اس تشدد میں جو بلفظ حدیث کے بیان کرنے کی سبب تھا بعض بزرگوں نے نرمی

کی اور کہا کہ صرف صحابہ کو یا صحابہ اور تابعین کو بالمعنی روایت کرنی جائز ہے اور کو نہیں

چنانچہ فتح المغیث میں لکھا ہے کہ۔ اور کہا گیا

ہے کہ صحابہ کے سوا دوسروں کے لئے روایت

بالمعنی کرنا رد انہیں ہے۔ کہو کہ تابعین

قبل لا یجوز لہ الروایۃ بالمعنی من زائد فہذا
من المحدثین والفقہاء ذکر اصولیین من الشافعیۃ
وغیرہم قال قرطبی ہوا الصلحۃ بین منہما مالک
حق ان بعض من ذهب لہذا ساء بہم فترکوا
فلما یجوز لہما بعد کلمۃ علی کلمۃ ولا حرف علی آخر
ولا ابدال حرف باخر ولا زیادۃ حرف ولا حذف
فضلا عن اکثر ولا تخفیف ثقیل ولا ثقیل خفیف
ولا رفع منصوب ولا نصب مجرور و مرفوع
ولولہ تیغیر المعنی فی ذلک کلہ بل اقتصر
بعضہم علی اللفظ ولو خالف اللفظ الفصیحۃ
ولکن لو کان لہما کیا بین تفصیل ہذا کلمۃ
الخطیب فی الکفایہ۔

فتح المغیث صفحہ ۲۷۶ *

کے برعکس ہو۔ اور ایسا ہی چاہے غلط ہو۔ خطیب نے کفایہ میں اس کو منسلک فرمایا کیا ہے *

اس تشدد میں جو بلفظ حدیث کے بیان کرنے کی سبب تھا بعض بزرگوں نے نرمی

کی اور کہا کہ صرف صحابہ کو یا صحابہ اور تابعین کو بالمعنی روایت کرنی جائز ہے اور کو نہیں

چنانچہ فتح المغیث میں لکھا ہے کہ۔ اور کہا گیا

ہے کہ صحابہ کے سوا دوسروں کے لئے روایت

بالمعنی کرنا رد انہیں ہے۔ کہو کہ تابعین

فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُبَيِّنُ لَنَا

پھر بھی کیسے کہ کون پیدا کرے گا ہم کو

لايجوز لغير الصحابي وجعل الاختلاف في الصحابي
دون غيره وقيل لايجوز لغير الصحابة والتابعين
بختلاف من كان منهم وبه جزم بعض معاصر الخطيب
وهو حفيد القاضي ابى بكر في ادب الرواية قال
لان الحديث اذا ثبت بالاسناد وجب
ان لا يختلف لفظه فيدخله الكذب -

(فتح المغیث صفحہ ۵۴۹ و ۵۵۰) +

بہ نسبت اُن کے جو پہلے تھے حمل آگیا ہے۔
بہ خلاف صحابہ کے اس لئے کہ وہ اہل زبان اور
کلام کو خوب سمجھنے والے تھے۔ مادر وی اور
رویائی نے باب القضا میں اس کا ذکر کیا ہے
بلکہ اس بات کو زور کے ساتھ بیان کیا ہے
کہ صحابی کے سوا دوسرے کو روایت بھنی

جائز نہیں۔ مگر یہ اُن کا اختلاف صرف صحابی میں ہے نہ اوروں میں اور بعض کہتے کہ صحابہ
اور تابعین کے سوا دوسروں کو روایت بالمعنی جائز نہیں ہے۔ اور خطیب کے ایک معاصر
یعنی قاضی ابوبکر کے پوتے نے ادب الروایۃ میں اس کو زور کے ساتھ بیان کیا ہے۔
اُس نے کہا ہے کہ جب حدیث میں اسناد کی قید لگائی تو یہ واجب ہے کہ لفظ نہ بدلیں
تاکہ جھوٹ داخل نہ ہو جائے باوجود اس قید کے بھی یہ بات کہی گئی کہ روایت کرنے کے
بعد راوی کو ایسے الفاظ کا کہنا ضرور ہے جن سے معلوم ہووے کہ حدیث کے بعینہ
وہی لفظ نہیں ہیں جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے چنانچہ فتح المغیث میں لکھا

وليقال الراوى عقب ايراد الحديث -
بمعنى اى بالمعنى لفظ او كما قال فقد كان الشرح
كما عند الخطيب في باب المعتقد لمن اجاز الرواية
بالمعنى لفظها عقبا للحديث ونحوه من الالفاظ
كقولنا ونحو هذا او شبهه او شكلا فقد مرى الخطيب
ايضا عن ابن مسعود انه قال سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم ثم اعدوا عدايتا به وقاتل
او شبه ذلك ونحو ذلك وعن ابي الدرداء انه كان اذا
فرغ من الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال هذا ونحو هذا او شكلا وما اكلها الدارمى
في مسنده بنحوها ولفظ في ابن مسعود وقال او
نحوه او شبه به وفي لفظ اخر لخبره ان عمر بن
مسيون سمع يومئذ ابن مسعود يحدث عن النبي
صلى الله عليه وسلم وقد علمه كيف جعل العرق
ينفذ منه عن جبينه وهو يقول اما قولك ذلك
واما دونك واما قريب من ذلك وهذا لك

ہے کہ راوی کو حدیث بالمعنی بیان کرنے کے بعد
کہنا چاہئے ”او کما قال“ خطیب نے ایک باب
میں جس میں اُن کا بیان ہے جن کو روایت
بالمعنی کی اجازت ہے۔ کہا ہے کہ انس بن
حدیث کے بعد کہتے تھے اُس کے قول کی مانند
یا ایسا یا اس جیسا یا اس کے جیسا خطیب نے ابن
مسعود روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے پیغمبر خدا سے
پھر کانپنے اور اُن کا کپڑا ہٹانے لگا اور کہا اس کی مانند یا اس کی مثل
اور ابودرداء سے روایت ہے کہ جب حدیث بیان کرنا چاہتے تو کہتے
کہ یہ کسا تھا یا اُس کی مثل یا اس جیسا۔ دارمی
نے اپنی مسند میں یہ سب الفاظ بیان کئے
ہیں ابن مسعود کے الفاظ اُس میں یہ ہیں اس
کی مثل یا اس کی مانند یا اس کے مشابہ اور

کدے جس نے پیدا کیا تم کو پہلی دفعہ

قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ

من المحدث والقادی ابھما علیہ الامریہ فانہ
یحسن ان یقول اوکما قال -

(فتح المغیث صفحہ ۲۷۹) *

کو تکلیف ہونے لگی اور پسینہ اُن کی پشانی سے ٹپکتا تھا۔ اور وہ کہتے تھے کہ اس سے
زیادہ یا اس سے کم یا اس کے قریب۔ غرض کہ ایسا لفظ کہے جس سے قاری اور محدث
کا شک ظاہر ہو *

باوجود اس کے صحابہ اور تابعین برابر حدیث کو بالمعنی روایت کرتے تھے۔ جیسا کہ
فتح المغیث کی مندرجہ ذیل عبارت سے ظاہر ہوتا ہے *

و عن بعض التابعین قال لغیت اناسا من الصحابة
فاجتمعوا فی المعنی واختلوا علی فی اللفظ فقلت
ذلك لبعضهم فقال لا بأس به ما لم یجعل معناه کما
الشافعی قال حدیثہ ان اقوم عرب نورد الاحادیث
ففندم ونوخر وقال بن سیرین کنت اسمع الحدیث
من عشق المعنی واحد واللفظ مختلف ومن کان
یروی بالمعنی من التابعین الحسن الشیبی والمغنی
بل قال ابن الصلاح انه الذی شہد به احوال الصحابة
والسلف الاولین فکثر ما کانوا ینقلون معنی واحدا
فی امر واحد بالفاظ مختلفة وما ذاک لان معلوم
کان علی المعنی دون اللفظ -

(فتح المغیث صفحہ ۲۷۵) *

حالات اس پر شاہد ہیں کہ وہ اکثر ایک مطلب کو مختلف الفاظ میں بیان کرتے تھے۔ کیونکہ
اُن کا زیادہ تر خیال مضمون پر ہوتا تھا نہ الفاظ پر *

حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر روایت بالمعنی کی اجازت نہ ہوتی تو ہم حدیث
ذہبیان کر سکتے۔ اور ثوری کہتے ہیں کہ اگر
ہم حدیث اُسی طرح تم سے بیان کرنا چاہیں
جس طرح سنی ہے تو ایک حرف بھی نہیں

قال الحسن لا المعنی واحد ثنا وقال الثوری
لواحدنا ان محدثکم بالحدیث کما سمعنا ما حدثنا
کد مجرثا احد - (فتح المغیث صفحہ ۲۷۷) *

بیان کر سکتے *

فَيَبْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ
مَتَى هُوَ

پھر بلاوینگے تیری طرف اپنے سروں کو اور
کہیں گے کہ کب وہ ہوگا

بالآخر حدیثوں کا بعض شرطوں سے بالمعنی روایت کرنا محدثین کے نزدیک جائز قرار پایا۔ چنانچہ امام سخاوی فتح المغیث میں لکھتے ہیں کہ اس باب میں سب کا اتفاق ہے کہ جو ولید بالفاظ اللہ سمع بها مقتصر علیہا بدو تقدیم ولا تلخیر ولا زیادة ولا نقص حرف فاکثر ولا ایدال حرف واكثر بغیر ولا مستند بمنقل او عکس من لا یعلم مدلولها ای الفاظ فی اللسان ومقاصدها وما یجمل معناها و المحتمل من غیره والمراد منها وذلك علی وجہ الوجوب بالاختلاف بین العلماء۔

(فتح المغیث صفحہ ۲۷۰) *

بھی بدلنے کے اور شد و کی جگہ ثقیل اور ثقیل کی جگہ مشد و لانے کے * اور کچھ لوگ ان لوگوں کے سوا ہیں جو ان سب باتوں کو جانتے ہیں ان کے روایت بالمعنی کرنے میں اہل حدیث۔ اہل فقہ اور اہل اصول میں اختلاف ہے۔ بہت سے لوگوں نے ان کو بالمعنی روایت کرنے کی اجازت دی ہے۔ اگر روایت کرنے والا قطعاً سمجھتا ہو کہ جو لفظ اس نے سنا اس کے معنی پورے پورے ادا کر دئے ہیں اور روایت مرفوع ہو یا غیر مرفوع علم پر دلالت کرتی ہو یا عمل پر صحابی سے ہو یا تابعی سے یا ان کے سوا کسی اور سے منقول ہو۔ راوی نے الفاظ زیاد رکھے ہوں یا نہیں افتاء اور مناظرہ میں ہو یا

واما غیره من یعلم ذلك ویحققه فاختلف فیہ السلف واصحاب الحدیث وادباب الفقہ والاصول فالمعظم منها اجازة الروایة بالمعنی اذا كان قاطعاً بانہ ادى معنى اللفظ الذى بلغه سواء فی ذلك المرفوع او غیره كان موجبہ العلم او العمل وقیع من الصحابی او التابعی او غیرهما حفظ اللفظ ام لا صدر فی الافتاء والمناظرہ او الروایة اتی بلفظ مرادف لمرادف كان معناه غامضاً او ظاهراً حیث لم یجتمعا للفظ غیر ذلك المعنی وغلب علی خضه اداة التثانیة بهذا اللفظ ما هو موضوع لدوز الخیوفیہ والاستثناء۔

(فتح المغیث صفحہ ۲۷۰) *

روایت میں اس کا مرادف لفظ بیان کیا ہو یا نہیں۔ اس کے معنی مبہم ہوں یا ایسے ظاہر کہ اس لفظ سے دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو سکے۔ اور اس لفظ سے جو کچھ شارح نے مراد لی ہے راوی کا نظر غالب صحیحی ہی طرف گیا ہو۔ اور اس معنی مراد لینے میں مجاز بہ نہ ہو۔ متنازع ہے ان روایتوں سے بخوبی ظاہر ہے کہ ابتدائی صحابیہ تابعین کے زمانہ میں یہ روایت

قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ قَسْرِبًا ۝۵۳

کدے کہ شاید یہ ہو دے نزدیک ۝۵۳

کی روایت بالمعنی کرنے کا دستور بخفا اور جو حدیثیں صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث میں لکھی ہیں سو اسے شاذ و نادر چھوٹی حدیثوں کے وہ سب بالمعنی روایت کی گئی ہیں یعنی آنحضرت نے جو بات جن لفظوں سے فرمائی تھی وہ لفظ بعینہ و بحسنہ نہیں ہیں بلکہ راویوں نے جو مطلب سمجھا اس کو اُن لفظوں میں جن میں وہ بیان کر سکتے تھے بیان کیا۔ پھر اسی طرح دوسرے راوی نے پہلے راوی کے اور تیسرے راوی نے دوسرے راوی کے اور چوتھے راوی نے تیسرے راوی کے بیان کو اپنے لفظوں میں بیان کیا اور علے ہذا القیاس پس حدیث کی کتابوں میں جو حدیثیں لکھی گئی ہیں وہ اخیر راوی کے لفظ ہیں اور معلوم نہیں ہوتا کہ اس درمیان میں اصلی الفاظ سے کس قدر لفظ اول بدل اور الٹ پلٹ ہو گئے اور کچھ عجیب نہیں کہ کسی نے حدیث کے اصل مطلب سمجھنے میں بھی غلطی کی ہو اور اصلی حدیث کا مطلب بھی بدل گیا ہو اور اُس کے یعنی غلط مطلب سمجھنے کی مثال میں متعدد حدیثیں بھی موجود ہیں۔ خود صحابہ نے حدیث سماعِ موسیٰ اور حدیث تغذیب المذیبت بکاء اہلہ کا مطلب غلط سمجھا تھا پ:

اسی باعث سے کہ حدیثوں کی روایت کے جو الفاظ ہیں وہ اخیر راویوں کے ہیں جب کہ اصلی زبان عرب میں کسی قدر تبدیلی ہو گئی تھی علمائے علم ادب نے حدیثوں کو لمجاظ و اما کلامہ صلی اللہ علیہ وسلم فیستدل منہ بها ثبت انہ قال علی اللفظ المروی وذلک نادرجا انما یوجد فی الاحادیث القصار علی ثلاثہ یعنی فان غالب الاحادیث مروی بالمعنی وقد تدل علیھا الاعاجم المولودون قبل تدوینہا فرد وھا بما ادت الیہ عبارتهم فزادوا ونقصوا وقد موا واخرھا وابدلوا الناطق بالناطق وذلک انہ فی الحدیث الواحد فی القصۃ الواحدۃ مروی علی اوجہ شتی بعبارات مختلفۃ ومن ثم انکر علی ابن مالک اثباتہ القواعد النحویۃ بالالفاظ الواحدۃ فی الحدیث قال ابوجیان فی شرح التہذیب قد اکثر ہذا المصنف من الاستدلال بما وقع فی الاثر اد علی اثبات القواعد النکیۃ فی لسان العرب و ما رایت احدا من المتقدمین المتأخرین سلك هذه الطريقۃ غیرہ علی ان المجاہیر الاولین لعلم النحوی المستقرین لا احکام من لسان العرب

علم ادب کے قابل سند نہیں سمجھا۔ چنانچہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الاقتراح میں لکھا ہے پیغمبر خدا کی اُس کلام سے استدلال کیا جاتا ہے جس کی نسبت ثابت ہو چکا ہے کہ یہی الفاظ جو روایت کئے گئے ہیں۔ آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہیں۔ اور یہ بہت ہی کم ہے۔ صرف چھوٹی چھوٹی حدیثوں میں ہے ورنہ اکثر حدیثیں اپنی روایت ہوئی ہیں اور عجیبوں اور مولدین نے حدیثوں کو اُن کے جمع ہونے سے پہلے استعمال کیا ہے۔ پھر خود ان کی عبارت حدیثوں کے مطلب کو جہاں کھینچ کر لے گئے وہیں ہینچا دیا۔ بڑھایا۔ گھٹایا۔ تقدیم و تاخیر کی

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ
بِحَمْدِهِ وَتَقُولُونَ اِنْ لَّا قَلِيلًا ۝۵۳

جس دن کہ خدا تم کو بلاوے گا تو جواب دو گے
اُس کی تعریف کر کے اور گمان کرو گے کہ
تم نہیں ٹھہرے مگر حضور اِسا ۝۵۳

کا بی عمر بن العلاء عیسیٰ بن عمر الخلیل و سیبویہ
من ائمة البصريين والكسائي والغراء وعلی بن
سبارك الاحمر هشام الضری من ائمة الكوفيين
لم يفعلوا ذلك وتنبهم على هذا المسلك المتأخرون
من الفريقين وغيرهم عن حاجة الا قاليم كحاجة
بغداد واهل الاندلس قد جرى الكلام في ذلك
مع بعض المتأخرين الا كىء فقال انما ترك العلماء
ذلك لعدو وثوقهم ان ذلك لفظ الرسول صلى الله
عليه وسلم اذ لو وثقوا بذلك لجري مجرى القرآن
في اثبات القواعد الكلية وانما كان ذلك لاصريين
احد هما الزواجة جزوا والنقل بالمعنى فتجد قصة
واحدة فتجريت في زمانه صلى الله عليه وسلم
لم تنقل تلك الالفاظ جميعا نحو ما روى مقلبه
زوجتكها بما معك من القرآن ملكتكها بما معك
خذها بما معك وغير ذلك من الالفاظ الواحدة
في هذه القضية فتعلم يقينا انه صلى الله عليه وسلم
لم يلفظ بجميع هذه الالفاظ بل لا يجزم بان قال
بعضها اذ يحتمل انه قال لفظا مرادفا لهذه الالفاظ
غيرها فاقات الرواية بالمرادف ولم تات بلفظه
اذا المعنى هو المطلوب لا سيما مع تقادم السامع عن
ضبطه بالكتابة والامكان على الحفظ فالضابط
مهم من ضبط المعنى واما ضبط اللفظ فبعيد جدا
لا سيما في الاحاديث الطوال وقد قال سفيان
الثوري ازلت لكم في احد ثكم كما سمعت
فلا تفقد قوتي انها هو المعنى ومن نظري الحديث
ادنى نظر علم اليقين انهم انما يروون بالمعنى
..... وقال ابو حيان انما معنت الكلام في هذه
المسئلة لئلا يقول المبتدى ما بال نحويين
يستدلون بقول العرب وفيهم المسلم الكافر
ولا يستدلون بما روى في الحديث ينقل الحد
كالبخاري ومسلم واصلهما من طالع ما ذكرناه

اور الفاظ بدل دئے۔ اسی لئے ایک حدیث
ایک ہی مضمون کی مختلف طور پر جدا جدا عبارتوں
میں بیان ہوئی ہے۔ اور اسی لئے ابن مالک
پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اُس نے الفاظ حدیث
سے قواعد نحویہ کو ثابت کیا ہے۔ ابو حیان
شرح تسبیل میں لکھتا ہے کہ اس مصنف نے
عربی زبان کے قواعد کلیہ کو اکثر الفاظ حدیث
سے ثابت کیا ہے اور اس کے سوا متقدمین
اور متاخرین میں سے کوئی اس طریقہ پر نہیں
چلا۔ علم نحو کے اول بانیوں اور زبان عربی کے
قواعد کے محققوں جیسے ابو عمر ابن علا۔ عیسیٰ
بن عمر اور سیبویہ نے بصری نحویوں میں سے اور
کسائی۔ فرا۔ علی بن مبارک احمد اور ہشام الضری
نے کوئی نحویوں میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا۔
اور دونوں قسم کے نحوی متاخرین میں سے
اور بغداد اور اندلس وغیرہ مختلف ملکوں کے
نحوی بھی اسی طریق پر چلے ہیں۔ متاخرین میں
سے ایک عالم کے سامنے اس کا تذکرہ آیا تو
اُس نے کہا کہ عہد نے اس طریقہ کو اس لئے
ترک کیا ہے کہ اُن کو ہرگز اہتمام نہیں ہے کہ
یہ الفاظ بعینہ پیغمبر خدا کے ہیں۔ اگر وہ اعتماد
کرتے تو قواعد کلیہ کے ثبوت میں حدیث بھی
بمنزلہ قرآن کے ہوتی۔ اور یہ دو باعث سے
ہوا ایک تو یہ کہ راویوں نے روایت بالمعنی کو

وَقُلْ لِّلْعِبَادِیْ یُقُوْا لَیِّۤاۤتِیْ رَہِیْ
اَحْسَنُ

اور کہہ دے میرے بندوں کو کہ کہیں وہ بات
جو وہی اچھی ہے

اَدْرَكَ السَّبَبَ الَّذِیْ لَا جُلَّةَ لِحَدِیْثِہٖ اَلْخَاۡۃُ
بِالْحَدِیْثِ اَنْتَیْ کَلَامَہٗنِ حِیَانٍ بِلَفْظَۃٍ ... و
قَالَ اَبُو الْحَسَنِ اَبْنُ الصَّبَّاحِ فِی شَرْحِ الْجَمَلِ تَجْوِیْزِ
الرِّوَاۃِ بِالْمَعْنٰی هُوَ السَّبَبُ عِنْدَیْ فِی تَرْکِ الْاَثْمَةِ
کِیۡبُوۡیَہٗ وَغَیۡرَہٗ اَلَا سَتَشْہَادُ عَلٰی ثَابِتٍ اَللَّغۃُ
بِالْحَدِیْثِ وَاعْتَمَدَ وَاقِی ذٰلِکَ عَلٰی تَرْجُمَہٖ
اَلْتَقْلُعِ عَنِ الْعَرَبِ لَوَ لَا تَصْرِیۡحُ الْعُلَمَآءِ بِجَوَابِ الْعَقْلِ بِالْمَعْنٰی
فَالْحَدِیْثُ نَکَازَ الْاَوَّلٰی وَثَابِتٌ فَصِیۡحُ اللِّغۃِ کَلَامَہٗنِ
صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ لَا تَرَ فَصِیۡحُ الْعَرَبِ۔

(ا) اقتراح للسیوطی ص ۲۰۹ و ۲۱۰ *
وہمکن فی خزائن الادب للعلامۃ
عبد القادر البغدادی نا قلا عن السیوطی
و مضحکہ *

اس کا مرادف لفظ کہہ دیا ہو اس لئے کہ مطلب تو معنی سے ہے۔ اور خاص کر جب بار بار سنا
گیا اور لکھا نہ گیا اور حافظہ پر بھروسہ کیا گیا۔ پس ضابطہ وہی ہے جس نے مضمون یاد رکھا اور
لفظ یاد رکھا تو مشکل ہے خاص کر لہجی حدیثوں میں۔ اور سفیان ثوری نے کہا ہے کہ اگر میں تم
سے کہوں کہ میں نے جس طرح یہ حدیث سنی ہے اسی طرح تم سے بیان کرتا ہوں تو ہرگز یقین
نہ کرتا بلکہ وہ صرف حدیث کا مضمون ہے۔ اور جو شخص ذرا بھی حدیث پر غور کرے گا اُس کو یقین
ہو جائیگا کہ سب بالمعنی روایت کرتے ہیں۔ ابو حیان کہتے ہیں کہ میں نے اس سلسلہ میں زیادہ
گفتگو اس لئے کی کہ ہمدی یہ نہ کہہ دے کہ نحوی عرب کے قول سے جن میں سلم اور کافردوں
ہیں استدلال کرتے ہیں۔ اور الفاظ حدیث سے جو بخاری اور سلم وغیرہ ثقہ اور معتد لوگوں سے
روایت ہوئی ہیں۔ استدلال نہیں کرتے۔ پس جو شخص ہمارے پچھلے بیان کو غور سے پڑھے گا
اُسے معلوم ہو جائیگا کہ نحویوں نے حدیث سے کیوں استدلال نہیں کیا اور
ابو الحسن ابن ضائع شرح جمل میں کہتے ہیں کہ روایت بالمعنی کا جائز رکھنا ہی میرے نزدیک
اس بات کا سبب ہے کہ سیبویہ جیسے نحویوں نے زبان کے کلیہ قواعد ثابت کرنے میں حدیث
سے سند نہیں لی۔ اور اس باب میں قرآن اور عرب کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔ اور اگر علما
حدیث میں روایت بالمعنی کو جائز نہ رکھتے تو پیغمبر خدا کا کلام زبان فصیح کے ثابت کرنے میں

بیشک شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اُن میں

اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ

زیادہ قابل اعتماد تھا کیونکہ پیغمبر خدا تمام عرب کے زیادہ نصیح تھے *
علامہ عبد القادر بغدادی نے خزانۃ الادب میں سیوطی کے قول کو نقل کر کے اس کی تصدیق کی ہے *

علمائے علم حدیث نے جس قدر حدیثوں پر کوشش کی "شکراً للہ سعیرہم" اُن کی کوشش صرف راویوں کے ثقہ اور معتد ہونے کے دریافت کرنے میں ہوئی۔ مگر ہم کو نہیں معلوم ہوتا کہ جو حدیثیں معتبر سمجھی گئی ہیں اُن کے مضمون کی صحت اور عدم صحت دریافت کرنے کا کیا طریقہ اختیار کیا گیا تھا۔ حدیثوں کی تقسیم مرفوع۔ متصل۔ مسند وغیرہ پر کی گئی ہے۔ مگر وہ تقسیم بھی بجا طرہ اسناد راویوں کے ہے۔ نہ بجا طرہ روایت یعنی بجا طرہ صحت یا عدم صحت یا مشتبہ ہونے مضمون حدیث کے *

ہاں بلاشبہ موضوع حدیثوں کے پہچاننے کے لئے محدثین نے چند قواعد بنائے ہیں جن کے مطابق مضمون حدیث پر لحاظ کر کے اُس حدیث کو موضوع قرار دیتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ صحاح سبحد یا حدیث کی اور معتبر کتابوں میں کوئی موضوع حدیث ہے۔ مگر جب یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ روایت حدیثوں کی باللفظ نہیں ہے بلکہ بالمعنی ہے اور الفاظ حدیث کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نہیں ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اُن حدیثوں کے مضامین کی صحت نہ جانچی جاوے۔ تاکہ ظاہر ہو کہ جو مضمون اُس حدیث میں بیان ہوا ہے اُس کے بیان کرنے میں راوی سے تو کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ اور ہمارے نزدیک یہ بات کتنی کافی نہیں ہے کہ جب وہ حدیثیں معتبر کتابوں میں لکھی گئی ہیں تو یہ تصور کر لینا چاہئے کہ اُن کے مضمون کی صحت بھی جانچی گئی ہے۔ خصوصاً اس سورت میں کہ خود علمائے اسلام اُن حدیثوں میں سے جو حدیث کی معتبر کتابوں میں لکھی گئی ہیں متعدد حدیثوں کو صحیح نہیں قرار دیتے *

تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کسی حدیث میں مندرجہ ذیل نقصوں میں سے کوئی نقص پایا جاوے تو وہ حدیث معتبر نہیں ہے بلکہ موضوع ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب مجالہ تافہ میں لکھتے ہیں کہ "علامات وضع حدیث و کذب راوی چند چیز است" *

اول آنکہ خلاف تاریخ مشہور روایت کند *

دوہ آنکہ راوی را نفسی باشد و حدیث در طعن صحابہ روایت کند و یا نامی باشد و حدیث در مطاعن اہلبیت باشد و علیٰ ہذا القیاس *

إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِإِنْسَانٍ عَدُوًّا
مُيْتَسِرًا ۝

بیشک شیطان ہے واسطے انسان کے
دشمن کھلا ہوا ۝

سومہ آنکہ چہرے روایت کند کہ بر جمیع مکلفین معرفت آن عمل براں فرض باشد
واو منفرد بود بروایت *

چہارم آنکہ وقت و حال قرینہ باشد بر کذب او *
پنجم آنکہ مخالف مقتضائے عقل و شرع باشد وقواعد شرعیہ را تکذیب نمایند *
ششم آنکہ در حدیث قصہ باشد از امر حسی اتعی کہ اگر با تحقیقت متحقق می شد ہزاراں
کس آنرا نقل می کردند *

ہفتم رکاکت لفظ و معنی۔ مثلاً لفظی روایت کند کہ بر قواعد عربیہ درست نشود یا معنی
کہ مناسب شال نبوت و وقار نباشد *

ہشتم افراط در وعید شدید بر گناہ صغیرہ یا افراط در وعید عظیم بر عمل قلیل *
نہم آنکہ بر عمل قلیل ثواب حج و عمرہ ذکر نماید *
دہم آنکہ کسی را از اعمالان غیر ثواب انبیا موعود کند *
یازدہم خود اقرار کردہ باشد بوضع احادیث *
امام سخاوی نے فتح المغیث میں ابن جوزی سے حدیث کے موضوع ہونے کی
یہ نشانیاں لکھی ہیں *

اول۔ جو حدیث کہ عقل اُس کے مخالف ہو اور اصول کے متناقض ہو *
دوم۔ ایسی حدیث کہ حس اور شاہدہ اُس کو غلط قرار دیتا ہو *
سوم۔ وہ حدیث جو کہ مخالف ہو قرآن یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے *
چہارم۔ جس میں تھوڑے کام پر وعید شدید یا عظیم کا وعدہ ہو *
پنجم۔ رکت معنی اس روایت کی جو بیان کی گئی ہے *
ششم۔ رکت یعنی سخافت راوی کی *
ہفتم۔ منفرد ہونا راوی کا *

ہشتم۔ منفرد ہونا ایسی روایت میں جو تمام مکلفین سے متعلق ہو *
نہم۔ یا ایسی بڑی بات ہو جس کے نقل کرنے کی بہت سی ضرورتیں ہوں *
دہم۔ جس کے جھوٹ ہونے پر ایک گروہ کثیر متفق ہو *
یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا یہ خلاصہ ہے اُس کا جو ابن جوزی نے بیان کیا ہے لیکن

رُكُمًا اَعْلَمَ بِكُمْ اِنْ يَشَاءُ
يَرْحَمْكُمْ

تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے تم کو اگر چاہے
تم پر رحم کرے

ہم اس مقام پر ابن جوزی کی عبارت بعینہ جو فتح المغیث میں نقل کی گئی ہے نقل کرتے
ہیں *

ابن جوزی نے کہا ہے کہ جو حدیث عقل کے مخالف ہے یا اصول کے برخلاف ہے

اس کو موضوع جانو اس کے راویوں کی جرح
وتعدیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یا
حدیث میں ایسا بیان ہو جو حسن مشاہدہ کے
برخلاف ہے۔ یا قرآن یا حدیث متواتر اجماع
قطعی کے برخلاف ہے۔ جن میں سے ایک
کی بھی تاویل نہیں ہو سکتی۔ یا تھوڑے سے
کام پر بہت سے عذاب یا ثواب کا ذکر ہو۔

اور یا اخیر منقول قصہ گوئیوں اور بازار یوں
کی حدیثوں میں بہت کثرت سے پایا جاتا ہے
یا معنی رکیک و سخیف ہوں جیسے اس حدیث
میں کہ کدو کو بغیر ذک کے نہ کھاؤ۔ اسی لئے
اس حدیث معنی کو بعض نے راوی کے کذب پر
دلیل گردانا ہے۔ اور یہ سب قرینے تو روایت
میں ہوتے ہیں اور کبھی راوی میں ایسا قرینہ
ہوتا ہے جیسے غیاث کا قصہ ممدی کے ساتھ
اور سعد بن طریف کی حکایت جن کا ذکر ہو چکا
اور ابن احمد ہروزی کا وہ بیہودہ کلام نسبت
امام شافعی کے گھر لینا جب اس سے کہا گیا
کہ کیا تو شافعی کو نہیں دیکھتا اور ان کو جو اس کے
تابع ہیں خراسان میں۔ حاکم نے اس کو منقل
میں بیان کیا ہے۔ اور متاخرین میں سے

قال ابن الجوزی وكل حديث رايته يخالفه
العقول او يناقض الاصول فاعلم انه موضوع فلا
يحتاج اعتباره ولا يعتبر فراته ولا ينتظر في
جرحهم - او يكون ما يدفعه الحسن المشاهدة -
او مباين النص للكتاب والسنة المتواترة والاجماع
القطعي حيث لا يقبل شيء من ذلك التاويل - او يفتن
الا فراط بالوعيد الشديد على الامر اليسير او بالوعد
العظيم على الفعل اليسير وهذا لا خبر كثير موجود
في حديث القصاص والطرفية - ومن ذكر المعنى لا ياكلوا
القرعة حتى تذبحوا لذل اجعل بعض ذلك دليلا على
كذب راوي وكل هذين القرائن في المردى - وقد
تكون في الراوى كفضة خياث مع المحدثى وحكاية
سعد بن طريف الماضى ذكرهما واختلاف المامون
بل احمد المردى خير قيل له لا ترى الشافعى ومن تبعه
يخترسان ذاك الكلام القبيح حكاه الحاكم في المستدرج
قال بعض المتأخرين وقد رايته بجلا قام يوم الجمعة
قبل الصلوة فابتدأ ليورد فسط من قامته مغشيا
عليه - او انفراد عن احمد بذكره بما لم يوجد عند
غيرهما او انفراد بشئ مع كونه فيما يلزم المكلفين علمه
وقطع الحد فيه كما قرره الخطيب في اول الكفاية -
او بما رجس ينفرد داعي على نقله كحصر العدد
الحاج عن البيت او بما صرح بتكذيبه فيه جمع
كثير عيّن في العادة فذا طم على لكونه تقليد
بعضهم بعضا - (فتح المغیث صفحہ ۱۱۳) *

ایک نے کہا ہے کہ میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ جمعہ کے دن نماز سے پہلے کھڑا ہوا اور چائے کا کٹ

اور اگر چاہے تم کو عذاب دے

اَوَلَنْ يَشَآءُ يَعَذِّبُكُمْ

بیان کرے پھر یہوشس ہو کر گر پڑا۔ یا راوی کا منفرد ہونا ایسی حدیث میں جو اوروں کے پاس نہیں ہے۔ اُن لوگوں سے جنہوں نے اُس حدیث کو نہیں سنا۔ یا اس کا منفرد ہونا ایسی حدیث میں جس کے مضمون کا جائز نام مکلفین کو نہایت ضروری ہے۔ یا ایسے عظیم الشان واقعہ کا بیان جس کے نقل کرنے کی بہت سے لوگوں کو ضرورت ہے جیسو کعبہ سے حاجیوں کے ایک گروہ کا روکا جانا یا ایسا بیان جس کو اتنی بڑی جماعت نے جھٹلایا ہے جن کا جھوٹ پر اتفاق کرنا اور ایک دوسرے کی تقلید کرنا عادتاً ناممکن ہے۔

اور جو بیع القاط حضرت امام شافعی کی نسبت کہے گئے تھے وہ یہ ہیں۔ کہ اماموں وقیل لما مولى بن احمد الهروي لا تروى الى الشافعي ومن تبعه بخراسان فقال حدثنا احمد بن عبد البر حدثنا عبد الله بن محمد ان الازدى عن انس مرفوعاً يكون في امتي رجل يقال له محمد بن ادریس اضر على امتي من ابليس۔

تدریب الراوی صفحہ ۱۰۰) انس سے مرفوعاً حدیث بیان کی ہے کہ میری امت میں ایک شخص ہو گا جس کو محمد بن ادریس (امام شافعی) کہیں گے۔ وہ میری امت کو شیطان سے زیادہ نقصان پہنچائے گا۔

اور تدریب الراوی میں لکھا ہے کہ موضوع ہونے کے اُن قرینوں میں سے جو خود

وما يدخل في قرينة حال المرء ما نقل عن الخطيب عن ابى بكر بن الطيب ان من جملة دلائل الوضع ان يكون مخالفاً للعقل بحيث لا يقبل التأويل ويلحق به ما يدفعه الحسن المشاهدة او يكون منافياً للدلائل الكتاب القطعية او السنة للتواتر او الاجماع القطعي۔

تدریب الراوی صفحہ ۹۹) وہ روایت کے دیکھنے سے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ قول ہے جو خطیب منقول ہے اور اُس نے ابو بکر بن الطیب سے نقل کیا ہے۔ کہ موضوع ہونے کے تمام دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ حدیث اس طرح عقل کے مخالف ہو کہ اُس کی تاویل نہ ہو سکتی ہو اور اسی ذیل میں وہ حدیث ہے جس کا مضمون جس مشاہدہ کے برخلاف ہو۔ یا کتاب اللہ یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے خلاف ہو۔

اور اسی کتاب میں در باب مخالفت عقل و نقل یہ لکھا ہے کہ اُن حدیثوں میں سے ومن الخالف للعقل ما رواه ابن الجوزي من طريق عبد الرحمن بن زيد بن سالم عن ابيه عن جده مرفوعاً ان سفينة نوح طافت بالبيت سبعاً

جو عقل کے مخالف ہیں۔ ایک وہ ہے۔ جو ابن جوزی نے عبد الرحمن سے اور اُس نے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿٥٧﴾

اور میں بھیجا ہم نے تجھ کو ان پر ذمہ دار ﴿٥٧﴾

وصلت عند المقام مکتبین -

اپنے باپ زید سے اور اُس نے اپنے باپ

(تدیب الراوی صفحہ ۱۰۰) *

سالم سے مرقوعاً بیان کی ہے کہ نوح کی

کشتی نے کعبہ کے گرد سات دفعہ طواف کیا اور مقام ابراہیم کے نزدیک دو رکعت نماز

پڑھی *

اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ابن جوزی کہتے ہیں کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ

وقال ابن الجوزي ما احسن قول القائل اذ ا

جب تو حدیث کو عقل یا نقل کے خلاف پا

دایت الحدیث یباین المعقول او یخالف

سمجھ لے کہ وہ موضوع ہے۔ اور ہول سے

للمنفول ویناقض الاصول فاعلم انه موضوع

مخالف ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ حدیث

و داوین الاسلام سے یعنی سانیہ اور حدیث

دواوین اسلام سے یعنی سانیہ اور حدیث

(تدیب الراوی صفحہ ۱۰۰) *

کی مشہور کتابوں سے خارج ہو *

ابن جوزی نے جو مناقضۃ للاصول کے معنی میں لکھا ہے کہ وہ حدیث دواوین اسلام

یعنی کتب حدیث اور کتب مشہورہ میں نہ ہو اس قید کو ہم صحیح نہیں قرار دیتے۔ کیونکہ یہ بات

مسلم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یا ان کے بعد جو حدیث کے راوی ہیں

معصوم نہ تھے۔ اور یہ بھی تسلیم ہے کہ احادیث کی روایت بالمعنی ہے بلفظ نہیں ہے۔

پس اگر ان حدیثوں میں جو حدیث کی مروجہ کتابوں میں مندرج ہیں منجملہ مذکورہ بالا تفصیل کے

کوئی نقص پایا جاوے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اُس حدیث کی نسبت یہ نہ خیال کریں کہ راوی

سے بیان کرنے میں یا مضمون کے سمجھنے میں کچھ غلطی ہوئی ہے اور اس بات کو فرض کر لینا

کہ جب وہ حدیث کتب حدیث میں مندرج ہو گئی ہے تو اُس میں کچھ غلطی نہیں ہے ہمارے

تزدیک صحیح نہیں ہے۔ اور راویوں کو معصومیت کا درجہ دینا ہے *

نقل اور عقل میں مخالفت

جب کہ نقل اور عقل میں مخالفت ہو تو ابن تیمیہ کی یہ رائے ہے کہ نقل کو عقل پر مقدم

کیا جاوے۔ کیونکہ وہ دلیل عقلی کا نقل کے خلاف ہونا محال سمجھتا ہے اور ابن رشد کا یہ خیال

ہے کہ اگر نقل پر پنجویں غور کی جاوے اور اُس کے اسبق اور لاحق پر لحاظ کیا جاوے تو خود

نقل سے ظاہر ہوگا کہ وہ ماقول ہے اور اُس کے بعد عقل اور نقل میں مخالفت نہیں رہیگی

اور وہ اقوال یہ ہیں *

وَمَا يَكْمُرُكُمْ أَعْلَمُ يَمِّنَ فِي السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ

اور تیرا پروردگار خوب جانتا ہے اُن کو جو
آسمانوں میں ہیں اور زمین میں

قول بن تمیمہ

پس اگر کوئی کہے کہ جب یقینی دلیل عقلی سمعی دلیل کے خلاف ہو تو دونوں میں سے

فلو قال قائل اذا قام الدليل العقل القطعي على
مناقضة هذا (السمعي) فلا بد من نقضه
احدهما فلو قدم هذا السمعي قدح في اصله و
ان قدم العقلی لزم تكذيب الرسول فيما علم
بالاضطرار انه جاء به وهذا هو الكفر الصريح
فلا بد لهم من جواب عن هذا والجواب عنه انه
يثبت ان يقوم عقلی قطعی يناقض هذا فتبين
ان كلاما قام عليه دليل قطعی سمعی يثبت ان يعارضه
قطعی عقلی (كتاب العقل والنقل لابن تمیم صفحہ ۱۹) نسخہ قلی
ایک کو مقدم کرنا ناگزیر ہوگا پس اگر سمعی دلیل
مقدم کی جاوے تو اصل کے خلاف ہوگا اور
عقلی دلیل مقدم کی جاوے تو رسول کو جھٹلانا
لازم آوے گا ایسی بات میں جس کی نسبت منظر اکی
علم ہے کہ رسول نے فرمایا ہے اور یکھلا ہوا کفر
ہے پس اس بات کا اُن کو جواب دینا چاہیے
اور جواب یہ ہے کہ یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی
یقینی عقلی دلیل سمعی دلیل کے خلاف ہو پس
ظاہر ہو گیا کہ جس بات پر یقینی سمعی دلیل قائم ہو محال ہے کہ یقینی عقلی دلیل اُس کے خلاف ہو۔

قول ابن بشر

اور ہم کو پورا یقین ہے کہ جس بات پر دلیل ہو اور ظاہر شرع اُس کے خلاف ہو تو دیکھا

و نحن نقطع قطعاً ان كل ما ادعى اليه البرهان خالف
ظاهراً للشرع ان ذلك الظاهر ينافي لتاويل على قانون
التاويل العربي وهذه القضية لا يشك فيها مسلم
ولا يرتاب بها مؤمن ما اعظم اذ ديا داليتين بها
عند من زاول هذا المعنى وجوبه وقصد هذا المقصد
من الجمع بين المعقول والمنقول بل نقول انه ما من
منطوق به في الشرع يخالف بظاهراً لما ادعى اليه البرهان
الا اذا اعتدوا الشرع ونصحت سائر اجزائه ووجد
في لفظ الشرع ما يشهد بظاهراً لذلك التاويل
او يعارضه ان يشهد -

عربی کے قانون تاویل کے موافق قابل تاویل
ہوگا اور یہ قضیہ ہے جس میں کسی مسلم اور مؤمن کو
شک نہیں ہو سکتا اور اُس شخص کو اُس قضیہ کا
یقین کتنا بڑھ جاتا ہے جس نے اُس کی مشق
اور تجربہ کیا ہو اور معقول اور منقول میں جمع کرنا
چاہا ہو۔ بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ جب کوئی ظاہر شرع
اُس بات کے خلاف ہو جس پر دلیل قائم ہو چکی
ہے تو ایسا نہیں ہے کہ جب شرع کا لحاظ کیا
جاوے اور اُس کے تمام حصوں میں تلاشی ہو
تو شرع کے لفظوں میں ایسا ظاہر نہ ملے کہ

كتا في فصل المقلات تعريماً بين الشبهة والحكمة من اتصال
لاين الرشيد

وَ اٰتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ﴿۵۷﴾ اور ہم نے دی ہے داؤد کو زبور ﴿۵۷﴾

دوم یہ کہ جب نقل صحیح اور عقل قطعی میں مخالفت ہو (ابن تمیمہ کے نزدیک تو مخالفت ہو ہی نہیں سکتی) اور ابن رشد کے نزدیک نقل پر غور کرنے سے ضرور ایسی بات نکلیگی جس سے مخالفت دور ہو جائیگی) اور نہ ابن تمیمہ کے یقین کے مطابق اور نہ ابن رشد کے قول کے موافق اُن میں تطبیق ہو سکے تو اس کے راوی اگر نامتد ہیں تو وہ بیش موضوع سمجھی جاوے گی اور اگر معتد ہیں تو یقین اس بات کا ہوگا کہ وہ قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے اور اُس کے بیان میں راویوں سے کچھ سہو غلطی ہوئی ہے اور اگر وہ قول پیغمبر مانا جاوے تو ضرور اُس کے معنی اور مقصد سمجھنے میں کچھ غلطی ہے *

مگر ہم کو یہ بیان کرنا چاہئے کہ کن امور کو ہم عقل قطعی کے مخالف قرار دیتے ہیں اُن میں سے ایک تو منتهات عقلی ہیں اور دوسرے منتهات استقرائی جو کلیہ کی حد تک پہنچ گئے ہوں اور جو قانون فطرت سے موسوم ہوتے ہیں *

مثلاً جو کمال کے برابر ہونا یا مساوی کے مساوی کا مساوی نہ ہونا یا موجود بالذات غیر مخلوق کا کسی کو اپنے مثل پیدا کرنا منتهات عقلی سے ہیں *

استقرا جس میں تجربہ اور امور بھی داخل ہیں جو تحقیقات علمی سے ثابت ہوئے ہیں کلی ہونے کی حد تک پہنچ جاتا ہے اور جس سے قانون فطرت ثابت ہوتا ہے اُس کی مخالفت ہونا منتهات استقرائی سے ہے اور اُس کو بھی طرد الباب منتهات عقلی سے تعبیر کیا جاتا ہے مثلاً انسان کا مستقیم القامت بادی البشرہ عریض الاطفا رہونا استقرا کلی سے ثابت ہوتا ہے *

اسی استقرا سے جو امور ثابت ہوئے ہیں وہی قانون فطرت کہلاتے ہیں اور اُن میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا اور جیسا کہ اُن میں تغیر و تبدل ہونا منتهات عقلی سے ہے اسی طرح مذہب اسلام میں از روئے نقل کے بھی اُن میں تغیر و تبدل ہونا منتهات سے ہے قرآن مجید میں جا بجا فرمایا ہے، "لا تبدل الخلق اللہ ولن نجد لسنة اللہ تبدیلاً"، پس قانون فطرت کے برخلاف ہونا منتهات عقلی میں سے ہے *

اسی بنا پر حدیث صلوٰۃ سفینہ نوح عندا المقام اور حدیث رد الشمس ان کما راۃ حقیقہ روئے اور حدیث شوق التقریم نہیں کی جاتی خواہ اُن کو موضوع کہا جاوے اگر اُن کے راوی کا ذب البیان ہوں یا نا سمجھی اور غلط فہمی راویوں سے تعبیر کیا جاوے اگر اُن کے

کند سے (ایک پیغمبر) کہ بلاؤ اُن لوگوں کو

قَاتِلُوا الَّذِينَ

راوی عادل ہوں *

معراج کے متعلق جس قدر حدیثیں ہیں اُن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بچہ جبریل کا ہاتھ پکڑ کر خواہ براق پر سوار ہو کر یا پرند جانور کے کھونسے میں بیٹھ کر جو درخت میں لٹکا ہوا تھا بیت المقدس تک جانا اور وہاں سے بچہ آسمانوں پر تشریف لے جانا یا بذریعہ ایک بیڑی کے جو آسمانوں تک لگی ہوئی تھی چڑھ جانا خلافت قانون فطرت ہے۔ اور اس لئے منتہات عقلی میں داخل ہے اگر ہم اُن کے راویوں کو ثقہ اور معتبر تصور کر لیں تو بھی یہ قرار پائے گا کہ اُن کو اصل مطلب کے سمجھنے اور بیان کرنے میں غلطی ہوئی مگر اُس واقعہ کی صحت تسلیم نہیں ہو سکتی کی اس لئے کہ ایسا ہونا منتہات عقلی میں سے ہے۔ اور یہ کہ دنیا کے خدا میں سب قدرت ہے اُس نے ایسا ہی کر دیا ہو گا جہاں اور نا سمجھ بلکہ دفعہ انقلم لوگوں کا کام ہے نہ ان کا جو دل سے اسلام پر یقین کرتے ہیں اور دوسروں کو اُس مقام پر یقین دلانا اور انکے کلمۃ اللہ چاہتے ہیں *

واقعات خلاف قانون فطرت کے وقوع کا ثبوت اگر گواہان رویت بھی گواہی نہیں تو محالات سے ہے اس لئے کہ وہ اُس وقت دو دلیلیں جو ایک ہی حیثیت پر مبنی ہیں سامنے ہوتی ہیں ایک قانون فطرت جو ہزاروں لاکھوں تجربوں سے جیلہ بعد جیل و زمانہ بعد زمانہ ثابت ہے۔ اور ایک گواہان رویت جن کا عادل ہونا بھی تجربہ سے ثابت ہوا ہے پس اس کا تصفیہ کرنا ہوتا ہے کہ دونوں تجربوں میں کونسا تجربہ ترجیح کے قابل ہے قانون فطرت کو غلط سمجھنا یا راوی کی سمجھ اور بیان میں سہو غلطی کا ہونا۔ کوئی ذی عقل تو قانون فطرت پر راوی کے بیان کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ قول پیغمبر بلا حجت قابل تسلیم ہے مگر کلام تو اسی میں ہے کہ قول پیغمبر ہے یا نہیں *

اب ہم غور کرتے ہیں احادیث معراج پر جن میں صاف پایا جاتا ہے کہ وہ ایک واقعہ ہے جو سوتے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا اور دلالت النص سے بھی پایا جاتا ہے اور صحاح کی کسی حدیث سے نہیں پایا جاتا کہ حالت بیداری میں آنے دیکھا اور بچہ آپ بیت المقدس اور آسمانوں پر تشریف لے گئے بلکہ برخلاف اس کے چند حدیثوں میں سونے کی حالت پائی جاتی ہے تو ہمارا اور ہر ذی عقل کا بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اُس کو ایک واقعہ خواب کا تسلیم کرے اور ابن رشد کے قول کو صحیح سمجھے کہ اگر نقل میں کوئی بات خلاف عقل معلوم ہوتی ہے تو خود نقل اور اُس کے مابین ولاحق پر غور کرنے سے وہ مخالفت دور ہو جاتی

رَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ

جن پر تم گھمنڈ رکھتے اُس کے (یعنی خدا کی سوا)

ہے نہ یہ کہ تاویل بعیدہ اور رکبکہ اور دلائل فرضیہ دور از کار سے اُس کو ایسا واقعہ بنا دے جو حقیقت کے بھی ایسا ہی مخالف ہو جیسا کہ عقل کے اور مذہبِ اسلام کی بنیاد مستحکم کو توڑ کر ریت پر بلکہ پانی پر اُسکی بنیاد رکھے واللہ چھدی من یشاء الی صراط مستقیم *

شق صدر

منجملہ واقعات معراج کے شق صدر کا بھی واقعہ ہے جس کو ہم بالتخصیص بیان کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اُس کی نسبت ایسی بھی حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ معراج کے اور دفعہ بھی شق صدر ہوا تھا *

بخاری میں تین حدیثیں ابو ذر سے اور دو حدیثیں مالک ابن صعصعہ سے اور ایک حدیث مسلم میں اور ایک نسائی میں مالک ابن صعصعہ سے اور بخاری میں ایک حدیث انس ابن مالک سے اور مسلم میں دو حدیثیں انس ابن مالک سے مروی ہیں جن میں شق صدر کا واقعہ معراج کے واقعات کے ساتھ بیان ہوا ہے *

علاوہ اس کے اور روایتوں سے جن میں مسلم کی بھی ایک حدیث ہے جو انس ابن مالک سے مروی ہے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ معراج کے چار دفعہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر ہوا ہے اور یہ اختلاف روایات اس امر کا باعث ہوا ہے کہ اُن کی تطبیق کے خیال سے لوگوں نے متعدد دفعہ شق صدر کا ہونا قرار دیا ہے مگر یہ محض غلطی ہے۔ ابن قیم نے معراج کی وکل هذا خط و هذه طريقة ضعفاء الظاهرية
مراج باب النقل الذين اذا راوا في النصبة لفظه
تخالف سباق بعض الروايات جعلوه مرة اخرى
فكلما اختلف عليهم الروايات عداوا الوقايم -
(نزل المعاد ابن قیم صفحہ ۲۰۳) *

مختلف روایات کے سبب جن لوگوں نے تعدد معراج کو مانا ہے اُن کی نسبت لکھا ہے کہ مختلف روایات سے تعدد واقعات کا مانت بالکل غلط ہے اور یہ طریقہ ظاہری المنہج ہے ضعیف

راویوں کا ہے جو سارے قصید میں روایت کے ایک لفظ کو دوسری روایت کے مخالف پارے ایک جدا واقعہ ٹھہرتے ہیں اور حقیقی مختلف روایتیں ملتی جاتی ہیں اتنے ہی جدا واقعات خیال کرتے ہیں پس سب سے پہلے کہ اول ہم اُن حدیثوں اور روایتوں کو اس مقام پر نقل کر دیں *

شق صدر عند جلوس فی بنی لیس

انس ابن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکوں کے ساتھ کعبہ سے تھے

فَلَا يَمْلِكُونَ

پھر وہ کچھ اختیار نہیں رکھتے

عن انس بن مالك رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما تاه جبريل وهو يلعب مع الغلمان فاخذته فصرخ فشق عنه ثوبه فاستخرج القلب فاستخرج منه علقة فقال هذا حظ الشيطان منك ثم غسله في طست من ذهب بماء زمزم ثم لا ثم أعاده في مكانه وجاء الغلمان يسعون الى امه يعني ظئره فقالوا ان محمدا قد قتل فاستقبلوه وهو منتقع اللون قال الس فقلت ان اثر الحيط في صدره -

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۲) *

جبریل آئے اور آپ کو پکڑ کر زمین پر پھینکا اور آپ کے دل کو چیر کر نکالا اور اُس میں سے ایک پھنگی نکالی اور کہا کہ بیچھ میں شیطان کا حصہ تھا پھر دل کو سونے کے لگن میں آب زمزم سے دھویا اور زخم اچھا کر کے وہیں رکھ دیا جہاں تھا۔ لڑکے دوڑتے ہوئے آپ کی ماں یعنی دودھ پلائی کے پاس آئے اور کہا کہ محمد کے گئے لوگ آنحضرت کی طرف دوڑے دیکھا کہ

آپ کے چہرہ کا رنگ تتیر رہا ہے۔ انس کہتے ہیں کہ میں حضرت کے سینہ پر ٹانگوں کے نشان دیکھتا تھا *

بہیقی اور ابن عساکر وغیرہ نے علیمہ کے قصہ میں ابن عباس کی یہ روایت بیان کی

واخرج اليه بقى بن عباس وعنه عن ابن عباس (في قصة جليلة) قال لما انه بعد مفارقتنا لبيته من اوثلاثه مع اخيه من الرضا عتلى فبشما خلف بيوتنا جاعا حوله يشند فقال ذاك اخي القرشي قد جاءه رجلان عليه ثياب بيض فاصبحاه وشقا بطته فخرجت انا وابو نشتد نحو فوجدناه قائما منتقعا لونه فاعقنا لوجه وقال اي بني ما شانك قال قد جاءني رجلان عليه ثياب بيض فاصبحاني فشقا بطتي ثم استخرجوا منه شيئا فطرحاه ثم ذراه كما كان -

(مواعظ لبيہ نسخہ قلمی صفحہ ۵۳) *

ہے کہ خدا کی قسم ہمارے آنے کے دو تین مہینے بعد آنحضرت ہمارے گھر کے پیچھے جہاں ہمارے جانور چرتے تھے اپنے دودھ شریک بھائی کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا آیا اور اُس نے کہا کہ دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور انہوں نے میرے قریبی بھائی کو زمین پر ٹا کر اُس کا پیٹ چیر ڈالا۔ میں اور اُس کا باپ دونوں

اُن کے دھوڑنے کو دوڑے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کھڑے ہیں اور چہرے کا رنگ تتیر رہا ہے۔ باپ نے اُن کو گلے سے لگا لیا اور پوچھا بیٹا! تمہارا کیا حال ہے۔ کہا دو سفید پوش آدمی آئے اور انہوں نے مجھ کو زمین پر لٹایا اور میرا پیٹ چیر ڈالا پھر پیٹ میں سے کوئی چیز نکال کر پھینک دی اور اس کو ویسا ہی کر دیا جیسا تھا *

ابو یعلیٰ۔ ابو نعیم اور ابن عساکر نے شداد بن اوس کی حدیث میں جو بنی عامر کے ایک شخص سے مروی ہے بیان کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا جب میں قبیلہ بنی لیث میں دودھ

دفعہ بیٹ شداد بن اوس عن رجل من بنی عامر عند ابی یعلیٰ بن نعیم وابن عساکر ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم قال کنت مسترضعا بنی لیث

كَشَفُ الْقُبُورِ عَنْكَ وَلَا تَكُونُ يَلًا ۝۵۸

دور کرنے برائی کا تم سے اور نہ بد لینے کا ۝۵۸

بن بکر قبیلہ میں انا ذات یوم بطنی ادمع اتراب من الصبیان اذا انا برہط ثلاثۃ معہم طست من ہب ملئ تلجیا فاخذونی من بین اصحابی وانطلق الصبیان ہل باصرعین الی الحی فعد احدہم فاضجعی الی الارض اضجعا للطبقا شہ شق ما بین مفرق صدی الی منتہی عانتی وانا انظر الیہ لہاجد لذلک ما شہدا خرج احشاء بطنی شہ غسلہا بذلک الشہم فاعده غسلہا شہا عا دہا مکا شہا شہ قانم الشانی فقل لصاحبہ تلج شہا دخل یدہ فی جوفی فاخرج تلجی انا انظر الیہ فصدعہ شہا خرج منہ مضغۃ سوداء فرمی بھا شہ قال سیدۃ یمنہ ولسرۃ کاتہ بینا ول شہا فاذا یخا شہ من نورجیاد النازر ودنہ فختم بد تلجی فامتلأ نورا وذلک نور النبوة والحکمت شہا عا دہ مکا شہ فوجدت برد ذلک الخا شہ فی قلبی ہل شہ قال الثالث لصاحبہ تلج فامتلأ یمنہ مفرق صدی الی منتہی عانتی۔ فالتأم ذلک الشق باذ اللہ تعالی شہا خذ سیدی فافضنی من مکانی افھا ضا لطیفا شہ قال الاول نہ نہ بعثۃ من امتہ فوذ نفہ ہم فرجحتہم شہ قال نہ نہ ہمایۃ من امتہ فرجحتہم شہ حمونی الی صد درہم قبلوراسی ما بین عینی شہ قالوا یا حبیب لہم نزع اذک لو تذری ما یراد بک من الخیر لقررت عیناک۔

(مواہب لدنیہ النسخۃ قلمی صفحہ ۳۵ و ۳۶)

پتیا تھا ایک دن لڑکوں کے ساتھ میدان میں کھیل رہا تھا کہ تین شخص آئے جن کے پاس سونے کا لنگن برف سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے لڑکوں کے درمیان سے مجھ کو اٹھالیا اور سب لڑکے بھاگ کر قبیلہ کی طرف چلے گئے۔ ان شخصوں میں سے ایک نے مجھ کو ہستہ زمین پر لٹا دیا۔ اور میرے پیٹ کو سینہ کے سرے سے پیڑ و تک چیر ڈالا۔ میں دیکھتا تھا اور مجھ کو کوئی تکلیف معلوم نہیں ہوتی تھی۔ پھر اُس نے میرے پیٹ کی آنتوں کو نکال کر برف میں اچھی طرح دھویا۔ اور ان کو اسی جگہ رکھ دیا۔ پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اُس نے اپنے ساتھی سے کہا تو ہٹ جا پھر اُس نے میرے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر میرا دل نکالا۔ میں دیکھتا تھا پھر اُس کو چیر کر ایک کالی پھنگی اُس میں سے نکال کر پھینک دی۔ پھر اُس نے ہاتھ سے دائیں بائیں اشارہ کیا گویا کسی چیز کو لینا چاہتا ہے۔ پھر ایک نور کی مہر سے جس کو دیکھ کر آنکھیں چند صیائیں میرے دل پر مہر کی اور

اُس کو نور سے بھر دیا وہ نور نبوت اور حکمت کا تھا پھر دل کو اسی جگہ رکھ دیا۔ اُس مہر کی تختہ ایک مدت تک میرے دل میں محسوس ہوتی رہی پھر تیسرے شخص نے اپنے رفیق سے کہا تو ہٹ جا پھر اُس نے میرے سینہ کے سرے سے پیڑ و تک ہاتھ پھیرا خدا کے حکم سے زخم بھرا آیا۔ پھر ہستہ پکڑ کر مجھ کو اٹھالیا۔ پہلے شخص نے کہا کہ اس کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ اس کو تولو۔ انہوں نے مجھ کو تولو تو میں وزن میں اُن سے زیادہ نکلا پھر اس نے کہا اب کے سوا آدمیوں کے ساتھ تولو۔ میں وزن میں اُن سے بھی زیادہ نکلا۔ اس نے کہا ان کو چھوڑ دو اگر ساری امت کے ساتھ ان کو تولو گے تو پھر بھی یہ وزن میں زیادہ نکلیں گے پھر

اُولَٰئِكَ الَّذِیْنَ

یہ لوگ

انہوں نے مجھ کو چھاتی سے لگایا اور میرے سر اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیکر کہا اے عزیز
اندیشہ نہ کرو اگر تم کو معلوم ہوتا کہ خدا تم سے کیا بھلائی کرنی چاہتا ہے تو تم ضرور خوش ہو گے
بہیقی میں ابن عباس کی روایت میں ہے کہ علیہ کتبی ہیں ناگاہ میرا بیٹا ضمہ دوڑا ہوا

فی رواية ابن عباس عند البیهقی قالت حلیمۃ
اذا نابنی ضمہ یعد وفزعاً وجبینہ یوشم بالکیا
بنادی یا ابت یا اماہ الحقا محمداً فما لتحقاہ الا مبتا
اعاذہ اللہ من ذلک اتاہ رجل فاختطفہ من ساطنا
وعلا بہ ذرۃ الجبل حتی شق صدرہ الی عانتہ
وفیہ انہ علیہ السلام قال اتانی ہط ثلاثۃ ببدا حد
ابریق من فضۃ و فی بد الثانی طست من ذمرد
انصر - مواہب لدنیہ نسخۃ قلمی صفحہ ۳۶) *

نے فرمایا تین شخص آئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا اور دوسرے کے زمرہ سبز کا ٹکڑا

شق صدرہ فی غار حرا

روی ابو النعیم ان جبرئیل میکائیل شقا صدرہ
وغسلہ ثم قال قرا باسم ربک - وکن اروی شق
صدرہ المشریف ہینا الطیالی والحادث فی
مسند یحیی -
(مواہب لدنیہ نسخۃ قلمی صفحہ ۳۹ و ۵۰) *

میں (غار حرا میں آنحضرت کے شق صدر کا) ذکر کیا ہے *

شق صدرہ وہو ابن عشر

وروی شق ایضا وہو ابن عشر و نحوہامع قصۃ لہ
مع عبد المطلب ابو نعیم فی الدلائل -
(مواہب لدنیہ نسخۃ قلمی صفحہ ۳۶) *

ساتھ ان کا ایک قصہ بیان کیا ہے *

يَا عِزُّونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمْ
الْوَسِيلَةَ

یہ لوگ جو پکارتے ہیں (یعنی اللہ کے سوا اور کو)
مذہب و مذہب سے ہیں اپنے پروردگار کی طرف وسیلہ

شق صدرہ مرتبہ خامسہ

و فرعی خاصہ (۱) مع شق صدرہ فی المعارج و
لا ینبت - (موافق لیلۃ قلمی صفحہ ۲۶) *
مگر ثابت نہیں ہے *
پانچویں دفعہ بھی شق صدر بیان کیا گیا ہے
جو اختلافات کہ ان روایتوں میں ہیں وہ خود ان سے ظاہر ہیں۔ مگر منجملہ ان روایتوں
کے ابن عساکر - شدا و ابن اوس - ابن عباس - انس کی روایتیں ایسی ہیں جن میں خاص ایک
وقت اور ایک مقام اور ایک زمانہ کا قصہ شق صدر مذکور ہے۔ یعنی جب کہ آنحضرت بنی لیث
میں حلیمہ کے گھر تشریف رکھتے تھے۔ یہ چاروں روایتیں باوجودیکہ ایک وقت اور ایک زمانہ
اور ایک مقام کی ہیں ایسی مختلف ہیں کہ کسی طرح ان میں تطبیق نہیں ہو سکتی۔ اور اس لئے ان
میں سے کوئی روایت بھی قابل احتجاج کے نہیں *
۱۔ اختلاف اس باب میں کہ کتنے شخص یا فرشتے شق

صدر کے لئے آئے

ابن عساکر کی حدیث میں ہے۔ کہ دو آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے آنحضرت کے
پاس آئے *
شدا و ابن اوس کی حدیث میں ہے۔ کہ ایک شخص آنحضرت کے پاس آیا *
ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ ایک آدمی آیا اور آنحضرت کو اٹھالے گیا۔ اور یہ
بھی ہے کہ تین شخص آئے *
انس کی حدیث میں ہے کہ جبریل آنحضرت کے پاس آئے *
۲۔ جو چیزیں کہ ان شخصوں کے پاس تھیں ان میں اختلاف

شدا و ابن اوس کی حدیث میں ہے کہ ان کے پاس ایک ٹشت تھا سونے کا
برف سے بھرا ہوا *
ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ ایک کے ہاتھ میں چاندی کی چھپاگل تھی اور دوسرے

کہ کوئسا اُن میں سے زیادہ نزدیک ہے

اَيْهَمُّ اَقْرَبُ

کے ہاتھ میں سبز مرد کا پشت

ابن عباس اور انس کی حدیث میں ابن جریول میں سے کسی ذکر نہیں ہے

۳۔ اختلاف آنحضرت کے زمین پر لٹانے کی نسبت

ابن عباس اور شہاد ابن اوس کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت کو زمین پر لٹایا (یعنی علیہ کے

گھر کے پیچھے جو میدان تھا اُس میں)۔

ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت کو اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے اور وہاں لٹایا۔

انس کی حدیث میں اس کا کچھ ذکر نہیں ہے

۴۔ اختلاف نسبت شق صدو غسل قلب وغیرہ

ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت کا پیٹ چیرا اور اُس میں سے کچھ نکال کر پھینک دیا۔

اور پھر بیاہی کر دیا اور اُس میں کسی چیز کا کسی چیز سے دھونے کا ذکر نہیں ہے

ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت کا سینہ پیڑ و تنک چیرا اور کسی چیز کے نکال کر

پھینکنے کا ذکر نہیں ہے

انس کی حدیث میں ہے کہ اُن کا دل چیرا اور اُس میں سے کوئی کالی چیز نکال کر پھینک دی

اور کہا کہ یہ حصہ ہے شیطان کا۔ اور اُن کے دل کو زمرم کے پانی سے دھویا۔ اور جہاں تھا

وہیں رکھ دیا

شہاد ابن اوس کی حدیث میں ہے کہ صلقوم سے پیڑ و تنک آنحضرت کا سینہ چیرا

مندرجہ ذیل امور صرف شہاد ابن اوس کی حدیث میں ہیں

اور کسی حدیث میں نہیں

۱۔ آنحضرت کے پیٹ کی انتڑیاں نکالیں

۲۔ اُن کو برف سے دھویا اور جہاں تھیں وہیں رکھ دیں

۳۔ پھر دوسرے شخص نے آنحضرت کے پیٹ میں ہاتھ ڈالا

۴۔ اور ایک کا لاکڑا نکال کر پھینک دیا

اور امید رکھتے ہیں اُس کی رحمت کی اور ڈرتے ہیں اُس کے عذاب سے بیشک عذاب تیرے پروردگار کا ہے خوف کیا گیا ⑤۹

وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَ
إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ
كَانَ مُحْذَرًا ⑤۹

- ۵۔ پھر ایک نور کی مہر سے آنحضرت کے دل پر مہر کی۔ اور جہاں تھا وہاں کھد دیا۔
۶۔ پھر پہلے شخص نے آنحضرت کو اُن کی اُمت سے تولا۔
۷۔ پھر اُن نبیوں شخصوں نے آنحضرت کو چھاتی سے لگایا اور پیشانی کو بوڑھا۔

۵۔ اختلاف باب اطلاع واقعات بحلیہ

ابن عباس کی حدیث میں اس کا کچھ ذکر نہیں۔
شدا د ابن اوس کی حدیث میں ہے کہ قبل شق صدر جو لڑکے دہاں تھے وہ بھاگ گئے۔
انس کی حدیث میں ہے کہ بعد شق صدر لڑکے دوڑتے ہوئے حلیہ کے پاس آئے اور کہا کہ محمد مارے گئے۔
ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ میرا بیٹا ضمیر میرے پاس دوڑتا ہوا آیا۔

۶۔ اختلاف نسبت صحت پانے شق صدر کے

شدا د ابن اوس کی حدیث میں ہے کہ تین شخص جو آئے تھے اُن میں سے ایک نے حلقوم سے پیڑونک ہاتھ پھیرا اور زخم اچھا ہو گیا۔
انس کہتے ہیں کہ میں ٹانگے لگانے کا نشان آنحضرت کے سینہ پر دیکھتا ہوں (یعنی بعد شق صدر ٹانگے لگائے گئے)۔
باقی دو حدیثوں میں اس کا کچھ ذکر نہیں ہے۔
غرض کہ یہ روایتیں ایسی مختلف ہیں کہ اُن میں تطبیق غیر ممکن ہے۔ جو کہ شق صدر کا ہونا نہ امر عادی ہے نہ امر عقلی اس لئے بسبب اختلاف روایات کے اُس کا متعدد دفعہ واقعہ ہونا تسلیم نہیں ہو سکتا بلکہ اُس کے اختلاف کے سبب یہ حدیثیں قابل احتجاج نہیں۔
اصل یہ ہے کہ قرآن مجید میں اراد ہوا ہے ”الحد نشر لك صدرك“ اُس کے ٹھیک معنی یہ ہیں ”شرح اللہ صدرہ للاسلام“ جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ابن عباس سے مروی ہے (بخاری صفحہ ۷۳۹) لیکن مسلم میں جو حدیث مالک بن معصود کی معراج کے متعلق

وَأَنْ مِّنْ قَرْبَةٍ إِلَّا تَحْنُ مُهْلِكُوهَا
قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَمَةِ

اور نہیں کوئی بستی مگر ہم اُس کو ہلاک کر لے والے
میں قبل دن قیامت کے

آئی ہے اُس میں بجائے شق صدر کے لفظ شرح صدر کا آیا ہے اس لئے مفسرین نے سورہ الحد نشر میں جو لفظ شرح صدر کا ہے۔ اُس کو شق صدر سے تعبیر کیا ہے حالانکہ وہاں شق صدر سے تعبیر کرنا محض غلط ہے۔ اور ترمذی نے بھی غلطی سے حدیث معراج کے اُس ٹکڑے کو جس میں لفظ شرح صدر آیا ہے سورہ الم نشرح کی تفسیر میں لکھ دیا ہے یہی بنا پر راویوں نے شق صدر کی مختلف حدیثیں پیدا کر لی ہیں جن میں اختلاف کثیر واقع ہوا ہے۔ مگر ہم اُن روایتوں میں سے کسی روایت کو بھی قابل احتجاج نہیں سمجھتے *

علاوہ معراج کے صحاح کی کسی حدیث میں بجز مسلم کے شق صدر کا ذکر نہیں ہے اور اس حدیث کو جو انس بن مالک سے مروی ہے ہم ابھی لکھ آئے ہیں لیکن یہ حدیث بھی قابل احتجاج نہیں ہے کیونکہ خود اُس حدیث سے تعارض ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ آنحضرت کے سینہ مبارک پر ٹانگے لگانے کا نشان میں دیکھتا ہوں یعنی شق صدر کے بعد جبریل نے آپ کے سینہ پر جیسے جراح زخم پر ٹانگے لگاتا ہے ٹانگے لگائے تھے۔ اور آنحضرت کے سینہ مبارک پر اُس زمانہ تک کہ انس مسلمان ہوئے ہوں ٹانگوں کے نشان موجود اور حضرت انس اُن کو دیکھتے تھے۔ العجب شدا العجب !! *

ایسی حدیثوں پر احتجاج نہیں ہو سکتا۔ مولانا شاہ عبدالعزیز نے عجالات میں علامات وضع حدیث میں لکھا ہے کہ، مخالف متفقنا عقل و شرع باشد و قواعد شرعیہ انرا تکذیب نماید، اس حدیث کا خلاف عقل ہوتا تو ظاہر ہے اور مخالف شرع اس لئے ہے کہ اگر شق صدر رسول خدا کا ہوا ہو تو وہ بطور معجزہ کے ہوا ہوگا اور پھر اُس کا اندمال بھی بطور معجزہ کے ہوا ہوگا۔ اُس پر مثل جراحوں کے ٹانگے لگانے بٹانے اور اُن کے نشانوں کو حضرت انس کا دیکھنا خود اعجاز کے مخالف ہے جس پر اس واقعہ کی بنا ہے اور اس لئے اُس حدیث پر احتجاج نہیں ہو سکتا *

چند حدیثیں ایسی ہیں جن میں شق صدر کا ہونا معراج کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ ایسا ہونا البتہ تسلیم ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ ہماری تحقیق میں واقعہ معراج کا ایک خواب تھا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا اسی خواب میں یہ بھی دیکھنا کہ جبریل نے آپ کا سینہ چیرا اور اُس کو آب زمزم سے دھویا قابل انکار نہیں ہے۔ اور نہ کوئی اس سے انکار کرتے
کی کوئی وجہ ہے *

یا اُس کو عذاب کرنے والے میں عذاب بہت سخت کتاب میں ہے یہ لکھا ہوا (۶۰)

أَوْصَحَتْ لَوْهَا عَذَابًا شَدِيدًا كَازْدَلِكِ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا (۶۰)

بعض کتاب میں حدیث کی جیسے کہ بہیقی اور دارقطنی اور ترمذی اُن کے ہیں اور کتب سیرہ تواریخ جیسے کہ مواہب لدنیہ اور سیرۃ ابن ہشام وغیرہ ہیں وہ جب تک اُن کے صحیح ہونے یا غلط نہ ہونے کی کوئی وجہ نہ ہو مطلقاً قابل التفات نہیں ہیں اور اُن کی اکثر حدیثیں اور روایتیں نامعتبر اور موضوع ہیں اُن پر استدلال کرنے سے زیادہ کوئی کام نادانی و سفاہت و بلاوات کا نہیں ہے کیا یہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کہ ابو نعیم کی روایت میں ہے کہ جبریل و میکائیل شوق صدر کرنے کو آئے تھے ایک راوی نے اُس پر یہ طرہ اضافہ کیا کہ دفی مایۃ فاقبل الی طیران ابیضان کافهما لسنان و فی مایۃ غریبۃ نزل علیہ کرکیان و قد یقال از الطیرین تارۃ شہا بالسنین و تارۃ بالکرکیب فی کون جمعی جبریل و میکائیل علیہما السلام علی صوفۃ السنر لطیفۃ لان السنر سیدا الطیور۔ (صفحہ ۳۴ سیرۃ محمدیہ) *

کبھی کنگ کے (اور وہ جبریل و میکائیل فرشتے تھے) اور جبریل و میکائیل کے گدوں کی صورت بنکر آنے میں یکمخت تھی کہ گد پرندوں میں سردار ہے۔ کیا کوئی با ایمان مسلمان جس کو اپنے ایمان کی کچھ بھی قدر ہوگی ایسی لغو وربہودہ روایتوں پر جن کے راوی "ملین بوء مقعدہ من الناد" کے مصداق ہیں۔ التفات کر سکتا ہے حاشا وکلا *

(۶۰-۶۱) اس سے پہلی آیتوں میں خدا تعالیٰ نے کافروں کے عقیدوں کا ذکر کیا ہے کہ وہ خدا کے ساتھ اور خدا بھی ٹھہرتے تھے اور شرک اور قیامت کو نہیں مانتے تھے۔ پھر ان کے اس عقیدہ کا ذکر کیا ہے کہ سختی اور مصیبت دور ہونے کے لئے خدا کے سوا اوروں کو وسیلہ ٹھہراتے تھے اور اُن کے وسیلہ سے خدا کی مہربانی چاہتے تھے۔ اُن کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ہر شہر و قریہ کی حفاظت خدا کے سوا کسی دوسرے کے سپرد ہوتی ہے۔ اور اس شہر اور قریہ کے لوگ اُس کو پوجتے تھے جیسے کہ اس زمانہ کے مشرکین بھی کسی دیوی یا دیوتا کو اس کا محافظ سمجھتے ہیں یا جیسے جاہل مسلمان کسی ولی یا شہید کو اُس جگہ کا صاحب ولایت قرار دیکر افعال شریک اُس کی قبر کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس عقیدہ کی تردید میں خدا نے فرمایا کہ جن قریوں کو ہم ہلاک کرتے ہیں یا کوئی عذاب اُن پر نازل کرتے ہیں وہ پہلے سے مقرر ہو چکا ہے۔ اور مشرکین جن کو اُن قریوں کا محافظ سمجھ کر ان کی پرستش کرتے ہیں۔ بیفائدہ ہے *

وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ الْآلَا
 أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ وَإِنَّا نَكُونُ
 النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا
 وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ
 إِلَّا تَخْوِيفًا ۝۹۱

اور ہم کو نہیں روکا کہ ہم بھیجیں نشانوں کو مگر یہ کہ
 جھٹلایا اُن کو پہلوں نے اور دی ہم نے نمود
 کو اونٹنی دکھائی دیتی ہوئی پھر انہوں نے ظلم
 کیا اُس پر نہیں بھیجتے ہم مگر نشانوں کو واسطے
 ڈرانے کے ۹۱

تموکی قوم جو کجگروں میں تھی اور جس کی ہدایت کے لئے حضرت صالح پیغمبر مبعوث ہوئے
 تھے۔ بت پرست تھی اور اُن کے بھی اسی قسم کے اعتقادات تھے۔ جب انہوں نے حضرت
 صالح سے نشانی چاہی اور حضرت صالح نے خدا کے حکم سے ایک اونٹنی خدا کے نام پر چھو دی
 جس طرح کہ اس ملک میں دیوتاؤں کے نام پر سانڈ چھوڑا جاتا ہے اور عرب والے اونٹنی چھوڑتے
 تھے مگر انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اور اُس کے بعد سخت بھونچال آنے سے وہ قوم تباہ
 ہو گئی *

عرب کے لوگ جو نشانیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہتے تھے اُس کی نسبت
 خدا نے نمود کے قصہ پر اشارہ کر کے بتلایا کہ انہوں نے نشانی مانگی اور پھر جھٹلایا۔ اس لئے اُن
 کی خواہش سے کوئی نشان مقرر کرنا بیفائدہ ہے پس یہی مطلب آیت کا ہے کہ ہم کو کسی نشانی
 یا احکام خاص کے بھیجنے سے بجز اس کے اور کسی چیز نے منع نہیں کیا کہ باوجودیکہ انہوں کے
 مانگنے پر جو نشان دئے گئے تھے اُس کو بھی انہوں نے نہیں مانا۔ پس ایسی خواہشیں لغو اور
 بیفائدہ ہیں۔ اور نشانوں یا احکام خاص کا بھیجنا صرف ڈرانے کے لئے ہے وہ کوئی ایسا امر
 نہیں ہے جو ذریعہ ایمان لانے کا ہو *

آیت اور آیات کا لفظ جو اس آیت میں ہے اُس کے معنی احکام کے بھی ہو سکتے ہیں
 جو اُس اونٹنی کے متعلق حضرت صالح نے بتائے تھے اور نشانی کے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر
 معجزہ یا معجزات کے معنی نہیں ہو سکتے اور اس پر بحث ہم پہلے کر آئے ہیں *

۹۲ مفسرین نے اور نیز تفسیر ابن عباس میں لکھا ہے کہ اس آیت میں تقدیم تاخیر
 ہے۔ تفسیر ابن عباس میں تقدیم و تاخیر کو اس طرح بیان کیا ہے۔ اذ قلنا ان ربك لخالقنا
 وما جعلنا الرويا التي اريناك والشجرة الملعونة في القرآن الا فتنة للناس۔ وغفرهم
 فلا يزيد همدا لا ظغيا ناكبرا *

اس آیت سے پہلے خدا نے فرمایا تھا کہ نشانوں کا بھیجنا صرف ڈرانے کے لئے ہے۔
 اُسی کے ساتھ خدا نے فرمادیا کہ ہم نے تجھ سے کہہ دیا ہے کہ بیشک تیرے پروردگار نے سب

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ
بِالنَّاسِ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي
أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ
الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُفَخُوا فِيهِمْ
فَمَا يَتَّبِعُونَ إِلَّا هُمَ إِلَّا طُغْيَانًا
كَبِيرًا ﴿٦٢﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ
اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا
إِبْلِسَ قَالَ ءَا سَجْدٌ لِّمَنْ خَلَقْتُ
طِينًا ﴿٦٣﴾

اور جس وقت ہم نے کہا تجھ کو کہ بیشک تیرے پروردگار
نے گھیر لیا ہے آدمیوں کو اور ہم نے نہیں کیا خواہ
کوچہ دکھایا تجھ کو مگر آزمائش لوگوں کے لئے اور
درخت لعنت کیا گیا (یعنی اس کا ذکر ہے قرآن میں
اور ہم اُن کو ڈراتے ہیں تو نہیں زیادہ کرتا اُن کو
ڈرانا) مگر سرکشی بہت بڑی ﴿۶۲﴾ اور جس وقت ہم
نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو پھر انہوں نے
سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہا کیا میں اُسے سجدہ کروں
جسے تو نے پیدا کیا ہے مٹی سے ﴿۶۳﴾

سب آدمیوں کو گھیر لیا ہے۔ پس نشانیوں کا بھیجنا برابر ہے۔ اس کے بعد خدا فرماتا ہے
کہ جو خواب ہم نے تجھ کو معراج میں دکھایا تھا اور شجرہ ملعونہ یعنی زقوم کا جو ذکر قرآن میں ہے
لوگوں کی آزمائش کے لئے ہے کہ کون معراج کی تصدیق کرتا ہے اور کون زقوم سے خوف کھاتا ہے
مگر ابوجہل اور اُس کے ساتھیوں نے اُس کے دوسرے معنی لیکر زقوم کی ہنسی اڑائی اور کہا وہ تو
کچھ روکھن سے ملا کر کھانا ہے جو نہایت مزیدار ہے۔ پیغمبر ہم کو اُس سے کیا ڈراتا ہے۔
اس پر خدا نے فرمایا کہ ہم تو اُن کو زقوم سے ڈراتے ہیں۔ اُن کو ڈر تو نہیں ہوتا بلکہ سرکشی
بڑھ جاتی ہے *

لسان العرب میں لکھا ہے کہ جب زقوم کی آیت نازل ہوئی کہ زقوم گنہگاروں کا کھانا
لما نزلت آية الزقوم ان شجرة الزقوم طهام
لا شيم لم يعرف قريش فقال ابو جهل ان هذا
الشجر ما ينبت في بلادنا من متكم من يعرف
الزقوم فقال رجل قد علمهم من افرقية
الزقوم بلغة افرقية الزبد بالقر فقال
ابو جهل يا جارية هاتي لنا تمرا وزبدا
فزدقهما فجعلوا ياكلون منه ويقولون افي هذا
يجوزنا محمد في الاخرة -
(لسان العرب مادة زقوم) *

کچھ روکھن سے کھائیں۔ اور وہ سب ملکر کھاتے تھے اور کتنے تھے کیا آخرت میں محمد صلی
اللہ علیہ وسلم ہم کو اسی چیز سے ڈراتا ہے۔ اسی ہنسی اڑانے پر جو ابوجہل اور اس کے ساتھیوں
نے زقوم کی نسبت اڑائی خدا تعالیٰ نے سورہ صافات میں زقوم کا پھر ذکر کیا اور فرمایا کہ

قُلْ أَرَأَيْتَكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتِ
عَلَيْكَ لَتَيْنِ أَخَّرْتَنِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتِي ۖ إِنَّ
إِلَهًا فَلْيَبْلَا ۖ (۶۳) قَالَ أَذْهَبَ فَمَنْ
تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ
جَزَاءً مَوْفُورًا (۶۴) وَاسْتَفِزُّ مَنِ
اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ
أَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَبْرِكَ وَ
رَجْلِكَ شَاهِدَكُمُ فِي الْأَمْوَالِ
وَالْأَنفُسِ وَالْأَوْلَادِ وَعِذُّهُمْ
مَا بَعَدَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا
عُرْفُ رَأٍ (۶۵) إِنَّ عِبَادِي لَكُنْ
لَكَ عَالِمِينَ سُلْطَنٌ وَكَفَى بِرَبِّكَ
وَكِيلًا (۶۶) رَبُّكُمْ الَّذِي يُزْجِي
لَكُمْ الْفَلَاحَ فِي الْبَحْرِ لِيَتَّبِعُوا
مِنْ قَصْبِهِ إِنَّهُ كَانَ
بِكُمْ رَحِيمًا (۶۷)

کہا کیا تو نے دیکھا ہے اس شخص کو جسے بزرگی دی تھی
اور میرے اگر تو مجھ کو مہلت و قیامت کو دن تک
البتہ ستیا ناس کر دوں گا میں اُس کی اولاد کو مار ڈالوں
کو (۶۳) کہا خدا نے دو ہو پھر جو کوئی تیری پیروی کرے گا
اُن میں سے پھر بیشک جہنم ہے سزا تم سب کی سزا
پوری (۶۴) اور یہ کہ جس کو بہکا سکے اُن میں سے
اپنی آواز سے اور چڑھائی کر اُن پر اپنے سواروں
اور پیادوں سے اور اُن کا شریک ہو مال میں اولاد
میں اور وعدہ دے اُن کو (یعنی خدا سے خوف ہو نہکا)
اور نہیں وعدہ دیتا اُن کو شیطان بھڑکے (۶۵)
بیشک میرے بندے نہیں ہے تجھ کو اُن پر کچھ حکومت
اور کافی ہے تیرا دور و درگاہ کام سنوارنے والا (۶۶)
تمہارا پروردگار وہ ہے جو روال کرتا ہے تمہارے لئے
کشتی کو دریا میں تاکہ تم تلاش کرو اُس کے فضل (یعنی
اُس کے رزق) سے بیشک ہی تم پریرمان (۶۷)

اناجعلنا هافتنه للظالمين اها شجرة تخرج
في اصل الجحيم طلوعها كاندروس الشياطين فانهم
لا يكون منها ذنابون منها البطون شمان لهم
عليها لشوبان جميعه *

ہم نے اُس کو (یعنی زقوم کو) ظالموں کے واسطے
قبتہ بنایا ہے۔ وہ ایک درخت ہے جو قعر
دوزخ سے پیدا ہوگا اُس کے خوشے شیطانوں

کے سروں کے مانند ہیں وہ اس میں سے کھاٹنگے۔ اور اس سے اپنا پیٹ بھرینگے پھر
اس کے اوپر گرم پانی ملا کر اُن کو دیا جائیگا *

اور اس آیت سے خدا نے بتایا کہ زقوم کا وہ مطلب نہیں ہے جو کفار عرب نے بتایا ہے
بلکہ وہ منجملہ عذاب ہائے آخرت کے ایک قسم کا عذاب ہے۔ اور جو کہ تمام عذاب دوزخ کے اُن
چیخروں کی تشیل میں بیان کئے جاتے ہیں جو دنیا میں تکلیف دہ پائی جاتی ہیں اس لئے اُس عذاب
کو بھی زقوم سے استعارہ میں بیان کیا ہے *

زقوم حقیقت میں ایک درخت ہے جس کی نسبت حاشیہ تفسیر جلالین میں لکھا ہے
کہ تہامہ میں ہوتا ہے اور لسان العرب میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ (دینوری) کہتے ہیں کہ قبیلہ
قال ابو حنیفہ اخبرنی اعرابی من انزال السراة ازو کے ایک اعرابی نے مجھ سے بیان کیا کہ

وَإِذْ آمَسَّ كُذُّ الضُّرِّ فِي الْبَحْرِ حِزْلًا
مَنْ نَدَّ عَوْنُ الْإِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّكُمْ
إِلَى الْبَرِّ اعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ
كَفُورًا ﴿٦٩﴾ أَفَأَمْسَتْكُمْ آتٌ
يُخَسِّفُ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلُ
عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُكُمْ
وَكِيلًا ﴿٧٠﴾ أَمَّا مَسْتُكُمْ فَيُعِيدُكُمْ
فِيهِ تَارَةً أُخْرَى فَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ
قَاصِبًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغِيرُ كُفًّا
بِمَا كَفَرْتُمْ بِشُرِّكُمْ
لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْكُمْ نَاصِيَةً
نَّيِّبًا ﴿٧١﴾

اور جب تم کو پہنچے سختی دریا میں کھو جاتے ہیں جنکو
پکارتے ہو مگر وہی (یعنی خدا) پھر جب تم کو بچا لیتا ہے
خشکی کی طرف تو منہ پھیر لیتے ہو اور ہے انسان
ناشکر گزار ﴿۶۹﴾ پھر کیا تم نذر ہو اس سے کہ دھنسا
دیو تم کو خشکی کے ہی کسی نہ میں یا بھیجے تم پر
کنکر برسانے والی سخت آندھی پھر نہ پاؤ گے انہو لئے
بچا نیوالا ﴿۷۰﴾ کیا تم نذر ہو گئے ہو اس سے کہ پھر
یہ لٹے تم کو اس میں (دریا میں) دوسری فوج پھر
بھیجے تم پر کشتی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والی ہو کو پھر
ڈبو دیوے تم کو اس جیسے کہ تم نے کفر کیا پھر نہ پاؤ
اپنے لٹو ہم پر اس کے بدلہ کو فی بھیجا کرنے والا یعنی
مواخذہ کرنے والا ﴿۷۱﴾

قال الزقوم شجرة غبراء صغيرة الوثيقة مدودتها
لا شوك لها ذفرة مرة لها لثا بدني سوفها
كثيرة ولها وريد ضعيف جدا يخرجها الفحل
ونورها بيضاء ولسانها رقيقا قبيح جدا -
(لسان العرب مادة زقم) *

زقوم ایک خاکی درخت ہے۔ اس کے چھوٹے
چھوٹے گول اور بے خار پتے ہوتے ہیں۔
بوتیز۔ مزہ کڑوا۔ اور اس کی ٹہنیوں میں بہت
سی گریں ہوتی ہیں اور پھول بہت نازک اور
نرم ہوتا ہے جس کو شہد کی مکھی چاٹتی ہے۔ اس کا تنگ و سفید ہوتا ہے اور پتوں کے کنارے
بہت بد صورت ہوتے ہیں پس عذاب و زح کو اسی ضیبت ترین درخت کے ساتھ جو دنیا میں
پایا جاتا ہے تشبیہ کر بیان کیا ہے *

﴿۶۹﴾ خدا نے اس سے پہلی آیت میں فرمایا تھا کہ جب ہم انسان پر نعمت بھیجتے ہیں تو وہ
منہ پھیر لیتا ہے اور جب اس کو بُرائی پہنچتی ہے تو نا اُمید ہوتا ہے۔ اس کے بعد خدا نے
فرمایا ہے کہ اے پیغمبر تو کہہ دے کہ ہر ایک اپنی جبلت یا خلقت پر کام کرتا ہے *
جس لفظ کا ہم نے ”جبلت یا خلقت“ ترجمہ کیا ہے وہ لفظ ”شاکلہ“ ہے۔

لسان العرب میں لکھا ہے کہ شاکلہ کے معنی
ہیں طرف۔ طور و طریقہ اور انسان کے شاکلہ
سے اس کی شکل۔ اس کی طبیعت کا میلان جس
طرف ہو اور اس کا طریقہ وادہ ہے۔ قرآن میں

النشاکلة - الناحية والطريقة والمجديل لند
شاکلہ انسان شکلہ وناحیتہ وطریقہ و
فی التنزیل العزیز ”قل کل یعمل علی شاکلہ“
اعلیٰ طریقہ وجدید لہ ”مذہبہ“ قال لا یخفش
”علی شاکلہ“ ”اعلیٰ طریقہ وجمہ“ وخلقہ *

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ
فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ
مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى
كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۝۶۱
يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ
بِمَا مَكَّمْنَاهُ لِقَائِ أَوتِي كِتَابًا
بَيِّنَاتٍ مِّنَّا وَلِئَلَّكَ يَفْهَرُونَ
يَسْتَهْمُونَ وَلَا يَظْلِمُونَ
فَتَبِيلًا ۝۶۲ وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ
أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ
وَأَحْمَلُ سَبِيلًا ۝۶۳ وَإِنْ كَادُوا
لِيَفْتَنُواكَ عِزَّ الَّذِي أَوْحَيْنَا
إِلَيْكَ لَتَفْتَنَنَّ عَلَيْنَا غَيْرُ
وَإِذَا لَاتُخَذُوكَ خَبِيلًا ۝۶۴ وَلَوْ لَا
أَنَّ ثَبَتْنَاكَ لَآتَيْنَاكَ تَرْكَنُ
إِلَيْنَا شَيْئًا قَلِيلًا ۝۶۵ إِذَا لَأَكَا
ذُنُوكَ ضَعْفَ الْحِيَوَةِ وَضَعْفَ
الْمَسَاتِ شِمًا لَا تُجَدُّ لَكَ عَلَيْنَا
نَحِيلًا ۝۶۶

اور بیشک ہم نے بزرگی ہی بنی آدم کو اور ہم نے
اُن کو چڑھایا سوار یوں پرشکی میں اور دریائیں اور
ہم نے اُن کو روزی ہی پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے
اُن کو بزرگی دی بہتوں پر اُن میں سے جن کو ہم نے
پیدا کیا ہر طرح سے بزرگی دینی ۝۶۱ جس میں ہم
بلایکے ہر فرقہ کے لوگوں کو اُن کے پیشواؤں سمیت
پھر جو کوئی کہ دیکھی اس کی کتاب اُس کے دائیں ہاتھ
میں پھر وہ لوگ پڑھیں گے اپنی کتاب کو اور نہ ظلم کئے
جاویں گے ایک تاکہ کی برابر ۝۶۲ اور جو ہے اس
دنیا میں اندھا تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور رستہ
بھٹکا ہوا ۝۶۳ اور بیشک قریب تھا کہ فریت یکہ ہاتھیں
تجھ کو اُس چیز سے کہ وحی بھیجی ہے ہم نے تیری پاس
تاکہ تو افرار کر لے ہو ہم پر اُس کے سوا۔ اور اُس وقت
وہ تجھ کو لڑتے گمراہ دوست ۝۶۴ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ
ہم نے ثابت رکھا تجھ کو تو البتہ قریب تھا کہ تو بھٹکا ہو
اُن کی طرف کچھ تھوڑا سا ۝۶۵ اور اُس وقت البتہ ہم
مزا چکھاتے تھے تجھ کو دو گنا عذاب ننگی کا اور دو گنا
عذاب موت کا پھر نہ پاتا تو اپنے لئے ہم پر کوئی
مدد دینے والا ۝۶۶

کہ اسے پیغمبر کہے ہر شخص اپنی "شاکلہ" پر کام کرنا ہے یعنی اپنے طور و طریقہ پر اور اپنے
مذہب پر اور خفش نے یہ معنی لئے ہیں کہ اپنی طبیعت کے میلان پر جس طرف ہوا اور اپنی
خلقت پر ۔

تاج العروس شرح قاموس میں لکھا ہے کہ شاکلہ کے معنی شکل و صورت کے ہیں
جیسے کہتے ہیں کہ یہ شخص اپنے باپ کی شاکلہ
پر ہے یعنی اُس کا ہم شکل ہے اور شاکلہ میلان
کی سمت اور جہت کو بھی کہتے ہیں۔ خفش نے
آیت قل کل یعمل اعلم کی تفسیر میں شاکلہ کے

الشاکلۃ۔ الشکل یتقال هذا علی شاکلۃ ابیہ
ای شہیدہ والشاکلۃ الناحیۃ والجمۃ وہی فست
الایۃ "قل کل یعمل علی شاکلۃ" عن الاخفش
وايضاً النبیۃ قال قتادۃ فی تفسیر الایۃ ای علی جانبہ
وعلی ما ینوی وایضاً الطریقۃ والجدیلۃ وہی فست

وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّوكَ مِنَ الْأَرْضِ لَيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذْ الْأَوَّلَىٰ بَلْبَثُونَ خِلافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۝٨٥ سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۝٨٦ أَفَمَالِصَلْوَةِ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ عَسْقِ الْيَلِ وَقُرْآنِ الْفَجْرِ أَرَأَيْتَ الْفَجْرَ كَانَ مَشْهُودًا ۝٨٧ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَنَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّخْمُودًا ۝٨٨ وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِيْ مَخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا ۝٨٩ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوْقًا ۝٩٠ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شَفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَرْيَدُ الْفَاطِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ۝٩١ وَإِذْ أَخْنَأْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَصَ وَتَأَيَّجَانِيْهِ وَإِذْ آمَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يُؤْسَا ۝٩٢ قُلْ كُلُّ يَعْمَلْ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا ۝٩٣

اور بیشک قریب تھا کہ ہمارے تھکے کو زمین (یعنی دین سے) تا کہ نکالیں تھکے کو اُس سے اور اُس وقت رستہ تیرے پیچھے مگر تھوڑا سا ۝٨٥ طریقہ پُرانے جن کو بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے اور نہیں پانے کا تو ہمارے طریقے میں تبدیلی ۝٨٦ قائم کرنا رسول کے ڈھلنے سے رات کو اندھیرے ہو جانے تک اور (قائم کر) قرآن پڑھنا فجر کا بیشک قرآن پڑھنا فجر کا ہے گواہی دیا گیا ۝٨٧ اور تھوڑی سی رات کو پھر کوشش کر اُس کے ساتھ (یعنی قرآن پڑھنے کے ساتھ) زیادہ ہوا ہے تیرے لئے قریب ہے کہ کھڑا کرے تجھ کو تیار پروردگار مقام محمود میں ۝٨٨ اور کہے پروردگار داخل کر تجھ کو داخل کرنا سچا اور نکال تجھ کو نکالنا سچا اور کر میرے لئے اپنے پاس سے غلبہ دینے والا ۝٨٩ اور کہ آیا حق (یعنی قرآن) اور ٹھیک باطل (یعنی شرک) بیشک باطل تھا مٹ جائیو ۝٩٠ اور ہم اُتاتے ہیں قرآن میں سے وہ چیز کہ وہ شفا ہے اور رحمت ہو واسطے ایمان والوں کے اور نہیں زیادہ کرنا ظالموں کو مگر خسارہ ۝٩١ اور جب نعمت بھیجتے ہیں انسان پر نہ پھیر لیتا ہے اور اپنی کر دہ پھیر لیتا ہے اور جب پہنچتی ہے اُس کو بُرائی تو ہوتا ہے نا اُمید ۝٩٢ کہہ گئے ہر ایک کام کرنا ہے اپنی جبلت پر پھر تمہارا پروردگار جانتا ہے اُس شخص کو کہ وہ بہت ٹھیک پلنے والا ہے رستہ کو ۝٩٣

یہی معنی لئے ہیں۔ شاکلہ کے معنی نیت کے بھی ہیں۔ متناوہ نے آیت مذکور کے معنی بیان کی ہیں کہ شخص اپنی طبیعت کو رخ اور نیت پر عمل کرتا ہے شاکلہ کے ایک معنی طور و طریقہ کے بھی ہیں۔

الایة وايضا المذهب الخليفة وبذلك الآية
عن ابن عمر وقال الراغب في تفسير الآية اي على
سبيلته التي قيدته وذلك ان سلطان السجدة
على الانسان محسباً يثبت في الذميمة الى حال الشريعة
وهذا كما قال عليه السلام "كل ميسر خلفه" -

(تابع انور من مادة شكل)

وَلَيْسَ كَمَلُوكَ عَنِ الرُّوحِ قُلُوبُ الْغَافِقِينَ
مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ
إِلَّا قَلِيلًا ۝۴۷

اور پوچھتے ہیں تجھ کو روح سے کہنے کے روح میرے پروردگار
کے حکم سے ہے تم نہیں سنے گئے ہو علم سے
مگر تھوڑا سا ۴۷

آیت مذکورہ بالا کی تفسیر ان معنوں پر بھی کی گئی ہے۔ ایک معنی شاہجہ کے مذہب کی خلقت
کے ہیں ابن عرف نے اسی معنی پر آیت کی تفسیر کی ہے۔ اور راغب نے اس آیت کی تفسیر میں
کہا ہے کہ ہر شخص اپنی سمجھ یعنی طبیعت پر عمل کرتا ہے جس کا وہ متقید ہے۔ سمجھ ہی انسان
پر ایسا حاکم غالب ہے جو مکالمہ شریعت تک لیجانے میں وسیلہ ہو جاتا ہے۔ اور کیا تخمیر
کے اس قول کے مطابق ہے کہ ہر شخص آسانی دیا گیا ہے اس کام کے لئے جس کے لئے
وہ پیدا ہوا ہے +

محیط المحیط میں ہے کہ شاہجہ کے معنی ہیں شکل۔ طرف۔ گوشہ ران۔ نیت۔ طریقہ
اور مذہب اور سورہ بنی اسرائیل میں آیت
قل کل يعمل الخ کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص
اپنی سمجھ یعنی طبیعت اور خلقت پر عمل کرتا
ہے +

الشاکلة - الشكل والناحية والخاصة
والنية والطريقة والمذهب في سورة بنی اسرائیل
"قل کل يعمل علی شاکلته" ای علی سمجھتہ
وخلقتہ -
(محیط المحیط مادہ شکل) +

نفاست القرآن مصنفہ علامہ محمد بن ابی بکر رازی میں ہے کہ "علی شاکلته" کے
معنی ہیں اپنے طریقہ اور سیلان طبعی کے رخ
پر۔ اور بعض کے نزدیک اس کے معنی ہیں اپنی
خلقت اور طبیعت پر۔ اور پوری آیت سے
پہلے قول کی تائید ہوتی ہے +

قل علی شاکلته ای علی طریقہ وجہتہ وقیل علی
خلیقہ وطبیعتہ وتام الاية فیما لفظ الاول
ولما شابه الكتاب لختای "علی جبلتہ" +

اور امام محی الدین ابن العربی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہر شخص اپنی شاکلہ پر عمل کرتا ہے
یعنی اپنی خلقت اور ملکہ پر جو اس کے مقام
اور مرتبہ کے موافق اس پر غالب ہوتا ہے
پس جس کا مقام نفس ہے اور ملکہ وہ ہے نفس
کے اقتضا کے موافق ہے۔ وہ خدا سے منہ
پھیرتا ہے اور تاؤ مبد ہوتا ہے اور جس کا مقام
نفس ہے اور ملکہ نیک عادت ہے وہ اس کے مقتضا کے موافق شکر و صبر کرتا ہے +

"قل کل يعمل علی شاکلته" ای خلیقہ و ملکہ
القالبہ علیہ من مقامہ و مرتبہ کا مقام النفس و شاکلته
متضمن طبعہ اعلیٰ ما ذکرنا من الاعراض والایاں
ومن مقام القلب شاکلته البجیة الفاضلہ علی
مقتضای الشکر والصبر -

(تفسیر ابن العربی جلد اول صفحہ ۳۸۴) +
قلب ہے اور ملکہ نیک عادت ہے وہ اس کے مقتضا کے موافق شکر و صبر کرتا ہے +
معالم التنفیل میں علامہ بغوسی نے لکھا ہے کہ آیت قل کل يعمل الخ کی تفسیر میں

لہ روح کی نیت ہم نے پوری بحث اپنی تفسیر کی تیسری جلد میں کی ہے +

اور اگر ہم چاہیں البتہ لیجاؤں چیز جو جی بھیجی ہے
ہم نے تیرے پاس پھر نہ پاؤں گے تو اپنے لئے اُس کے
بدلے ہم پر کار ساز (۸۸) مگر اُس کو نہ لیجانا بسبب
رحمت کے ہے تیرے پروردگار سے بیشک اُس کو
فصل ہے اوپر تیرے بہت بڑا (۸۹)

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي
أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ شَيْئًا لَّا يَجِدُ لَكَ
بِهِ عَلَيْنَا وَاَكِيدُ (۸۸) إِلَّا مَحْمَةً
مِّن رَّبِّكَ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ
كَبِيرًا (۸۹)

ابن عباس نے شاکلہ کے معنی لئے ہیں طبیعت
کا میلان جس طرف ہو اور حسن بصری اور قتادہ
نے نیت کے معنی لئے ہیں۔ اور قتال نے طور
و طریقہ کے معنی قرار دئے ہیں اور قتال نے
وہ طریقہ مراد لیا ہے جس پر انسان مجبور ہے اور قیتی نے طبیعت اور خلقت کے معنی بیان
کئے ہیں *

”قل کل عمل علی شاکلہ“ قال ابن عباس علی ناحیۃ
قال الحسن قتادہ علی نیتہ قال مقاتل علی
جدیلۃ قال الفراء علی طریقۃ التی جیل علیہا
وقال القیتی علی طبیعتہ وخلقۃ -
(معالم التنزیل جلد ثانی صفحہ ۲۰۳) +
وہ طریقہ مراد لیا ہے جس پر انسان مجبور ہے اور قیتی نے طبیعت اور خلقت کے معنی بیان
کئے ہیں *

تفسیر بیضاوی میں - بہت مذکورہ بالا کی تفسیر میں لکھا ہے - اے پیغمبر کہدے کہ شخص
ایسے طریقہ پر عمل کرتا ہے جو ہدایت اور گمراہی
میں اُس کے حال کے مشابہ ہو یا اُس کے جوہر
اور اُن حالات کے موافق ہو جو اس کے مزاج
بدنی کے تابع ہیں۔ اور شاکلہ کی تفسیر میں طبیعت -

”قل کل عمل علی شاکلہ“ قل کل واحد علی
طریقۃ التی تشاکل حالہ الفہدی والضلالۃ او
جوہر محہ واحوالہ التابۃ لمزاجہ بدنہ و
قد نسبت الشاکلۃ بالطبیعۃ والعادة والدین -
(بیضاوی جلد اول صفحہ ۴۰۷) +

عادت اور مذہب کے معنی بھی لئے گئے ہیں *

مذکورہ بالا اقوال سے ظاہر ہے کہ علما نے ”شاکلہ“ کے متعدد معنی اختیار کئے ہیں اگرچہ
ہر ایک معنی کا حاصل قریب قریب ہے۔ لیکن ہم ”شاکلہ“ کے معنی خلقت اور جبلت کے اختیار
کرتے ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ پہلی آیت میں خدا تعالیٰ نے انسان کی ایک فطرت کا
بیان کیا ہے جس پر تمام انسان مجبور ہیں اور اس آیت کو اسی آیت پر منفع کیا ہے - اور
اس لئے اس آیت میں ”شاکلہ“ کے وہی معنی لینے ضرور ہیں جو انسان کی فطرت اور جبلت
پر حالات کرتے ہوں۔ پس الفاظ جبلت یا خلقت سے ”شاکلہ“ کو تعبیر کرنا نہایت صحیح اور موافق
سیاق قرآن کے ہے۔ چنانچہ ابن عرب نے شاکلہ کے معنی خلقت کے لئے ہیں۔ رغب نے
سحبہ کے معنی لئے ہیں۔ اُس کا قول ہے کہ سحبہ ہی انسان پر حاکم غالب ہے اور حکام شریعت
نکس لیجا۔ نہ کا وہی سبب ہوتی ہے اور اسی کی نسبت آنحضرت کا فرمانا ہے کہ ہر شخص اس کی نیکیاں کرے جس چیز کیلئے
لئے ہے یا کیا گیا ہے محیط محیط میں بھی شاکلہ کے معنی سبب اور خلقت کے لئے ہیں۔ اور محمد بن ابی بکر

مذکورہ بالا اقوال سے ظاہر ہے کہ علما نے ”شاکلہ“ کے متعدد معنی اختیار کئے ہیں اگرچہ
ہر ایک معنی کا حاصل قریب قریب ہے۔ لیکن ہم ”شاکلہ“ کے معنی خلقت اور جبلت کے اختیار
کرتے ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ پہلی آیت میں خدا تعالیٰ نے انسان کی ایک فطرت کا
بیان کیا ہے جس پر تمام انسان مجبور ہیں اور اس آیت کو اسی آیت پر منفع کیا ہے - اور
اس لئے اس آیت میں ”شاکلہ“ کے وہی معنی لینے ضرور ہیں جو انسان کی فطرت اور جبلت
پر حالات کرتے ہوں۔ پس الفاظ جبلت یا خلقت سے ”شاکلہ“ کو تعبیر کرنا نہایت صحیح اور موافق
سیاق قرآن کے ہے۔ چنانچہ ابن عرب نے شاکلہ کے معنی خلقت کے لئے ہیں۔ رغب نے
سحبہ کے معنی لئے ہیں۔ اُس کا قول ہے کہ سحبہ ہی انسان پر حاکم غالب ہے اور حکام شریعت
نکس لیجا۔ نہ کا وہی سبب ہوتی ہے اور اسی کی نسبت آنحضرت کا فرمانا ہے کہ ہر شخص اس کی نیکیاں کرے جس چیز کیلئے
لئے ہے یا کیا گیا ہے محیط محیط میں بھی شاکلہ کے معنی سبب اور خلقت کے لئے ہیں۔ اور محمد بن ابی بکر

قُلْ لَّيِّنَ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ
 أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذِهِ الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ
 بِمِثْلِهِ وَكَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۝۹۰
 وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ
 مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ
 إِلَّا كُفُورًا ۝۹۱ وَقَالُوا لَنْ نُؤْتِيَكَ
 لَكَ حَتَّىٰ تَلْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ
 يَنْبُوعًا ۝۹۲

کسے دیکھیں گے کہ اگر اکٹھے ہوں انسان اور جن اس بات پر
 کہ لایوس مثل اس قرآن کے نہ لاسکتا گئے مثل اس کے
 اگرچہ ہوں انسان میں سے بعض بعضوں کو مددگار ۹۰
 اور بیشک ہم نے طرح طرح سے بیان کیا لوگوں کے
 لئے اس قرآن میں ہر ایک مثل سے پھر انکار کیا اکثر
 لوگوں نے مگر ناشکری سے ۹۱ اور انہوں نے
 کہا ہرگز ہم نہ مانیں گے تجھ کو جب تک تو پھاڑ کر نکال
 جائے لئے زمین سے ایک چشمہ ۹۲

راز می نے بھی لغات قرآن میں شاکلہ کے ایک معنی طبیعت خلقت اور جبلت کے ایک بیان کئے
 ہیں اور امام محی الدین ابن العربی نے اس کے معنی لئے ہیں خلقت اور ملک جو انسان غلاب
 اور فراتحوی نے جبلت خلقت اور طبیعت کے معنی لئے ہیں۔ اور صاحب بیضاوی نے اس
 کے معنی عادات اور طبیعت کے بیان کئے ہیں۔ پس ہم نے جو شاکلہ کے معنی خلقت اور جبلت
 یعنی فطرت کے قرار دیئے ہیں۔ اس کی تائید میں علمائے مذکورہ بالا کے اقوال ہیں *
 اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک انسان ایک فطرت یا جبلت پر پیدا ہوا
 ہے جس کو انگریزی زبان میں نیچر کہتے ہیں اور ان الفاظ سے جو قرآن مجید میں ہیں ”قل
 کل یعمل علی شاکلہ“ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو جبلت یا فطرت یا خلقت خدا نے جس انسان
 کی پیدا کی ہے۔ اسی کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اور دوسری بات ان الفاظ سے ”فربکہ
 اعلم بمن ہوا ہدی سبیلا“ یہ ثابت ہوتی ہے کہ جو کچھ انسان کرتا ہے یا کر گیا اچھا یا بُرا
 قبل اس کے کہ وہ کرے خدا کو اس کا علم ہے۔ اور خدا جانتا ہے کہ یہ کر گیا *
 اب ہم کو یہ دیکھنا باقی ہے کہ خدا نے انسان کو کس خلقت یا جبلت یا فطرت پر
 پیدا کیا ہے *

یعنی اس کے نیچر میں کیا باتیں پیدا کی گئی ہیں۔ کیونکہ بخلاف اس فطرت کے اس سے
 کوئی امر ظہور میں نہیں آسکتا ہے قرآن مجید میں بھی خدا نے یہی فرمایا ہے ”فطرت اللہ الہی
 فطرت الناس علیہا لا تبدل لخلق اللہ“ اور یہ بات ظاہر ہے کہ خدا نے ایک حد معین تک انسان
 کو قدرت عطا کی ہے جس سے وہ اس حد تک اپنے افعال کا مختار ہے اور یہ سمجھنا کہ ایسا اختیار
 دینے سے خدا کی قدرت میں اختیار لازم آتا ہے محض غلط ہے کیونکہ اس نے وہ قوت کسی
 انسان پر یا مجبور ہونے کے سبب نہیں دی تھی بلکہ اپنی خوشی اور اپنی مرضی سے دی تھی اور

أَوْ تَكُونُ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ تَحْتِهَا نَاقُتٌ لِّكُلِّ شَايٍ مُّشْقُوقٌ ۚ أَوْ تَكُونُ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ تَحْتِهَا نَاقُتٌ لِّكُلِّ شَايٍ مُّشْقُوقٌ ۚ أَوْ تَكُونُ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ تَحْتِهَا نَاقُتٌ لِّكُلِّ شَايٍ مُّشْقُوقٌ ۚ أَوْ تَكُونُ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ تَحْتِهَا نَاقُتٌ لِّكُلِّ شَايٍ مُّشْقُوقٌ ۚ أَوْ تَكُونُ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ تَحْتِهَا نَاقُتٌ لِّكُلِّ شَايٍ مُّشْقُوقٌ ۚ

یا ہجو دیر کے لئے ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا پھرتو
پھاڑ کر نکالیں میں اُس کے بیج میں اچھی طرح ٹھکا کر (۹۳)
یا تو گردے آسمان کو جیسا کہ تو نے گمان کیا ہے رکھنا
چاہے تو اُس کو گرا دے، ہم پر گرے ٹکرے یا تو اُس
تو اُمڈ کو اور فرشتوں کو اُسے سامنے (۹۴) یا ہوتیرے
لئے ایک گھرسنری یا تو چڑھ جلے آسمان میں اور ہرگز
ہم نہ مانیں گے تیرے (آسمان پر) چڑھ جانے کو بھی یہاں
تک کہ تار لائے تو ہم پر ایک کتاب کے پڑھ لیں ہم اُس
کند (اپنے غمیر) پاک ہو بل پروردگار نہیں ہوں میں
ایک دم بھیجا ہوا (یعنی رسول) (۹۵)

وہ مختار تھا چاہے نہ دیتا اور اس قدرت کا دینا نہایت حکمت پر مبنی ہے جس کی
طرف خدا نے اشارہ کیا ہے جہاں فرشتوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ہے، ”انی اعلمہ
مالا تغلبون“ ۛ

یہ کہنا کہ خدا نے جس فطرت پر جس کو بنایا ہے اُس کے تبدیل نہ کرنے سے خدا کا عجز
ثابت ہوتا ہے جہلا کا کلام ہے کیونکہ کسی صاحب قدرت اور اختیار کا اپنی بنائی ہوئی فطرت
یا قانون فطرت کو قائم رکھنا اُس کی قدرت کی دلیل ہے نہ اُس کے عجز کی ۛ
خدا نے اپنی تمام مخلوقات کے پیدا کرنے میں اور اُن کو ایک فطرت عطا کرنے
میں ہر ایک کے ساتھ نہایت عدل کیا ہے اُس کا ثبوت اس بات سے ہوتا ہے کہ ہر ایک
مخلوق کو ایک بھنگے سے لیکر انسان تک جس کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے جو چیزیں کہ
بمجاظ اُس کی خلقت کے اُس کے لئے ضروری تھیں سب عطا فرمائی ہیں کوئی مخلوق ایسا نہیں
ہے جس کی نسبت کہا جاسکے کہ بمجاظ اُس کی خلقت کے اُس کو فلاں چیز ضرور تھی اور اُس کو
عطا نہیں ہوئی۔ پس یہ ایسا بے نظیر عدل ہے جو خدا کے سوا اور کسی سے ہو ہی نہیں سکتا
اور جو فطرت جس میں پیدا کی ہے بمجاظ اُس کی خلقت کے اُس فطرت کا اُس میں ہونا بھی
منقضاء عدل تھا۔ انسان کو جب اُس نے مکلف بنایا تو اُس فطرت کا بھی جس سے
وہ مکلف ہو سکے عطا کرنا عین انصاف تھا اور وہ فطرت اُس کا ایک حد مناسب تک مختار
ہونا ہے اور اُس فطرت کا بدلتا اور اُس کو بدستور مکلف رکھنا عدل و حکمت دونوں کے
برخلاف تھا اسی لئے خدا نے فرمایا کہ، ”لا تبدل الخلق اللہ“، پس اُس فطرت کو قائم رکھنا عین دلیل

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمْ
الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا لَوْ آتَيْنَا
اللَّهَ بُشْرًا رَسُولًا ۖ قُلْ
لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يُمَكِّنُونَ
مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ
مَكَّانًا رَسُولًا ۚ ۞

اور نہیں منع کیا آدمیوں کو اس بات سے کہ انہیں لائیں
جیسے آئی ان کے پاس ہدایت گریہ انہوں نے
کہا کہ کیا بھیجا اللہ نے ایک آدمی کو رسول کر کے ۹۷
کہہ دیجئے (خبر) اگر کچھ زمین میں فرشتے (اُس پر)
چلتے (اُس میں) رہتے تو البتہ ہم بھیجتے ان پر جان
سے فرشتہ رسول کر کے ۹۸

اُس کے کمال قدرت اور عدل کی ہے نہ عجز و ظلم کی ۞

اب ہم کو فطرت انسانی کا دریافت کرنا ہے۔ اس بات کو تو کوئی تسلیم نہیں کرنے کا
کہ انسان حی کو مثل جماد بیجان کے پیدا کیا ہے اور وہ بذاتہ لای عقل اور غیر متحرک بالارادہ ہے
کیونکہ ہم اُس کو دیکھتے ہیں کہ وہ ذی عقل اور متحرک بالارادہ ہے۔ جس کام کو وہ چاہتا ہے کرتا
ہے۔ جس کو چاہتا ہے نہیں کرتا۔ بعض کاموں کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور پھر اُن کے
کرنے سے رُک جاتا ہے اور نہیں کرتا ۞

اس میں کچھ شک نہیں کہ انسان میں دو قوتیں موجود ہیں ایک کسی کام کے کرنے پر
آمادہ کرتی ہے اور دوسری اُسی کام کے کرنے سے اُس کو روکتی ہے اور اُنہی قوتوں
کے مطابق وہ عمل کرتا ہے اور اُسی کی نسبت خدا نے فرمایا ہے ”کل یعمل علی شاکلہ“
اور اُنہی قوتوں کے سبب جو خدا نے عطا کی ہیں خدا نے فرمایا ہے ”فمن شاء فلیؤمن و
من شاء فلیکفر“ ۞

اس غرض سے کہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آ جاوے ہم ان دونوں قوتوں میں سے
ایک کو بنام قوت تقویٰ اور ایک کو بنام قوت فحور تعبیر کرتے ہیں یہ دونوں قوتیں فطری
انسان میں موجود ہیں اور پہلی سے دوسری کو مغلوب کرنا انسان کی سعادت ہے اور دوسری
سے پہلی کو مغلوب کرنا انسان کی شقاوت ہے ۞

بعض انسان ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ اُن میں قوت تقویٰ قوت فحور پر فطرتاً غالب
جس سے وہ از روئے فطرت کے قوت فحور کو مغلوب کھتے ہیں جیسے کہ انبیائے معصومین اور

ائمہ اہل بیت معصومین علیہم السلام اور دیگر بزرگان دین رضی اللہ عنہم جہین ہیں ۞
اور بعض ایسے ہیں جن میں قوت فحور ہے مگر جس پر قوت تقویٰ غالب ہے اُن کے اُس کا نام نہیں بلکہ ان کا نام
خواہ قوت فحور مغلوب کیا نہیں اور اس کا نام نہیں لانا معصیت ہے اور اسی ترک کی طرف اشارہ ہے کہ ”الغالب من الذہب
لکن ذہب لد“ تو یہ کیا ہے اپنے فعل پر نام اور شہرت نہ ہوتا اور خدا سے اُس کی صفائی چاہنا

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ
أَنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا
بَصِيرًا ﴿٩٨﴾ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ
فَقُومًا مُّهْتَدِينَ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَنْ
نَجِدَ لَهُدَّ أُولِيَائِهِمْ مِنْ دُونِهِ
وَنَخْشَرُهُمْ يُوعَدُونَ لِقَائِهِمْ عَلَىٰ وَجُوهِهِمْ
عُذْمًا وَبُكْمًا وَصُفًّا مَا وَلَهُمْ جَهَنَّمُ
كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٩﴾

کہے (اپنے پیغمبر) کافی ہے اللہ گواہ درمیان ہمارے
اور درمیان تمہارے بیشک ہر پانچ بندہ کی خبر رکھتے
والا دیکھنے والا ﴿۹۸﴾ اور جس کو ہدایت کرے اللہ
پھر یہی ہے ہدایت پانچوں والا اور جس کو گمراہ کرے
پھر نہیں پائے گا تو ان کے لئے دوست اُس کے (یعنی خدا
کے) سوا اور اٹھا دیئے ہم ان کو اپنے منہوں پر
پڑے ہوئے اندھے اور گونگے اور بہرے۔ ان کی جگہ
ہے جہنم جہنم بجھنے لگو زیادہ کریں گے ہم ان پر کھنکھائی کو ﴿۹۹﴾

اور مصمم ارادہ آئندہ اُس کے مرتکب نہ ہونے کا کرنا ہے اور یہ کیا ہے اسی قوت تقویٰ کے
کام میں لانا ہے *

جس طرح کہ انسان کے اور قوتیں ضعیف اور قوی ہو جاتے ہیں اسی طرح قوت تقویٰ
بزرگوں کی صحبت اور اعمال نیک اور توجہ الہی اللہ اور خوف ورجا سے قوی ہو جاتی ہے
اور قوت فحور نہایت ضعیف اور مضحک کا معدوم ہو جاتی ہے کماتیل

صحبت صالح ترا صالح کست صحبت طالح ترا طالح کست
اسی طرح افعال شنیعہ کے اشتغال سے قوت فحور قوی اور قوت تقویٰ ضعیف اور مضحک اور بعضی
کا معدوم ہو جاتی ہے نعوذ باللہ منها *

تقویٰ اور فحور ایسے امر ہیں جو مختلف قوموں اور مختلف مذہبوں میں مختلف طرح
پر قرار دئے جاسکتے ہیں مگر ایک اور یعنی خدا کے خالق واحد ہونے کا یقین ایک ایسا امر ہے کہ اس کے
تامل میں ہر ذی عقل اُس پر یقین کر سکتا ہے *

دلائل اور مباحث فلسفی کو علیحدہ رکھو کیونکہ عام لوگوں کی سمجھ کے قابل نہیں بلکہ
ایک سیدھے اور عام امر پر خیال کرو کہ جب کوئی شخص ایک مٹی کے برتن یا ایک مٹی کے کھلونے
کو یا ایک پتھر کو کسی جگہ پڑا ہوا یا پتھروں کو برترتیب چنا ہوا دیکھتا ہے تو فی الفور اس کے دلائل
خیال آتا ہے کہ کوئی ان برتنوں اور کھلونوں کا بنانے والا اور اُس پتھر کو ڈالنے والا یا پتھروں
کو برترتیب چننے والا ہے۔ پس جب کہ ہم اس کائنات کو عجیب خبیثی اور عمدگی اور عجیب انتظام سے
بنایا ہوا دیکھتے ہیں تو ممکن نہیں ہے کہ ہمارے دل میں یہ خیال نہ آوے کہ اُن کا کوئی بنانے والا
ہے پس احمق سے احمق از روے فطرت کے وجود ذات باری پر یقین لاسکتا ہے اور اس
کی وحدت پر بھی اُس انتظام سے جو کائنات کا ہے ہر شخص یقین کر سکتا ہے۔ اسی عام سمجھ کے

ذٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِآثَمِهِمْ كَفَرُوْا
بِآيَاتِنَا وَقَالُوْا اِذَا كُنَّا عِظَا مًا
قَوْمًا تَاٰءَا نَا لِمَبْعُوْثُوْنَ خُلَفَا
جَدِيْدًا ۝۱۰۰

یہ ہے نذران کی سیسپاس کے کہ انہوں نے کفر کیا
ہماری نشانیوں سے اور انہوں نے کہا کہ کیا جب
ہم ہو جاویں گے بڑیاں اور گلی ہوئی کیا ہم البتہ
اٹھائے جاویں گے ایک نئی پیدائش میں ۱۰۰

لائق دلیل کو خدا نے فرمایا، لو کان فیہا الہة الا اللہ لفسدتا، یعنی اگر آسمان وزمین میں کئی
خدا ہوتے تو تمام انتظام بگڑ جاتا پس تمام انسان کسی فطرت پر پیدا ہوئے ہوں خدا کے
وجود اور اُس کے وحدہ لاشریک نہ ملنے پر مفلت ہیں۔ غرض کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا
ہے کہ انسان ایک فطرت پر پیدا ہوا ہے اور اسی فطرت کے مطابق عمل کرتا ہے *
جب ہم یہاں تک پہنچتے ہیں تو ایک اور امر خدا کی ذات میں ہم کو تسلیم کرنا پڑتا ہے
جس کو ہم اُس کی صفت علم سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ کسی صانع نے جو کسی چیز کو بنایا ہو اُس
کی نسبت یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ اُس صنعت کی حقیقت کو اور اس بات کو کہ اُس سے کیا کیا
امر ظہور میں آویں گے نہ جانتا ہو۔ کیونکہ اگر وہ نہ جانتا ہو تو اس سے اس کا بنانا غیر ممکن ہے
مثلاً ایک گھڑی ساز قبل بنانے اُس گھڑی کے جانتا ہے کہ اس قدر پرزے اس میں ہونگے
اور وہ پرزے فلاں فلاں کام دیں گے۔ اور اس قدر وحدہ تک وہ گھڑی چلیگی اور اس قدر عرصہ
کے بعد بند ہو جائیگی۔ پس علۃ العلل جس نے انسان کو مع اُس کے قولے اور اُس کی فطرت
کے پیدا کیا ہے۔ بخوبی جانتا ہے کہ یہ پتلا کیا کیا کر گیا اور اسی جاننے کو ہم اس علۃ العلل کی
صفت علم سے تعبیر کرتے ہیں اور جو کچھ اُس کے علم میں ہے۔ ممکن نہیں کہ اُس کے برخلاف
وہ پتلا کر سکے *
اس بیان سے سمجھنا چاہئے کہ ایسی حالت میں وہ پتلا اس بات پر مجبور ہو جاتا ہے
کہ خواہ مخواہ وہی کرے یا وہی کرے گا جو اس علۃ العلل کے علم میں ہے اور اُس کے برخلاف
کرنا ناممکن ہے کیونکہ یہ بات کہ وہ پتلا کیا کیا کر گیا ایک جدا امر ہے اور اس بات کا علم کہ
وہ پتلا یہ یہ کر گیا ایک جدا امر ہے اور اس کے علم سے اُس پتنے کی مجبوری اُس کے افعال
میں لازم نہیں آتی۔ اس کی مثال اس طرح بخوبی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ فرض کرو۔ ایک بخوبی
ایسا کامل ہے کہ جو کچھ آئندہ کے احکام بتاتا ہے اُس میں سرموز فرق نہیں ہوتا اب اُس نے
ایک شخص کی نسبت بتایا کہ وہ ڈوب کر مر گیا۔ اس کا ڈوب کر مرنے کا تو ضرور ہے اس لئے کہ بخوبی
کا علم واقعی ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس بخوبی نے اس شخص کو ڈوبنے پر مجبور کر دیا
تھا پس جو علم الہی میں ہے یا یوں کہو کہ جو تقدیر میں ہے وہ ہوگا تو ضرور مگر اُس کے کرنے پر

اس بیان سے سمجھنا چاہئے کہ ایسی حالت میں وہ پتلا اس بات پر مجبور ہو جاتا ہے
کہ خواہ مخواہ وہی کرے یا وہی کرے گا جو اس علۃ العلل کے علم میں ہے اور اُس کے برخلاف
کرنا ناممکن ہے کیونکہ یہ بات کہ وہ پتلا کیا کیا کر گیا ایک جدا امر ہے اور اس بات کا علم کہ
وہ پتلا یہ یہ کر گیا ایک جدا امر ہے اور اس کے علم سے اُس پتنے کی مجبوری اُس کے افعال
میں لازم نہیں آتی۔ اس کی مثال اس طرح بخوبی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ فرض کرو۔ ایک بخوبی
ایسا کامل ہے کہ جو کچھ آئندہ کے احکام بتاتا ہے اُس میں سرموز فرق نہیں ہوتا اب اُس نے
ایک شخص کی نسبت بتایا کہ وہ ڈوب کر مر گیا۔ اس کا ڈوب کر مرنے کا تو ضرور ہے اس لئے کہ بخوبی
کا علم واقعی ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس بخوبی نے اس شخص کو ڈوبنے پر مجبور کر دیا
تھا پس جو علم الہی میں ہے یا یوں کہو کہ جو تقدیر میں ہے وہ ہوگا تو ضرور مگر اُس کے کرنے پر

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَى
أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ
لَهُمْ أَجَلًا لَا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى
الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ۝ (۱۰) قُلْ لَوْ
أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ
رَبِّي إِذْ الْأَمْسَلَتْمْ خَشْبَةً
الْأَشْفَاقِ وَكَانَ الْإِنشَانُ
تَتَوَرَّأَ ۝ (۱۱) وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى
تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَسُئِلَ بَنِي إِسْرَءِيلَ
إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ
إِنِّي لَأَكْبَرُكَ يَا مُوسَى
مُتَّبِعُونَ ۝ (۱۲) قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ
مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِصَافٍ
وَرَاقٍ لَأَكْبَرُكَ يَفِرْعَوْنُ
مُتَّبِعُونَ ۝ (۱۳) فَأَرَادَ أَنْ يَنْتَفِرَ بِهِمْ
مِّنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنَاهُ وَمِنَ مَّجْدٍ
جَمِيعًا ۝ (۱۴)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ بیشک اللہ وہ ہے جس نے
پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو قدرت رکھتا ہے
اس بات پر کہ پیدا کرے مثل اُن کے اور کی ہے
اُس نے اُن کے لئے ایک سیوا نہیں شکس
میں پھر انکار کیا ظالموں نے مگر ناشکرگی ۝ (۱۰)
کہئے (اپنے پیغمبر) کہ اگر تم مانگ ہو تو میرے
پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے اُس وقت
البتہ تم کجوسی کرتے خوف خراج ہو جانے کو سے
اور ہے انسان تنگی کرنیوالا ۝ (۱۱) اور بیشک ہم
نے میں موسیٰ کو نو نشانیاں ظاہر پھر پھر بھی پہنچائی
سے جب کہ وہ آیا اُن کے پاس تو اُس سے کہا
فرعون نے کہ بیشک میں گمان کرتا ہوں تجھ کو
اے موسیٰ جادو کیا ہوا ۝ (۱۲) موسیٰ نے کہا
کہ بیشک تو نے جان لیا کہ نہیں بھیجا ہے ان نشانوں
کو مگر آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے دکھلائی
دینے والی اور بیشک میں گمان کرتا ہوں اے فرعون
تجھ کو بھلائی سے پھرا ہوا ۝ (۱۳) پھر ارادہ کیا فرعون
نے کہ نکال دے اُن کو زمین سے پھر ڈبو دیا ہم
نے اُس کو اور جو اُس کے ساتھ تھے سب کو ۝ (۱۴)

خدا کی طرف سے مجبوری نہیں ہے بلکہ خدا کے علم کو اُس کے جاننے میں یا تقدیر کو اُس کے
ہونے میں مجبوری ہے ❖

امام احمد بن یحییٰ المرتضیٰ زیدی نے اپنی کتاب مل و نحل میں لکھا ہے کہ عبد اللہ

بن عمر سے ایک شخص نے کہا اے ابو عبد الرحمن
بعض قوموں کے لوگ نہ کرتے ہیں اور شراب
پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں اور لوگوں کو قتل
کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ خدا کے علم میں تھا۔
اُم کو اُس سے کوئی چارہ نہیں ہے عبد اللہ

وقال لعبد الله بن عمر بن الخطاب يا ابا عبد
الرحمن ان قوام الزنون يشربون الخمر يسرقون و
يقتلون النفس يقولون كان في علم الله فلا نجد
بدا منه فغضب ثم قال سبحان الله العظيم
قد كان ذلك في علمهم يفعلونها ولا يعلم علم
الله على فعلها حدثني ابن عمر عن الخطاب انه سمع

وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِ ۖ لَيْفَىٰ إِسْرَٰئِيلَ
اسْكُنُوا إِلَّا رَضَٰ فَاِذَا جَآءَ
وَعْدُ الْآخِرَةِ جُنَّا بِكُمْ لَفِيفًا
وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا ۝ (۱۰۷) وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ
لِنُقَرِّأَكَ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ
وَنَزَلْنَاهُ تَنْزِيلًا ۝ (۱۰۸)
فَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ أَهْلَ الْبُيُوتِ
الَّذِينَ آمَنُوا أُولَٰئِكَ هُمُ
الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ
مِنْ قَبْلِهِ إِذْ يُنَالُ عَلَيْهِمْ يَخْرُجُونَ
لِلَّذِّقَانِ فَهُمْ يُقْوُونَ
سُبْحَنَ رَبِّنَا إِن كَانَ
وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۝ (۱۰۹)
وَيَخْرُجُونَ لِلَّذِيقَانِ
يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ
تَعْتُوشًا ۝ (۱۱۰) قُلْ أَدْعُوا
اللَّهَ أَوْ ادْعُوا إِلَٰهًا غَيْرًا
تَدْعُوا قُلُوبُهُمْ غَافِلَةً
فَإِنْ تَدْعُوا إِلَٰهًا غَيْرًا
تَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِثْرًا
وَلَا تُنْفَعُ عَنْكُمْ إِلَٰهُكُمْ
شَيْئًا ۝ (۱۱۱)

اور ہم نے کہا اس کے بعد بنی اسرائیل کو کہ آیا دھو
اُس نے میں پر پھر جب آویگا وعدہ آخرت کا تو
لے آویگے تم ہم کو اکٹھا کر اور ہم نے اُس کو
(یعنی قرآن کو) اتارا ہے برحق اور اترتا ہے برحق
اور ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا مگر بشارت دینے والا اور
ذرا نیوالا ۝ (۱۰۷) اور قرآن ہم نے اُس کو ٹکڑے ٹکڑے
بھیجا ہے تو کہ پڑھے تو اُس کو لوگوں پر بھیجے گا
(یعنی وقت فوقتہ) اور ہم نے اُس کو اتارا ہے
ٹکڑے ٹکڑے کر کے اترانا ۝ (۱۰۸) کہہ (اپنے پیغمبر)
ایمان لاؤ اُس پر یا تم نہ ایمان لاؤ بیشک لوگ
جن کو دیا گیا ہے علم اُس کے پہلے سے جس وقت
کہ پڑھا جاوے گا ان پر گریں گے اپنی ٹھوڑیوں
(یعنی منہ) کے بل سجدہ کرتے ہوئے اور کہیں گے
کہ پاک ہے ہمارا پروردگار کا البتہ مقدس کیا گیا ۝ (۱۰۹)
اور گریں گے ٹھوڑیوں (یعنی منہ) کے بل روئے
ہوئے اور زیادہ کریں گے عاجزی کرنا ۝ (۱۱۰) کہہ
(اپنے پیغمبر) پکارو اللہ کو یا پکارو جن کو جس نام سے کہ
تم پکارو پھر اُس کے لئے ہیں نام بہت اچھے اور نہ
پکار کر پڑھ اپنی نماز کو اور نہ آہستہ پڑھ اُس کو اور
دھونڈو اُس کے درمیان میں طریقہ ۝ (۱۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل علم اللہ
فیکم کمثل السماء اللہی ظلتکم الا رذل الحق اقلکم
قلما لا تستطیعون الخروج من السماء ولا رذل
کن لک لا تستطیعون الخروج من علم اللہ و
کما لا تحملکم الارض من السماء علی الذنوب کن لک
لا یحملکم علم اللہ علیہا +

بن عمر غصہ ہوئے پھر کہا سبحان اللہ! بیشک
اُس کے علم میں تھا کہ وہ ایسے کام کریں گے مگر خدا
کے علم نے اُن کو اُن کاموں کے کرنے پر
مجبور نہیں کیا۔ مجھ سے میرے باپ عمر بن
خطاب نے ذکر کیا کہ اُنہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ علم الہی کی مثال تم میں مانند آسمان کے ہے جس نے تم پر

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ
وَلَدًا ۚ وَلَمْ یَكُنْ لَهُ شَرِیْکٌ فِی
الْمُلْکِ ۚ وَلَمْ یَكُنْ لَهُ وِلِیُّ مِّنَ
السَّمٰوٰتِ وَالتَّرٰوٰثِ ۚ

تَکْبِیْرًا ۝۱۱۱

اور کہ سب تعریف ہے اللہ کے لئے جس نے
نہیں پڑا کسی کو بیٹا اور نہیں ہے اُس کے لئے
کوئی شریک بادشاہت میں اور نہیں ہے اُس کے
لئے کوئی مددگار بسبب عاجزی کے اور بڑائی کر
اُس کی بڑائی کرنا ۝۱۱۱

سایہ کر رکھا ہے اور مانند زمین کے ہے جس نے تم کو اُٹھا رکھا ہے پس جس طرح تم آسمان و
زمین سے باہر نہیں جا سکتے اُسی طرح تم خدا کے علم سے باہر نہیں ہو سکتے اور جس طرح آسمان
و زمین تم کو گناہوں پر مائل نہیں کرتے اسی طرح خدا کا علم بھی تم کو اُن گناہوں پر مجبور نہیں
کرتا ۞

جلد ششم تمام ہوئی

مکمل مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ

معتمد مرحوم علی المرتضیٰ کے مبارک نام پر مجموعہ کی خوب داد و ستاد کی۔ اس کی شہادت کے بارے میں کافی شہادتیں اور تصدیقیں ہیں۔ یہ مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کے سب سے بڑے کاموں میں سے ایک ہے۔ اس میں سب سے پہلے سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔ یہ مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔ یہ مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔

اس کتاب کا مجموعہ پچھروں کے سب سے بڑے کاموں میں سے ایک ہے۔ اس میں سب سے پہلے سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔ یہ مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔ یہ مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔

یہ مجموعہ ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔ یہ مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔ یہ مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔ یہ مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔

تہذیب الاخلاق جلد اول

یہ مجموعہ ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔ یہ مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔ یہ مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔ یہ مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔

تہذیب الاخلاق جلد دوم

یہ مجموعہ ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔ یہ مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔ یہ مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔ یہ مجموعہ سید محمد صالح بن ہمام رحمہ اللہ کی تعلیم یافتہ مسلمان بچوں کی ہفت روزہ "مکمل مجموعہ" کے نام سے شائع ہونے لگی۔

